





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد بجد اُس خداوند دانش آفرین کو سزاوار ہے جس نے نوحی بشر کو اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے عقل معاش و مساو عطا فرمایا تاکہ عالم باریہ اور عالمہ شایستہ سے اپنے امور دنیاوی اور اخروی کے حسن انجام میں ان کو مشورہ شکر کرے (جل جلالہ و علم نوالہ)

نظم

| | |
|---------------------------------|---------------------------------|
| و شمس بہ بان گفتیم از بے خردیست | تا مش زبان گفتیم از بے خردیست |
| انصاف چنان گفتیم از بے خردیست | فی الجملہ چنان است کہ دائم گفتن |

بلغۃ فصاحت شمار او فصحاے بلا عت و شمار کی خدمت میں یہ خاکسار عرض پروردگار
عز و از تو کہ کتاب درجسم اللغات کو دوبارہ ترتیب دینے کے بعد خواہش پیدا ہوئی
کہ مخزن دانش و معدن پینش یعنی (تکار و دانش) فارسی کا ترجمہ ہو جو کتب تازہ و نادر کے واسطے

اور شہسوار جو لایکا خوش بیانی یعنی فنی نو لکھن صاحب مرحوم مالک مطبع اودھ اخبار کی تصنیف لطیف اور تالیف نیت سے ہی اور جو زبان فارسی میں مسلہ اور منظر کتاب ہی بنظر منفعت عام اور فائدہ اتام اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے تاکہ یہ نعمت خطی اور دولت کبریٰ ہر کس و ناکس کے دست رس ہو اور ہر شخص اس سے مستفیض ہو سکے۔ اگرچہ اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ تو تہید ست گنجینہ سخندانہ اور کوچہ گرد بازار نکتہ دانی محض جاہل نلکہ جاہل ہی اس لیے ظاہر پسند ان بیدل اور دانا صورتان جاہل تیرے ترجمہ کو کیا پسند کریں گے بلکہ بے دھڑک زبان طعن کھولیں گے کہ ترجمہ کیا کیا غت ربود کر دیا۔ لیکن صرف اس خیال سے مجھے اپنی خواہش پوری کرنے کی جرات پیدا ہوئی کہ جب گذشتہ زمانہ کے عالی و نامور و تازک خیال مصنفوں کی قابل قدر تصنیفات و تالیفات پر لوگوں نے زبان و قلم سے جرح قدح کرنے میں کوتاہی نہیں کی، تو تیرا ترجمہ اگر انکی نکتہ چینی سے نہ بچے تو کونسی تعجب کی جگہ ہو

نظم

عیب پسند بر غم ہست

دود شو ندار بدماغ رسند

بے خبرے چند ز خود بے خبر

باو شو ندار بہ چرماغ رسند

اس لیے میں نے عزم بالجزم کر کے صاحب سرافض و کمال۔ بالغ آدابہ و جلال عرف و احترام۔ ایوان عظمت زنگ زوایا مرآت مروت۔ درۃ التاج شوکت و احترام۔ والا منزلت عالی مقام ہمایون اختر۔ سرور و اوگستر۔ صاعد و مصاعد غم و دکا۔ عارج و معارج رفعت و اعتلا صاحب دانش و بینش۔ مردم دیدہ آفرینش چشم و چراغ ریاست فروغ بخش کاشانی حکومت۔ چمن میراے صدیقہ خرد مندی گلشن آراے بوستان دود مال آصفی۔ قبلہ آمل و آمانی۔

و کعبہ مرادات و وہابی (حضرت میر محبوب علی خان بہادر) رحمہم دوران فتح جنگ
نظام الدولہ نظام الملک مظفر الملک اک۔ آصف جاہ ساوس۔ والی دکن۔ جی۔ سی۔ بی۔ سی۔ الیر
اکی۔ (اوام اللہ اقبالہ و اجلالہ و نوالہ) کے عہد معینت مہدین ترجمہ کیا اور اپنی لیاقت کے موافق
غور و خوص کرنے میں کوتاہی نہیں کی تقدیم و تاخیر فقرات کی پابندی چندان ضروری نہیں
سمجھی البتہ مدعائے اصلی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ کیونکہ ترجمہ کے معنی یہی ہیں کہ ایکے بان کے
مطالبے دوسری زبان میں ادا کریں۔ نہ یہ کہ ایکے بان کے الفاظ کے معنی دوسری زبان میں بھنسنے
بیان کریں جسکی وجہ سے عبارت مغلی ہو جائے۔ اور کسی سمجھ میں نہ آئے عقلا کا اسپر عمل ہو کہ
(تکلموا للناس علی قدر عقولہم)

انتباہ۔ بعض موقوفین پر کتاب (گلزار دانش) کے مختصر ہونے کی وجہ سے اس کے کنایات میں
ذہن ناقص میں نہیں آسکے۔ ان کے حل کرنے کے لیے اصل کتاب (شیار دانش) سے جبکہ انتباہ ہو
مدد لی ہو۔ اور حسب ضرورت اطناب و اختصار سے بھی کام لیا ہو اسکا نام (گلزار دانش) رکھا۔
معذرت۔ امید کہ روشن طبعاں اہلیت پناہ اور پاک چشمان حقیقت آگاہ حکم (الانسان
مکرب من الخطاء و النسیان) اگر کمین اس ترجمہ میں مہوار و خطا ملے خطہ فرمائیں تو ابھی
نیک ذاتی اور اولوالعزمی سے اصلاح فرما کر اس نیاز مند کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔ **نظم**

نگاہت مبتدہ اگر بر خطا تو آئرا ہوشان ز لطف و عطا

تو بر من گیر آہو اسے ذی خود کہ خالی نہ باشد بشر از خطا

راقم آثم

راجیور راؤ اصغر۔ حیدر آباد دکن ۱۹۱۹ عیسوی

آہ تجائی نے رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ میں اس جہان فانی سے انتقال کیا خداوند کریم اپنے جوار رحمت میں جگہ دے و تاج
و تاجیکہ را چگون ۲۷ و من سے دیا کام کہ دنیا کی سمجھ میں آسکے ۲۷ انسان مرکب تر خدا اور فراموشی سے ۲۷

فہرست مضامین کتاب ہذا

| صفحہ | مضمون | ابواب |
|------|--|-------|
| ۱ | دیباچہ از مترجم | |
| ۵ | آغاز داستان اے دانشمندی و پیدائش بہمن | |
| ۱۸ | پہلا سخن مہینوں کی باتیں نہ سننے کے بیان میں۔ | باب |
| ۹۰ | دوسرا باب کاروں کی سزائیابی اور بد انجامی کے بیان میں۔ | " |
| ۱۱۲ | تیسرا۔ دو ستون کی یکدلی کے فوائد کے بیان میں۔ | " |
| ۱۳۶ | چوتھا۔ دشمنوں کے فریب سے مطمئن نہ رہنے کے بیان میں۔ | " |
| ۱۵۸ | پانچواں۔ حضرت غفلت اور مطلب کی نگہداشت کے بیان میں۔ | " |
| ۱۶۹ | چھٹا۔ عجلت اور ثواب زدگی کے قصائد کے بیان میں۔ | " |
| ۱۷۴ | ساتواں۔ دشمنوں سے طمع نہ رہنے اور ہوشیاری اختیار کرنے کے بیان میں۔ | " |
| ۱۸۵ | آٹھواں۔ کینہ و رونا کی چالوسی پر اعتماد نہ کرنے کے بیان میں۔ | " |
| ۱۸۸ | نواں۔ غور و فکر کے بیان میں جو بادشاہوں کے لیے سب سے بہتر صفت ہو۔ | " |
| ۲۰۱ | دسواں۔ پادشاه کے خیال کے بیان میں۔ | " |
| ۲۰۹ | گیارہواں۔ حرص کے قصائد کے بیان میں۔ | " |
| ۲۱۷ | بارہواں۔ بادشاہوں کو اپنے امور میں دوراندیشی کرنے کے بیان میں۔ | " |
| ۲۳۳ | تیرہواں۔ بیوقوفان کے اقوال سے پرہیز کرنے کے بیان میں۔ | " |
| ۲۴۴ | چودھواں۔ انقلاب و فساد پر تنبیہات کرنے کے بیان میں۔ | " |
| ۲۶۲ | خاتمہ کتاب و تقابض و غیرہ | " |

آغاز داستانِ دہلی و بیداریِ برہمن

وزیر نے دست بستہ یون عرض کیا کہ ہندوستان میں ایک بادشاہ تھا جلیل القدر عظیم الشان صاحبِ راسِ سلیم ستمی بہ دہلی ایک روز کا ذکر ہی کہ اس کے دربارِ دربار میں ذکرِ اخلاق پسندیدہ و اوصافِ حمیدہ ہو رہا تھا بیان تک سلسلہ گفتگو دراز ہوا کہ تمام حاضرین دربار نے متفق ہو کر یہ کہا کہ سخاوت تمام اخلاقوں میں اعلیٰ وجہ کی صفت ہے اس دہلی کی رگ ہمت اوصافِ کرم میں کہ حرکت میں آئی اور فرمایا کہ خزانوں کے دروازے کھول دیے جائیں کہ ہر کہہ و سہ کو اور خاص و عام کو اندر زر و سیم دیا جائے کہ وہ مستغنی ہو جائیں کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہ پھیلا میں غرض کہ دن بھر تو بادشاہ اس داد و دہش میں مشغول رہا اور شام کو بہتر راحت پر آرام فرمایا جب چشمِ ظاہر ہی چند ہوئی تو عالم خواب میں کیا دیکھتا ہی کہ ایک پیر مرد نورانی صورت سحرانہ کھڑا کہہ رہا ہی کہ چونکہ آج تو نے بیحد خزانہ رضا آگہی میں صرف کیا ہی لہذا اکل صبح تو بنیت افق جانبِ مشرق روانہ ہونا راہ میں تجھ کو ایک خزانہ وافر دستیاب ہو گا صبح کو جب بے دہلیم آرام نہ کیا تھا تو شب کے خوابِ خیال میں باندھ کر جانبِ مشرق روانہ ہوا۔ بعد طور محل وقوع منازل میں ایک پہاڑ نظر آیا اور اس کے دامن میں ایک ایک گہوارہ دکھائی دیا جبکہ قریب گیا تو اُس میں ایک پیر و شفیق کو بیٹھا ہوا پایا۔ بادشاہ نے گھوڑے سے اتر کر سر تسلیم جھکایا اور پاس بیٹھ گیا اور زبان سے کچھ نہ کہا۔ تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے جانے کا ارادہ کیا تو درویش نے کہا کہ فقیر کے پاس کیا ہی جو تجھ کو دے مگر ہاں ہر دم تھوڑا ایک تھوڑا موجود ہے جو ورثہ مجھے حاصل ہوا ہے اور آج تک لوگوں کی فکر سے مخفی رہا ہے وہ یہ ہی کہ اس غار کے گوشہ میں ایک بھارتی آنہ جو میں زر و جواہر بیکراں موجود ہے چونکہ فقیر قانع ہو گیا ہی اور دنیا کو ترک کر دیا ہی لہذا مجھے اسکی ضرورت نہیں ہی بادشاہ اگر

اسکو پسند فرمائیں تو اسے کھدوا کر خزانہ عامرہ میں داخل کریں اور اس پر خیر میں اسکو عورت فرمائیں
چنانچہ راس نے غار کے کھودنے کا حکم دیا اور چند عرصہ میں خزانہ بادشاہ کے حضور میں پیش کیا گیا
اس خزانے کے درمیان سے ایک صندوق مرصع برآمد ہوا جو نہایت استحکام کے ساتھ جو گرد
بندھا ہوا تھا اور فولادی قفل سے قفل تھا جب قفل توڑ کر صندوق کھولا گیا تو اس میں ایک
صندوق چمپ نکلا جس میں سے ایک ڈوبیہ برآمد ہوئی راس نے ڈوبیہ کھول کر دیکھا کہ ایک پارچہ حریر سفید
پر بزبان سریانی چند سطریں مرقوم ہیں۔ راس نے بشکیم تحریر ہو کہ اس پر کیا عبارت تحریر ہو سکتی
کہا کہ صاحب خزانہ کا نام ہوگا بعض نے عرض کیا کہ خزانہ محفوظ رہنے کی وجہ سے پلیم محفوظ کیا
ہوگا الغرض حسب احکم راس ایک عالم سریانی زبان کا جاننے والا طلب کیا گیا جسے اسکو پڑھ کر
بتلایا کہ اس خزانہ کو میں نے یعنی ہوشنگ بادشاہ نے اس جہاندار بزرگ کے بیٹے و وصیت
رکھا ہے جسکا نام راس نے بشکیم ہوگا اور اس وصیت نامہ کو زور و جواہر میں مخفی رکھا ہے تو اسے حسب
خزانہ برآمد کرے تو ان دھاریا کو مطلع کرے کہ غور و فکر کرے کہ زور و جواہر پر فریفتہ ہونا و دشمنی
کا کام نہیں ہے۔ یہ وصیت نامہ ایک دستور پهل ہے جس پر عمل کیے بغیر بادشاہوں کو چارہ نہیں ہے
میں اس بادشاہ کو بجائے کو مناسب ہے کہ ان وصیتوں پر عمل کرے اور یہ یاد کرے کہ جو شہنشاہ
ان چودہ نصیحتوں کے مطابق جو میں بیان کرتا ہوں عمل کرے گا تو دنیا و دولت اور اس سلطنت
اسکا مستحکم و مضبوط رہے گا اور کمال ستواری کے ساتھ قیام پذیر ہوگا اول یہ کہ ملازمین میں سے
جس کسی کو اپنے تقرب خاص سے غرض کرے تو اسکی غلطی کی سبب بارہ میں کسی غرضگو کی بات ماننے
تو غم غماض اور کین ساز کو اپنی مجلس میں داخل نہ کرے بلکہ جہاں یہ عادت پائی جائے تو اسکو جلد
علحدہ کرے تو غم امر اور اراکین دولت کے ساتھ اتفاق راس رکھے کیونکہ ایک جہتی کے لئے اسکل
سہل و آسان ہو جاتے ہیں چہ تارم دشمن کے ملک و چا پڑوسی اور کمزوری پر غور و زور

اور ان پر اعتماد نہ کرے دشمن تو ان حقیر و بیکار و شرمندہ پر عمل کرے پیچھے جب کبھی گوہر مراد دستیاب ہو تو اسکی حفاظت میں ہرگز تغافل نہ کرے ششتم کاموں کی انجام دہی میں تعیل نہ کرے شہتم اگر دشمنوں کا گروہ اپنے درپے ہلاکت پایا جائے تو بہتر یہ ہو کہ ان میں سے ایک شخص کو اپنا دوست بنائے اور حیلہ باے مناسب اُنکی بنیاد مکر و فریب کو درہم و برہم کر دے شہتم مرد مکیںہ درے محتر ز رہے اور اُنکی چرب زبانی سے دھوکا نہ کھائے نہم غفو کو اپنا شعار بنائے اور ملازمن کو معمولی خطاؤں پر معذور نہ کرے۔ دہم کسی کے آزار کے درپے نہ ہوتا کہ اُسکے مکافات میں تجھے بھی ضرر نہ پہنچے پانزدہم لوگوں کو ایسے کام کا حکم نہ دے جو اُنکی حیثیت اور شان کے موافق نہ ہو دوازدہم اپنے تئیں زیور علم و استقلال سے فریق رکھے بیقر وہم میں و محمد ملازم مقرر کرے اور خائن سے پرہیز رکھے چہار دہم انقلاب زمانہ ناہنجار اور سختی روزگار کا جفا شعار سے گرد مال اپنے دامن ہمت پر نہ جھنکے دے کیونکہ دشمنند شخص اکثر مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ وصیتیں جو بیان کی گئیں انکے متعلق ایک وسیع و دلچسپ داستان نہایت پسندیدہ ہو اگر راسے دہنیلیم چاہے کہ اُن حکایات سے بالتفصیل مطلع ہو تو وہ کوہ سراندیپ کی طرف قدم رنجہ فرمائے جو مقام کہ قدما گاہ ابوالشہر حضرت آدم علیہ السلام ہی وہاں یہ مشکل آسانی حل ہو سکتی ہو،

جبکہ دہنیلیم اس مضمون سے آگاہ ہو تو زبان دان سرزانی کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا اور اس صحیفہ حکمت کو بوسہ و کیر کمال تعظیم و تکریم سے اپنا حرز جان بنایا اور بطور تعویذ زریعہ بازو کھلا اور ارشاد کیا کہ جس خزانہ کا نہ کو رہا ہو وہی خزانہ حکمت ہی نہ کہ گنجینہ زرد و جواہر مجھ کو عنایت الہی سے اس قدر متعہ و نیا دی حاصل ہو کہ کسی گنج گرانمایہ کی احتیاج نہیں ہو اور میں بمقتضائے ہمت عالی اس مختصر و فینہ کو بیچ و بچھتا ہوں لازم یہ ہو کہ ان نصائح کے شکرانہ میں جو دراصل گنج حقیقی ہی جو زرد و جواہر اس رفیعہ میں برآمد ہوا ہی ارباب استحقاق کو تقسیم کر دینا

تاکہ ملک ہوشنگ کی زوجہ کو ثواب پہونچے اور میں بھی امر خیر میں شامل ہوں ملازمان شاہی نے اس حکم کی تعمیل کی بعد ازاں اسے دہلیم جب دارالسلطنت میں داخل ہوئے تو انکو بیکر لائق ہوئی کہ سرانڈپ کی جانب روانہ ہو کر گوہر مدعا حاصل کرنا چاہیے۔ آخر کار بعد تامل بسیار یہ حکم دیا کہ راکین سلطنت میں سے دو دانا دہوشیار شخص حاضر ہوں چنانچہ حسب الارشاد وہ شخص حاضر ہوئے اسے نے فرمایا کہ میرا عزم بالجزم اور مصمم ارادہ ہو گیا کہ میں سرانڈپ جاؤں لیکن چونکہ سلطنت ہمیشہ تم لوگوں کی اس صواب اندیش پر انجام پاتے رہے ہیں اسلئے اس کام میں بھی جو کچھ مصالحت ہو وہ بیان کرو۔ دستور مظہم نے عرض کیا کہ حضور بظاہر اس سفر میں راحت و آرام کی کوئی شکل نظر نہیں آتی اور ذیل صفائے منزل کو بہت سے خون و خطر کا سامنا ہوگا۔ اسوجہ سے دہنمہ دن کا مقولہ ہی کہ راحت کو محنت سے تبدیل نہ کرے اور نقد پر ادھار کو ترجیح نہ دے تاکہ آپس کو تر کا قصہ صادق نہ کہے اسے نے پوچھا وہ کیا قصہ ہی وزیر نے عرض کیا۔

حکایت دو کبوتر باہم ایک آشیانہ میں مقیم تھے ایک کا نام بازندہ اور دوسرا نوازندہ کے اسم سے دہرما تھا۔ بازندہ کے دل میں سفر کی خواہش پیدا ہوئی اپنے رفیق نوازندہ سے کہا کہ میری تمنا یہی کہ ہم تم ملکر اطراف عالم میں بالاتفاق سفر کریں اسلئے کہ سفر میں اکثر عجائبات شاہدہ ہوتے ہیں اور بہت سے تجربے حاصل ہوتے ہیں نوازندہ نے کہا کہ اکیس ہر دم دہرما تو نے کبھی سفر کی تکلیف نہیں برداشت کی ہی اور غربت کے مصائب کا سامنا نہیں ہوا ہی اسوجہ سے مشکل معلوم ہوتا ہی یا زندہ نے جواب دیا کہ بیشک۔ ہر چند کہ سفر کا رنج ایک بلا ہے مگر فرما اور جانگزا ہی لیکن دنیا کا سیر و تماشا بھی راحت افزا و خوشنما ہی جب کہ طبیعت سفر کی تکلیف سے آشنا ہو جاتی ہی تو عجائبات عالم کے شاہدہ سے اذیت سفر کی کچھ گراں نہیں معلوم ہوتی۔ نوازندہ نے جواب دیا کہ ایسوس ہمراہ تفریح بلدان اور تماشاخانے عالم یا ران ہمدوم

رفیقان محرم کے ہمراہی سے بھلا معلوم ہوتا ہی مگر جبکا دل دیدار یار اور احباب نگہسار کی محبت سے محروم ہوتا ہی اُسکو سیرِ دہشتے سے کیا تسکین ہو سکتی ہی در و فراق یار سب اذیتوں سے بڑھا ہوا ہی لہذا مناسب وقت یہ ہی کہ جو گوشہ اور گوشہ موجود ہی اُسپر آرام سے بسر کرنا اور حالت موجودہ پر نظر کر کے قناعت اختیار کرنا اولیٰ ہی۔ باز زندہ بولا کہ ای رفیق ہمدم اب بار دیگر لفظ تکلیف زبان پر نہ آئے اس لیے کہ یارانِ نگہسار کی دنیا میں کچھ کمی نہیں ہو۔ اگر ہمارے رشتہ الفت منقطع ہو جائے گا تو تھوڑے ہی عرصہ میں ہم نفس پیدا ہو سکتا ہی اور مسافرِ ایک آدمی بختہ کار ہو جاتا ہی۔ نواز زندہ نے کہا کہ ای یار عزیز جبکہ تو اپنے دل کو قدیم دوستوں کے ہمارے ہمدان تازہ سے ملا نا چاہتا ہی تو میری نصیحت تیرے قلب پر کیا موثر ہو سکتی ہی الغرض باز زندہ بلند پر واز اپنے رفیق سے رشتہ محبت منقطع کر کے اُڑ گیا۔ اور کوہ و صحرا باغ و رانغ کا تماشا کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اتفاقاً دس کوہ میں ایک پہاڑ نظر آیا باز زندہ کو وہ مقام پسند آیا اور چونکہ وہ بھی کم رہ گیا تھا اسوجہ سے اُس نے وہیں بسر کیا ہنوز صعوبت راہ بر طرف نہ ہوئی تھی کہ کج بستی چلنے لگی اور ابر باد کا طوفان جوش و خروش میں آیا۔ باز زندہ کو اُس وقت کوئی مقام امن کا نظر نہ آیا کبھی دختوں کی شاخوں میں پھپھتا تھا اور گاہ بتوں میں پناہ لیتا تھا قصۂ وہ شب ہزارِ خرابی و پریشانی اُس نے بسر کی۔ ہنگامِ سحر بھر پر واز کیا کبھی دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ آشیانہ قدیم کی جانب چلا جاؤں کبھی اور تردد پیدا ہوتا تھا کہ ناگہان ایک شاہین تیز بال و خونی چنگال باز زندہ کی طرف چھپنا۔ غریب کو ترکا دل اُسکی دہشت سے دھڑکنے لگا اور قریب تھا کہ روح پر واز کر جائے اور وہ اپنے ارادہ پر پشیمان ہو اور قسم کھائی کہ اگر اس ہلکے سے نجات ملی تو بار و گرسفر کا خیال بھی کبھی دل میں نہ لاؤں گا اور یارانِ ہمدم کی صحبت کو غنیمت جانوں گا چونکہ نیت اُسکی پاک تھی اور عقیدہ درست تھا لہذا اُسکی برکت سے یہ شکل ظہور میں آئی کہ

دفعۃً ایک عقاب تیز پرواز دوسری جانب سے چھپا اور کبوتر کو اپنا شکار کرنا چاہا مگر حسد
 شاہین عقاب سے لڑنے کی کب تاب لاسکتی تھی لیکن بمقام غارت غیرت اس نے لڑنا شروع کر دیا
 اور تو یہ دونوں لڑائی میں مصروف ہوئے اور بازندہ فرصت کو غنیمت جان کر کسی پتھر کے
 تلے سوراخ میں گھس گیا اور تمام رات وہیں گزار دی صبح کو باد جو صفت کے بازندہ اڑنا گاہ
 ایک کبوتر نظر آیا جس کے سامنے چند دانے پڑے ہوئے تھے بازندہ تو بھوکا تھا ہی اس لیے اس کو
 ہم جنس دیکھ کر اس کے قریب گیا ہنوز ایک دانہ بھی چگنے نہ پایا تھا کہ دام میں گرفتار ہو گیا پتھر
 حسن بہرے بظلمت سرمر کر دیا سر پر دام ہرنگ زمین بود گرفتار شد مرید بازندہ اس
 کبوتر کی شکایت کرنے لگا کہ اے برادر ہم اور تم ایک جنس سے ہیں یہ گرفتاری تمہارے طفیل
 سے لاحق ہوئی تم نے مجھ کو اس حال سے کیوں نہ آگاہ کیا کبوتر نے کہا اسکا شکوہ بیکار ہو تقدیر
 کے ہگے تدبیر کچھ کا کر نہیں ہوتی۔ بازندہ نے کہا اب کوئی ایسی تجویز بتا جس سے مجھ کو نجات
 حاصل ہو میں تیرا نہایت شکر گزار اور احسان مند ہوں گا۔ کبوتر نے کہا اے یار سادہ لوح اگر
 مجھے کوئی حیلہ دیکر یاد ہو تا تو پہلے میں خود ہی اس دام بلا سے رہائی کی فکر کرتا۔ تیرا حال
 بالکل اس اونٹ کے بچے کے مطابق ہو جس نے راہ میں تھک کر اپنی ماں سے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ
 میں دم لے لوں اُنکی ماں نے جواب دیا کہ تو نہیں دیکھتا کہ میری ٹیل دو سرے کے ہاتھ میں
 مصراع لیکن قلم رکھتے دیگر رست کا مضمون ہو اگر ٹیل میرے دست اختیار میں ہوتی تو اپنی
 پیٹھ کو بار سے اور تیرے پاؤں کو رخسار سے چالیتی چنانچہ بازندہ مابوس ہو کر ترپنے لگا اور
 نہایت کوشش سے اڑنے کا قصد کیا جال کا پھندہ از بسکہ فرمودہ تھا درمیان سے ٹوٹ گیا اور
 بازندہ پرواز کر کے وطن کی طرف روانہ ہوا اس شہناہ میں تھک کر ایک گانوں میں آیا اور
 ایک دیوار کے کنارے جو حکیت کے قریب واقع تھی پناہ گزین ہوا۔ ایک دہقانی لڑکا

جو حکمت کی رکھوالی کرتا تھا اُس نے تاک کر ایسا تیرا مارا کہ اُسکے بازو میں ترازو ہو گیا اور بازو سر کے بھل دیوار کے نیچے ایک کنوین مین جا پڑا۔ وہ حقان بچہ نے اُسکو اپنے دسترس سے باہر پا کر اپنی راہ لی خستہ جان بازندہ دن بھر کنوین مین پڑا رہا دوسرے روز جس طرح بن پڑا اُڑتا ہوا اپنے آشیانہ قدیم میں آکر داخل ہوا۔ نوازندہ اپنے دوست کی آواز سنکر استقبال کو دوڑا اور بازندہ کو کمال خستہ و ناتوان دیکھ کر کہنے لگا کہ اے رفیق یقیق تو کہاں گیا تھا اور تیرا یہ کیا حال ہو گیا بازندہ بولا کہ اپنی مصیبتوں کا حال کیا بیان کروں میں نے سنا تھا کہ سفر میں بیشمار تجربے حاصل ہوتے ہیں لیکن مجھ کو یہ خاص تجربہ ہوا کہ اب عمر بھر سفر کا نام نہ لوں گا اور تیری مفارقت ہرگز نہ جانز نہ رکھوں گا۔ یہ حکایت اس غرض سے بیان کی کہ بادشاہ اس دور دروز سفر کی صعوبات سے اپنے کو محفوظ رکھے۔ راتے دابلیم نے جواب دیا کہ اسے وزیر خوش تدبیر اگرچہ سفر میں تکلیفیں بہت ہیں لیکن حصول فوائد اُس سے بڑے ہوتے ہیں اور ترقی مراتب سفر میں حاصل ہوتے ہیں کیا تو واقف نہیں ہو کہ شطرنج کا پیادہ چھ گھر حکم فرزین بن جاتا ہی اور چودہ راتیں ملے کر کے ماہ نو بدربار کمال ہو جاتا ہے جو شخص گوشہ عافیت سے قدم باہر نہیں نکالتا وہ عجائبات عالم کے مشاہدہ سے محروم رہتا ہی اگر وہ باز نکماری عزم سفر سے پرواز نہ کرتا تو ہرگز بادشاہ کی تربیت کو مشرف نہ ہوتا۔ وزیر نے عرض کیا کہ وہ کس طرح۔ راے دابلیم نے فرمایا حکایت دو باز تیز راز باہم کیل تھے اور ایک قلعہ کوہ پر اُنکا آشیانہ تھا دونوں نہایت فراغت سے وہاں بسر کرتے تھے۔ خالق نے اُنکو ایک بچہ عنایت فرمایا وہ اکثر اوقات باہر جا کر اپنے بچے کے لیے غذا لاتے تھے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ دونوں بچے کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے اور اُنکے آنے میں کچھ تاخیر ہوئی بچے کو بھوک لگی اور وہ سرکرتا ہوا آشیانہ کے کنارے پہاڑ کے

نشیب میں اوندھے منہ چلا اتفاقاً ایک چیل نیسکا کی تاک میں بیٹھی تھی کہ اُسکی نگاہ باز کے بچے پر پڑ گئی ہنوز وہ گرنے نہ پایا تھا کہ چیل اُسکو پکڑ کر اٹھائے گئی اور بچا ناکہ دہٹکاری پر بند کا بچہ ہی بنجیال ہم جنسی محبت پیدا ہو گئی اور سوچی کہ شلن بچوں کے اُسکی پرورش کرنا مناسب ہو غرضکہ اُسکی پرورش کرنے لگی اور پدرانہ سلوک کرتی رہی اگرچہ باز کا بچہ جوان ہونے تک اپنے کو چیل ہی کا بچہ سمجھتا رہا لیکن اپنی شکل و شمائل چیل کے خلاف پائر اکثر اوقات تخیر ہوتا تھا ایک روز چیل نے اُس سے کہا کہ تو کیوں اُداس رہتا ہو بچہ نے کہا کہ میں خود احسن جہ معلوم نہیں کر سکتا اگر رخصت عنایت تو میں چندے قلع عالم کی سیر کروں شاید اُسکی وجہ سے کچھ کہہ دوں۔ رت خاطر برطوت ہو چیل یہ سنکر ازبس بےقرار ہوئی اور کہا کہ اسے فرزند اب بار و گرسفر کا نام نہ لینا جنکو اسباب معیشت ممکن نہیں ہیں وہ عازم سفر ہوتے ہیں یا جن کا وطن میں گزارہ نہیں ہو سکتا وہ ایسا قصد کرتے ہیں جگو تو بمعنایت اُسی کوئی فکر معیشت نہیں ہی بلکہ کمال آسائش سے رہتا ہی پھر تو اس آرام و راحت کو ترک کر کے جو قصد سفر کرتا ہی یہ خود مندی سے معیہ ہو باز کے بچے نے کہا کہ آپ کا فرمانا بہت بجا اور درست ہے اور میں مہربانی و شفقت ہی لیکر لگن نہ اور توشہ کو اپنے فراخ حال نہیں پاتا اور میں اپنی ولی تمنائیں بیان نہیں کر سکتا۔ چیل نے کہا تو ابھی فراغت و عیش کی قدر سے واقف نہیں ہو مجکو اندیشہ ہی کہ تجھے بی کی طرح تکلیف نہ اٹھانا پڑے بچے نے پوچھا کس طرح چیل نے بیان کیا **حکایت** ایک بیروزال کے پاس ایک بی بی حصا تھی جس نے کبھی روٹی کی شکل نہ دیکھی تھی اور گشت کی بوسے بھی اُسکا دماغ نا آشنا تھا حسب اتفاق جب کبھی کوئی چوہا پکڑ دیتی تو کئی روز تک کھانے سے اطمینان حاصل کرتی تھی۔ ایک دن کا مذکور ہو کہ بے طاقتی کے سبب سے ہزار وقت کوٹھے پر چڑھی

ہمسایہ کے مکان میں ایک بلی کو دیکھا کہ نہایت قوی اور نمونہ ہو اور غایت فرہی سے چل نہیں سکتی ہو۔ بڑھیا کی بلی نے پکار کر پوچھا کہ یہ طاقت و قوت تمھارے کس طرح حاصل ہوئی اُسے جواب دیا کہ میں شام و صبح بارگاہ سلطانی میں موجود رہتی ہوں جن وقت کہ دسترخوان چُٹا جاتا ہی ہمت کر کے دسترخوان پر سے روٹی اور گوشت کے کچھ ٹکڑے لے بھاگتی ہوں اور دور و ز تک بکمال آسودگی بسر کرتی ہوں۔ گھر پہلے بلی نے پوچھا کہ مرغن گوشت کس طرح کا ہوتا ہی اور میدہ کی چپاتیوں کا کیا ذائقہ ہی۔ میں نے تو اپنی مدت العمر بڑھیا کے یہاں کے شوربے اور چوبے کے گوشت کے علاوہ کوئی چیز آنکھوں سے بھی نہیں دیکھی اور نہ کھائی فرہ بلی ہنسی اور کہا

| | |
|-----------------------------------|---------------------------|
| اگر گھر بہ ہین گوشش و دست بہت ترا | بابی ہمہ عنکبوت راسے مانے |
|-----------------------------------|---------------------------|

لاغر بلی نے کہا کیا اچھی بات ہو اگر ایک بار تو مجھ کو اپنے ہمراہ لے چلے۔ موٹی بلی کو اس کے حال زار پر رحم آیا اور اس نے وعدہ کیا کہ ابھی مرتبہ بغیر تیرے نہ جاؤں گی۔ یہ بات سنکر دہلی بلی بہت خوش ہو گئی اور کوٹھے سے نیچے اتر کر یہ ماجرا بڑھیا سے بیان کیا اس نے اس کو نصیحت کی کہ دنیا دار دن کی ابلہ فریبی بہ فریبہ نہ ہو اور قناعت کا دامن ہرگز نہ چھوڑ کر طمع کے مقابلہ میں کوئی پسند سود مند نہ ہو اور دوسرے دن ہمسایہ کی بلی کے ہمراہ انتان و خیزان بارگاہ سلطانی تک پہنچی مگر بوجہ بدمعہ کے قبل ازین لمیون نے بڑی بے ادبی اور دلیری کی تھی اس لیے شاہی حکم صادر ہوا تھا کہ تیرا انداز لوگ کیننگاہ میں رہیں اور جو بلی نظر آئے اُسے نشانہ اہل بنائیں۔ بڑھیا کی بلی اس حال باکلن خبر تھی کھانے کی بو پاتے ہی بید رنگ دسترخوان کی طرف دوڑی اور تیر دل و ذہن کھا کر ہلاک ہو گئی۔ یہ داستان اس لیے معرض بیان میں آئی کہ جو قلم نہ میسر ہی تو اسکی قلم

پہچان کر بخشہ طمع میں اسیر نہ ہو۔

باز کے بچے نے کہا کہ آپ کا فرمانا کمال مہربانی اور عنایت پر مبنی ہو مگر چھوٹی اور ذلیل و حقیر چیزوں پر تناعت کرنا بڑھی عورتوں کا کام ہی ہر حال میں ہمت کو بلند رکھنا پابھیہ جیل نے دوبارہ سمجھایا کہ تیرا مقصد محض خیال کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ جب تک کسی کام کا سر انجام درست و مکمل طور پر نہ ہو وہ کسی طرح مرتب نہیں ہو سکتا باز بچہ نے جواب دیا کہ میرے چچکل اور منقار دولت و ثروت کے اسباب ہیں شاید تو نے شمشیر زن کی حکایت نہیں سنی جیل نے دریافت کیا کہ وہ کس طرح ہو بچہ نے بیان کرنا آغا ز کیا حکایت ایک درویش کا سب تھا جس کی آمدنی اس کے عیال کو بھی مکتفی نہیں ہوتی تھی اسکے یہاں ایک فرزند پیدا ہوا جسکی برکت سے اسکی معاش میں ترقی ہونے لگی اور اس لڑکے کا مشغلہ عالم غلویت میں بجز وصال تلوار کے کچھ نہ تھا اسکا باپ کتب میں بھیجتا تو وہ میدان جانے کی خواہش کرتا تھا جب وہ حد بلوغ کو پہنچا تو باپ نے چاہا کہ عزیزوں میں کہیں اسکی شادی کر دے اور لڑکے سے اس بارہ میں تذکرہ کیا تو اُس نے جواب دیا کہ اس سے کہیں بڑھ کر میں نے عقد اور مہر کا سامان مہیا کیا ہی باپ نے کہا میں تیری حالت خوب جانتا ہوں بتلا کہ تو نے کہاں شادی ٹھہرائی ہو اور مہر کا سامان کیا فراہم کیا ہو۔ لڑکانی الفور مکان گیا اور ایک تلوار اُٹھالایا اور کہا کہ میں عروس ملک کے ساتھ شادی کر دوں گا اور مہر کی رقم یہی تیغ تیز اور خنجر خورنر ہو چنانچہ اُس نے اپنی عالی ہمتی سے چند عرصہ میں میدان ملکیت مسخر کر لیا۔ یہ حکایت اس غرض سے بیان کی تاکہ تجھے معلوم ہو کہ میرا اسباب ترقی تیار بلکہ موجود ہو۔ افسوس اور افسانوں سے میں اپنی امید کو ہرگز منقطع نہ کروں گا۔ جیل نے طوعاً و کرہاً اجازت دی اور باز نے پرواز کی

جب تھک گیا تو سستانے کے لیے ایک پہاڑ پر جا اتر جس جگہ ایک چکور اسکو نظر پڑی ایک ہی حملہ میں شکار کیا اور گوشت سے رفعِ گرسنگی کی۔ اور وہ لذتِ حاصل کی جو اسکو قبل ازیں کبھی حاصل نہ ہوئی تھی اسکے دل میں یہ تصور پیدا ہوا کہ فوائدِ سفر میں یہی نہیں ہو کہ ناملائم غذاؤں سے نجات پانا اور عمدہ غذا کا ذائقہ حاصل ہوتا ہو دیکھا چاہیے کہ اسکے بعد کیا واقعہ درپیش ہوتا ہے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ یہ باز کا بچہ ایک پہاڑ پر بیٹھا ہوا تھا کہ زیرِ دامن کوہ ایک غول سواروں کا نظر آیا جو صفتِ باندھے ہوئے شکاری جانوروں کو اڑا رہے تھے اسی گروہ میں اسی ملک کا بادشاہ بھی مع ارکانِ دولت کے موجود تھا اور بادشاہ کے ہاتھ پر بھی ایک باز تھا ایک شکار دیکھ کر بادشاہ نے اسے اڑا دیا وہ شاہی باز فی الفور شکار پر چھٹا اور اس باز نے سلطانی باز کے مقابل سے شکار چھین لیا بادشاہ نے اسکی صفائی دیکھ کر بہت پسند کیا اور اسکے گرفتار کرنے کا حکم دیا صیادان چاکرست نے اسے پکڑ کر بادشاہ کے حضور میں پیش کیا غرض کہ چند روز میں وہ ہل ہل گیا اور ہاتھ پر بیٹھنے لگا خلاصہ یہ ہے کہ اگر باز زرخ و زغن کے ہمراہ رہتا تو اس اعلیٰ مرتبہ پر کیونکر پہنچتا کہ بادشاہ کا منظورِ نظر اور دستِ پرور ہو جاتا۔ یہ نقل اس غرض سے معرضِ بیان میں آیا تاکہ معلوم ہو کہ سفر میں بے شمار فوائد ہیں۔

جب کہ رے وائلیئم اپنا بیان ختم کر چکے تو دوسرا وزیر سامنے حاضر ہوا اور دستِ ادب باندھ کے دعا و ثناے شاہی بجالا کر یوں عرض پیرا ہوا کہ اگرچہ سفر میں فوائدِ بہت ہیں لیکن بادشاہ کی ذات والا صفات کے واسطے صعوباتِ سفر کا برداشت کرنا عبیدارِ حکمت ہے۔ اسوجہ سے کہ تمام دنیا کی راحت اُس سے وابستہ ہے رے وائلیئم نے فرمایا کہ

جب تک دامان پیش و طرب سلاطین پر خمار محنت و مشقت و سنگین نہ ہو رعیت کے گلستان
راحت میں گل رفاہ و نگفتہ نہیں ہوتا اور جب تک کہ شاہوں کے پانوں نہ نور و دشت
نہیں ہوتے اسوقت تک درویشان بے سامان کا سرمایہ راحت و آرام تک نہیں
ہو نچتا سخی و کوشش طالب کے واسطے فائز اہرام ہونے کا بہت بڑا وسیلہ ہی جیسا کہ
پچیتے کے بچے کے واقعے سے ظاہر ہوتا ہی وزیر نے عرض کیا کہ حضور ارشاد فرمائیں
راے و تسلیم نے بیان کیا حکایت شہر بصرہ کے اطراف و جوانب میں ایک جزیرہ
تھا جس کی آب و ہوا از بس خوشگوار تھی ایک چیتا اُس صحرا کا فرمان روا تھا وہ چیتا
اپنے بچے کو دیکھ دیکھ کر بہت خوش ہوتا تھا اتفاقاً وہ چیتا شیر اجل کے پنجے میں
گرفتار ہو گیا اور درندے اُس نوح کے جو اس جنگل کے بیشتر سے آرزو مند تھے ایک
ہی مرتبہ حملہ آور ہوئے پچیتے کے بچہ کو اُن سے مقابلہ کرنے کی قوت نہ تھی اسوجہ سے
اُس نے ہلار و طنی اختیار کی۔ چند روز کے بعد درندوں میں باہم نزاع برپا ہوئی
اور ایک شیر خوریز نے اُن سب پر غالب آکر اُس دشت کو اپنے قبضہ اقتدار میں لے لیا
بچے نے دوسرے جنگل میں جا کر وہاں کے درندوں سے اپنی حالت بیان کی اور طالب
اتحاد ہوا درندوں نے شیر کا حال سنکر اُسکی اعانت و مدد سے انکار کیا اور صاف جواب
دے دیا کہ شیر کی طاقت و صولت کے روبرو ہماری کوئی حقیقت نہیں ہی اور اُس کے
آگے ہماری کچھ جمل نہیں سکتی اب مقتضائے مصلحت وقت یہ علوم ہوتا ہی کہ تو شیر کی طاقت
اختیار کر پچیتے کو یہ راے پسند آئی اور صحرا میں وہاں آکر کسی ذریعہ سے شرف حضور
خدمت شیر سے شرف ہو کر منظور نظر سلطان مبلغ ہوا اور عمدہ خدمات اسکے متعلق ہوئے
چیتا حتی المقدور خدمتگذاری شاہ کو ہر امر پر مقدم جانتا تھا۔ ایک دن کا مذکور ہو کہ

شیر کو دوسرے جنگل میں کسی ضروری کام کی احتیاج درپیش ہوئی اور اس ہنگام دھوپ اور گرمی کی وہ طیش تھی کہ عظمتہ لشتر تمام دشت کو رہ آہنگر ان کی طرح آتش سوزان بن رہا تھا شیر منکر رہا تھا کہ ایسی حالت میں کس کو اس خدمت پر مامور کروں۔ اُسی وقت چیتا آیا اور شیر کو مترد پا کر پرسان حال ہوا اور اُس خدمت کو اپنے ذمہ لیا چنانچہ کئی درندوں کو ہمراہ لیکر ٹھیک دوپہر کے وقت اُس مقام پر پہونچا اور بایل مرام واپس آیا اُٹناے راہ میں ہمراہ ہونے چیتے سے کہا کہ عنایت ایزدی سے کار سرکار بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا اور کسی قسم کا خدشہ اور دغدغہ باقی نہیں رہا اور تیری ہوا خواہی بادشاہ پر ظاہر ہو گئی اب دھوپ بہت سخت ہو اگر تھوڑی دیر سایہ میں دم لے کے پانی پیکر چلیں تو بہتر ہو گا اسنے منکر اگر جواب دیا کہ بادشاہ کے حضور میں میری عزت و توقیر صرف خدمت ہی کی وجہ سے ہی اس میں کاہلی اختیار کرنا مناسب نہیں ہے۔ مخبروں نے یہ ماجرا شیر سے جا کر عرض کیا شیر چیتے کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آیا اور عنان اختیار اُس جنگل کی چیتے کے ہاتھ میں دے دی اور وہ خد متگزار کی وجہ سے اپنے آبائی منصب پر سرفراز ہوا۔

فائدہ اس حکایت کا یہ ہے کہ کوئی شخص بغیر سعی و کوشش کے مقصد حاصل نہیں کر سکتا میر مطلب اس سفرے دانائی کا حاصل کرنا ہی اسلئے میں مصمم ارادہ کر چکا ہوں اور تکالیف کا خیال میرے مقصد کا مانع نہیں ہو سکتا۔ جب وزیروں کو یقین کامل ہو گیا کہ ہمارے فیضیت کچھ کارگر نہ ہوگی لہذا بادشاہ کی عمتل صوابا ندیش سے تھق ہو کر ہرستی سامان کی جانب متوجہ ہوئے۔ اسے دیشلم نے

جملہ امور سلطنت و مہات ملکت ایک امرائے معتمدین سے منتخب کر کے اُنکے تفویض کیا اور ضروری ہدایات بطور یادداشت لکھ کر بساعت سید خدم و حشم کے ساتھ جانب سرانڈیپ روانہ ہوا الغرض بعد قطع منازل و طے مراحل شہر میں داخل ہوا وہیں روز مقام کر کے غیر ضروری سامان اور ہیرا ہون کو چھوڑ کر مقرران خاص میں سے دو شخصوں کو ساتھ لیکر ہپاڑ کی سمت قطرہ زن ہوا۔ جب کوہ پر پہونچا تو اسے ایک غار عمیق نظر آیا وہاں کے باشندوں سے اُس غار کی کیفیت دریافت کی تو یہ معلوم ہوا کہ یہ مقام ایک حکیم کا مسکن ہے جسکو بید یا یعنی طبیب مہربان کہتے ہیں اور وہ ایک مرد مراض ہے جو اپنے نفس ناطقہ کو جملہ کمالات سے آراستہ اور خلعت کی صحبت سے دل برداشتہ کیے ہوئے وہاں مقیم ہے۔ رائے دہشلم اسکی ملاقات کو گیا دیکھا کہ ایک سن رسیدہ شخص دروازہ غار پر بیٹھا ہوا ہے۔ دہشلم وہیں ٹھہر گیا اور اُس رمز شناس با کمال سے باریابی کی اجازت چاہی اور کمال ادب سے اندرجا کر دست بستہ اسادہ ہوا اُس مقام پر ایک برہمن کو دیکھا کہ دنیا سے گوشہ نشینی اختیار کر کے عالم تجرد میں بیٹھا ہوا ہے۔ اسے جب قریب تر پہونچا تو برہمن ریاضت کیش نے بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ سلام کر کے بیٹھ گیا برہمن نے بعد دریافت حال اور خیریت مزاج کے سبب آنے کا دریافت کیا اور فرمایا کہ بابا اس مقام دشوار گزار میں تکلیف کرنے کا کیا نشانہ ہے۔ رائے دہشلم نے خواب کا دیکھنا اور گنج فراوان کا دستیاب ہونا اور وصیت کا معائنہ کرنا اور کوہ سرانڈیپ میں اُن مقاصد کی تکمیل کا حوالہ معلوم کرنا ان جملہ امور کو کمال شرح و بہت سے برہمن سے بیان کیا۔ درویش عقیدت کیش نے

ایسے بادشاہ عالی ہمت پر ہزاروں دعائیں دین اور فرمایا کہ رحمتِ محبوبِ مطلق تم پر نازل ہو کہ صرف حصولِ دانش کے واسطے تم نے استغدرِ سختیانِ سفر کی برداشت کیں اور پھر متوجہ ہو کہ تفصیل بیان کرنا شروع کیا اور ہونگ بادشاہ کا وصیت نامہ پیش کیا۔ راسِ دہلیم نے چند روز وہاں استقامت کی وہ ایک ایک وصیت روز سنا تا تھا اور برہمن اُس کے متعلق نہایت توضیح و تشریح کے ساتھ دلپذیر حکایات اور دل چسپ روایات بیان کرتا تھا جن کو مقربانِ شاہی جو ہمراہ تھے من و عن قلب بند کر لیتے تھے۔ چنانچہ کتابِ کلیہ دمنہ راسِ دہلیم اور برہمن کے سوال و جواب پشکل ہوئی اور وہ بموجبِ فہرستِ جوڑہ ابواب پر مرتب ہوئی ہو

پہلا باب

سخنِ چینوں کی باتیں نہ سننے کے بیان میں

راسِ دہلیم نے بید پاسے برہمن سے کہا کہ مضمونِ پہلی وصیت کا یہ ہے کہ جب کوئی شخص بادشاہ کے مقربوں میں سے اغوا ز پاتا ہو تو اُس سے حاسد لوگ رشک کرنے لگتے ہیں پس بادشاہ کو لازم ہے کہ جو باتیں حاسد لوگ بنا کر پیش کرتے ہیں جب تک وہ بناوٹ اور دروغ گوئی سے خالی نہ پائی جائیں اُس وقت تک اُن پر یقین نہ کرے راس نے دریافت کیا کہ ایسا بھی کہیں ہوا ہے کہ غرض گو یوں کے جھوٹ سچ کہنے سے دوستی مُبدَل بہ عداوت ہو گئی ہو

یاد رکھو کہ امر محض مصلحت بینی اور دور اندیشی کی وجہ سے ہی۔ برہمن نے اس کے جواب میں بیان کیا۔

حکایت۔ اگلے لوگوں کا بیان ہی کہ ایک سوداگر کے تین فرزند تھے جنہوں نے اپنا پیشہ آبائی ترک کر دیا تھا اور باپ کی دولت پر دست اندازی کرتے تھے۔ ہر چند باپ نصائح و پند کرتا تھا لیکن وہ کچھ سماعت نہیں کرتے تھے ایک دن ایک لڑکے نے کہا اے پیر بزرگوار آپ جو ہلکوا اپنا پیشہ اختیار کر نیکی لیے ارشاد فرماتے ہیں یہ طریقہ تو توکل کے بالکل برخلاف ہی اور میں بالیقین عرض کرتا ہوں کہ جو مقدر میں نہیں ہو اس کے لیے کیسی ہی کوشش کیجیے بے سود ہوتی ہے۔ چنانچہ دو شاہزادوں کی داستان اس امر کی مصداق ہی باپ نے استفسار کیا وہ کس طرح ہی لڑکے نے عرض کیا۔

حکایت بلکہ حلب میں ایک بادشاہ کے دولڑکے تھے جو ہمیشہ لہو لعب میں و عشرت میں مصروف رہتے تھے۔ اور اطراف شہر میں ایک عابد و زاهد بھی رہتا تھا جس سے بادشاہ کو نہایت الفت و محبت تھی چنانچہ بادشاہ نے نظر دور اندیشی و انجام بخیر زاهد کے عبادت خانہ میں از قسم نقد و جواہر وغیرہ رقومات و فن کر کے وصیت کی کہ اگر اچھا نا ہمارے لڑکوں سے دولت ہو فانی کرے تو اس وقت میں آپ ان کو بھدہ سادی اس گنج گرانمایہ سے اطلاع دیدیجیگا چنانچہ تھوڑا زمانہ گزرنے پایا تھا کہ بادشاہ اور وہ عابد دونوں اس دار ناپائدار سے جلت کر گئے اور وہ مال و دولت اسی مقام پر مدفون رہا۔ باپ کے انتقال کے بعد ملک و ملک کی تقسیم میں دونوں بھائیوں میں تنازع ہو جس میں

بڑا بھائی غالب رہا اور ملک و مال سب اپنے قبضہ اقتدار میں لایا اور چھوٹے بھائی
 نے کینج غلت اختیار کیا اور جس مقام پر زاهد کا عبادت خانہ تھا وہیں رہنا
 پسند کیا ایک دن کا مذکور ہو کہ شاہزادہ کنوئین سے پانی کینج رہا تھا کہ
 پانی کی آواز نہ معلوم ہوئی جب غور کیا تو چاہ کی تہ میں پانی نظر نہیں آتا
 تھا اسکو تردد و پید ا ہوا کہ اگر کنوئین میں پانی نہ ہوگا تو یہاں رہنا غیر ممکن
 ہو سخت تکلیف ہوگی اس بات کی جستجو میں یہ کنوئین میں اُترا وہاں اس کو
 ایک گڑھا نظر آیا جس میں مٹی بھر گئی تھی اور اسی وجہ سے پانی کی آمد و شد
 مسدود ہو گئی تھی اسنے چاہا کہ اسکو درست کرے جیسے ہی اسنے گڑھے میں قدم
 رکھا اپنے باپ کا دینہ سمجھ گیا شاہزادہ شکر پروردگار بجالایا اور دل میں
 خیال کیا کہ اگرچہ مال وافر ہو لیکن دین صبر و قناعت کو نہ چھوڑنا چاہیے۔
 اُدھر بڑا بھائی اس کا جو تخت سلطنت پر تھا وہ بڑا غافل اور بادہ عیش و
 طرب میں سرمست تھا فوج در عایا کی اسے مطلق خبر نہ تھی اتفاقاً ایک غنیم زبردست
 چڑھ آیا اور ملک کو فتح کرنے کی غرض سے حملہ کیا۔ ہر چند شاہزادہ نے بھی
 اپنے خستہ و خراب لشکر سے مقابلہ کیا لیکن عین میدان و غامین ایک تیر غنیم
 کی فوج سے آیا اور شاہزادہ اس کے صدر سے رہ کر اسے عالم بقا ہوا اور بادشاہ
 غنیم بھی زخمی ہو کر نشانہ تیر اجل ہو گیا اب دونوں لشکر بدحواس و پریشان
 ہو گئے کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے آخر کار دونوں لشکروں کے عاقلوں نے
 باہم مشورہ کیا کہ خاندان شاہی میں سے کیسے منتخب کرنا چاہیے چنانچہ لوگوں نے
 شاہزادہ غلت گزین کا پتہ بتایا ایمان دولت دار کاں سلطنت عبادت خانہ میں گئے

اور شاہزادہ کو گوشہ تنہائی سے بارگاہ شاہنشاہی میں لائے وہ تقدیر آتی پر شاہ کر
تھا تو بے دست رنج گنج گمرانا یہ پایا اور دوسرے سلطنتوں کا مالک و حکمران
ہو گیا۔ یہ حکایت اس غرض سے بیان کی گئی کہ آپ سمجھ لیں کہ جو قسمت میں
لکھا ہے وہ ضرور ہو گا اسکے لیے سعی اور کوشش کی ضرورت نہیں ہے۔
سو اگر نے کہا کہ دنیا عالم اسباب ہی اس لیے کارہا ہے دنیا کے لیے کوئی نکوئی
سبب ضرور ہونا چاہیے کیا تو نے اُس شخص کا قصہ نہیں سنا جو بازو کلاغ
کے حالات دیکھ کر تارک الدنیا ہونے پر مستعد ہو گیا تھا۔ لڑکے نے پوچھا
کیونکر باپ نے بیان کیا۔

حکایت زماہ پیشین میں ایک فقیر قدرت الہی کا مشاہدہ کر کے سیرِ حیات
کرتا پھرتا تھا۔ ناگاہ اُسے ایک باز نظر آیا جو گوشت کا ٹکڑا پنجہ میں لیے ہوئے
ایک درخت کے گرد چکر لگا رہا تھا اور ایک کلاغ بال و پر شکستہ کو بھی دیکھا جو
اپنے آشیائے میں پڑا ہوا تھا اور باز اُسکو گوشت میں سے تھوڑا تھوڑا کھلا رہا تھا
فقیر نے اس کیفیت کو دیکھ کر کہا کہ سبحان اللہ کیا شانِ رزاقِ مطلق کی ہو انسان
کی سمجھ میں نہیں آتی۔

چستان پہن خوانے کرم گتر د

کہ سیرغ درقان قسمت خورد

میں جو طلبِ رزق میں سرگردان و حیران پھرتا ہوں یہ میرے عقیدہ کی نادرستی
ہو اس لیے بہتر ہے کہ گوشہ فناعت اختیار کر کے توکل پر بیٹھ رہوں اور ان حوچوں
سے بچوں جتنا خیرِ کلِ علّٰی دینی کو حرکت کر کے گوشہ نشین ہو گیا میں شبانہ روز

اس پر بے دانہ و آب گذر گئے اور شدت گرسنگی و تنگی سے درویش کے حواس باختہ ہو گئے۔ اتفاقاً پیغمبر وقت کا وہاں گذر ہوا اور اس کے حقیقت حال پر مطلع ہو کر ارشاد فرمایا کہ تو نے اُس کلاغ بے بال و پر کو دیکھا لیکن باز کو نہیں دیکھا مقصد اس سرگذشت کے بیان کرنے سے یہ تھا کہ تجھے معلوم ہو کہ اسباب کے ساتھ توکل بھی لازم و ملزوم ہی یعنی کسب کو بھی نہ چھوڑے اور دل میں خیال کرے کہ پیشہ محض جملہ ہی اور اُس کا حاصل خاص خدا کی عنایت اور اُس کی شان رزاقی ہی۔ دوسرے لڑکے نے پوچھا کہ اسی پدر عالی مقدار اگر کوئی شخص پیشہ اختیار کرے اور خدا سے تعالیٰ اُس کو مال و متاع بھی عنایت کرے تو اُس کا مصرف کس عنوان سے کرنا چاہیے بالتفصیل بیان فرمائیے تاجر بولا کہ مال جمع کرنا آسان ہی لیکن اُس کی محافظت کرنا اور متمتع ہونا دشوار ہی جب کسی کو دولت ملے تو اُس کو دو کام کرنا لازم ہیں (۱) اس طرح مال کی حفاظت کرے کہ وہ ضائع و برباد نہ ہو اور ڈاکوؤں اور قطاع الطریقوں کے ہاتھ نہ لگے اس وجہ سے کہ روپیے کے دوست اور روپے والے کے دشمن بہت ہوتے ہیں (۲) فقط روپیہ کے نفع سے فائدہ اٹھائے اور اس المال میں قطعاً دست اندازی نہ کرے ورنہ تھوڑی مدت میں جیسے کا تیسا ہو جائے گا اور سوائے ناداری مطلق کے کچھ نہ باقی رہے گا۔ جس کسی کا خرچ آمد سے زیادہ ہوتا ہی اور مدخل و مخارج یکساں نہیں ہوتے وہ چند عرصہ میں افلاس و ناداری میں گھر کے فقیر بن جاتا ہی اور انجام کار موت کا سامنا ہو جاتا ہی جیسا کہ ایک فضول خرچ چوہے کا مذکور ہی لڑکے نے پوچھا کس طرح باپ نے کہا۔

حکایت۔ ایک دہقان نے ازراہ دور اندیشی و عاقبت بینی غلہ ذخیرہ کیا اُسکے قریب ہی ایک چوہا رہتا تھا جس نے اپنے بل میں لے جا کر بہت سا غلہ جمع کر لیا تھا اگر دو پیش کے تمام چوہوں نے اس بات سے آگاہی پا کر اسکی ملازمت کا قصد کیا اور ہم پیالہ و ہم نوالہ دوست و حریف بنکر نہایت خوشامد چالپوسی کرنے لگے وہ چوہا شیخی میں آکر لان و گزاف کرتا تھا اور آئندہ کی کیفیت سے بے خبر تھا عرصہ تک یہی حالت رہی چند روز کے بعد ایسا زمانہ آیا کہ غلہ بہت گراں ہو گیا اور مخلوق غلے کی گرانی سے پریشان ہو گئی دہقان کو جب اناج مہنگا ہونے کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اپنے گودام کا دروازہ کھول کر دیکھا کہ بہت سا غلہ تلف ہو چکا ہے اس نے باقی غلہ کو دوسری محفوظ جگہ پر لے جا کر رکھ دیا۔ چوہا اپنے کو اُس مکان کا مالک و سردار جانتا تھا اور چوہے اسکی غفلت دیکھ کر فرار ہو گئے کیونکہ وہ صرف دسترخوان کے آشنائے جب مفلسی نے مُنہ دکھلایا تو سب کے سب اپنے دلی نعمت قدیم کو اکیلا چھوڑ کر جلدیے جب چوہا خواب غفلت سے بیدار ہوا تو اُس نے اپنے رفقا میں سے کسی کو نہ پایا ان کی تلاش میں باہر نکلا تو غلہ کو وہاں نہ پایا بحالت اضطراب اپنے سوراخ کی جانب نظر کی تاکہ جو ذخیرہ باقی ہے اُسکی بخوبی حفاظت کرے جب بل میں داخل ہوا تو وہاں غلہ کا نشان بالکل نہ پایا اُس انبار خانہ میں صرف ایک وقت کا غلہ موجود تھا اس کیفیت کو دیکھ کر وہ بالکل سلب الحواس ہو گیا اور اسی حالت سرپیگی میں زمین پر سر پٹک پٹک کر روح اسکی پرداز کر گئی ہے

اس حکایت کے بیان کرنے کی علت غائی یہ ہے کہ انسان کو دنیوی سادی الحال رہنا چاہیے۔ باپ جب کہ اس حکایت کو ختم کر چکا تو چھوٹے لڑکے نے کہا کہ اسی پدر بزرگوار جو شخص اپنے مال کی پوری حفاظت کرے اور اُس کے نفع سے فائدہ حاصل کرے تو اتنا غلام و تنہا کو کس عنوان سے صرف میں لے لے باپ نے جواب دیا کہ دنیا ایسی حالت میں دو قاعدوں پر نظر رکھنا مناسب ہے ایک یہ کہ فضول خرچی نہ کرے کیونکہ بخل اگرچہ خصلت بد ہے لیکن مردم عالی گھر کے نزدیک اسراف سے بدرجہا بہتر ہے دوسرے یہ کہ مسکمی کی بنیادی سے بھی بچے اس لیے کہ بخیل آدمی ہر وقت مورد وطن و تشنوع ہوتا ہے اور خلقت اسکی دشمن بن جاتی ہے اور عاقبتہ الامر بخل کے باعث سے انجام اُسکا برا ہوتا ہے۔ غرض کہ بیٹوں نے اپنے والد کی پسند و نصائح سن کے پیشہ کرنا اختیار کیا اور سستی و کاہلی سے محترز ہوئے۔ بڑے بیٹے نے تو اسباب تجارت خرید کر کے سفردور و دراز اختیار کیا اُسکے ہمراہیوں میں دو بارکش بیل تھے ایک کا شتر بہ اور دوسرے کا سند یہ نام تھا کلفت رام اور سفر کی کسلندی سے ان دونوں کی حالت خراب ہو گئی۔ قصص کار اور اتفاقات روزگار سے ایک نشیب بہن میں بہت دلیل تھی شتر بہ اُس میں دھنس گیا تا جرنے بڑی محنت و کوشش سے اُسکو باہر نکالا مگر اُس میں بطلان طاقت و رفتار نہ تھی اسوجہ سے ایک شخص کو بیل کی غور و بہداشت کے لیے نوکر رکھ کر وہیں متعین کیا اور حکم دے دیا کہ جب رفتار کے لائق ہو جائے تو فلاں کاروان سرا میں اسکو پہنچا دینا اور آپ آگے جا کر دہان مقیم ہوا

مزدور ایک دور و ز اس مقام میں رہا آخر الامر تنہائی کی دشت سے گھر گیا اور شتر پہ کو وہیں بد اکیلا چھوڑ کر اُسکے مرجلے کی جھوٹی خبر مالک سے جا کر کہی۔ تھوڑے عرصہ میں چلنے پھرنے کی طاقت شتر پہیل میں پیدا ہوئی اور وہ چرنے کے لیے ہر طرف پھرا کرتا تھا اتفاقاً ایک سرسبز و شلاب مرغزار میں پہونچا اور وہاں اُسے قیام پسند کیا جب بار برداری کی محنت اور قید خدمت سے نجات حاصل ہوئی تو حسبِ خواہ اس دشت پر رضامین چر کر خوب ہونا تازہ ہوا درستی میں آیا۔ آسائش کی کثرت اور خوش دلی کی وجہ سے بڑی آواز سے چلاتا تھا۔ حسبِ اتفاق اُس مرغزار کا فرمانروا ایک شیر تھا جسے کبھی ہیل کو دیکھا نہ تھا نہ اُسکی آواز سے اسکے کان آشنا تھے شیر اپنے جوانی کے غمہ میں کسی کی ہستی اپنے سے زیادہ نہ سمجھتا تھا ناگاہ جب اُسے شتر پہ کی صدا ہو لٹاک سنی تو ایک طرح کا خوف و ہراس اُس پر طاری ہوا کیونکہ ایسی گرجدار صدا کبھی سُنی نہ تھی خوف کے مارے اُسکے دست و پا میں حرکت کرنے کی قوت باقی نہ رہی اور اپنے رعب و داب کی خود داری میں ملازمان مد گاہ میں سے کسی کو آگاہ کرنا مناسب شان نہ سمجھا اور اسی خیال سے اُس صدا ہو لٹاک کی کیفیت کسی سے دریافت کرنا پسند نہ کرتا تھا اُسکے زمرہ ملازمین میں دو گیدڑ بھی تھے ایک کا نام کیلہ اور دوسرے کا نام دمنہ تھا دونوں بڑے ذہین اور فطین اور غرور مندی میں شہرہ آفاق تھے۔ کیلہ سلیم الطبع اور قائم مزاج تھا لیکن دمنہ بد مزاج تھا اور اُسکو ہر دم اپنی ترقی اور مرتبہ کی

انفراش کی فکر رہا کرتی تھی۔ دمنہ نے اردو سے فراست پہچاننا کہ شیر کے دلیر
 کچھ خوف و خطر ایسا طاری ہو چکے باعث سے وہ رنجیدہ خاطر اور مملول
 رہتا ہی چنانچہ اسے کلیلہ سے بادشاہ کے فکر و تدبیر کا حال بیان کیا کہ کل
 سامان عیش و عشرت اور سیر و تماشائے ترک کر کے گوشہ گیر ہوا ہی تھا اسے
 خیال میں اس عزت گزینی کا باعث کیا معلوم ہوتا ہی۔ کلیلہ نے
 جواب دیا کہ تجھ کو شاہوں کے معاملات میں دخل در معقولات دینے
 کی کیا ضرورت ہو ۵

| | |
|---------------------------|-------------------------------|
| اور ملک خوش خرم دان دانند | گدے گوشہ نشینی تھا بخل چہ کار |
|---------------------------|-------------------------------|

اسکی فکر نہ بیان بزم شاہی کو چاہیے بلکہ انکو بھی ضبط لازم ہی۔ ہکو
 یہ زیبا نہیں ہی کہ سلاطین کے معاملات میں دخل دین کیونکہ جو شخص
 تکلف سے تیر پیش تیرے لیے کام میں بہادری کرتا ہی جسکا اُس سے
 کچھ تعلق نہ تو اسکی حالت اُس بندے کے مطابق ہو جاتی ہی دمنہ نے پوچھا
 کہ وہ کس طرح ہی کلیلہ نے بیان کیا۔

حکایت ایک بندہ نے ایک بڑھی کو دیکھا کہ وہ ایک لکڑی پر
 بیٹھا ہوا اسکو کاٹ رہا تھا اسکے پاس دو بیٹھن تھیں جن میں سے ایک
 کو کٹی ہوئی لکڑی کے شگاف میں ٹھونک دیتا تھا تاکہ آدہ آسانی
 چل سکے جبکہ لکڑی کا شگاف بڑھتی سے تیار کر جاتا تھا تو دوسری بیٹھن کو پیل
 بیخ نکال لیتا تھا۔ حسب اتفاق بنجار کسی ضرورت سے چلا گیا بستہ
 مرنے والی پا کر آپ اُس کام پر بیٹھ گیا ۵ انچہ موم ہی کند پوزینہ ہم

بندر کے انشبین لکڑی کے شگاف میں لٹکے ہوئے تھے اس نے وہ میخ جو سامنے تھے دوسری میخ ٹھوکنے سے پشتر ہی اٹھاڑ لی اسکی وجہ سے فی الفور لکڑی کے دونوں سر مل گئے اور اس کے خبیث شگاف چوب میں مضبوطی کے ساتھ پھنس گئے بندر تکلیف کی حالت میں کہتا تھا کہ میرا کام میوہ کھانے کا تھا نہ کہ آ رہ کشتی کا

کاربوز میں نہایت بخاری

اس ٹنا میں بڑھئی آیا اور لکڑی سے اسکو خوب زد و کوب کیا حتیٰ کہ بندر کا کام تمام ہو گیا ورنہ نے کہا کہ جو شخص آرام طلب ہوتا ہو وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہو اور جو کوئی خار ماہ پر خیال نہیں کرتا اور بے تحاشہ دوڑتا چلا جاتا ہو وہ بزرگی کے چمن میں پہونچکر گل مراد حاصل کرتا ہو شاید تو نے ان دو ہمارے بیون کی داستان نہیں سنی۔ کلیڈ نے پوچھا کس طرح ورنہ نے بیان کیا۔

حکایت دو شخص باہم مصاحب تھے ایک کو سالم دوسرے کو عطاء کہتے تھے یہ دونوں یارانِ طریقت سفردور و مدار اختیار کیے ہوئے دستِ غربت طم کر رہے تھے ناگاہ انکا گزر ایک دامن کوہ میں ہوا اُس مقام پر پانی کا ایک چشمہ تھا اور اُس چشمہ کے متصل ایک حوضِ کلان واقع تھا اُسکے چوگرد بکثرت درختان سایہ دار شاخ و در شاخ لگے ہوئے تھے اگل وہ دونوں رفیق اُس مقام پر پہونچے اور دیکھا کہ کنارہ حوض پر ایک سنگ مر مر لصب ہو جس پر چند سطرین خط بزر تحریر ہیں۔ کہ ای مسافر

دشت غربت آپکے قدم بہینت لزوم سے اس منزل کو شرف حاصل ہوا ہے
 آپ کی مہمان داری کے لیے ایک تدبیر کی گئی ہو لیکن شرط یہ ہو کہ ہمت
 کر کے اس چشمہ میں اترے گر داب اور ڈوبنے کے خیال سے ہرگز نہ ڈریے
 اور حتی الوسع جیداری کر کے اُس پار پہنچ جائیے اور اُس پتھر کے شیر کو
 جو زہر کوہ رکھا ہوا ہے بے خوف و ہراس کا ندھے پر رکھ کر بلا تامل پہاڑ پر
 چڑھ جائیے اور درندوں سے بالکل خوف نہ کرے اور خار ہاے جگر دوزخ کے
 باعث سے جوشناسے راہ میں دامگیر ہوں اپنے کام سے باز نہ رہے اور
 مستقل مزاجی کام میں لائیے کیونکہ جب یہ راہ پر خطر ہو جائے گی تو نخل
 مراد کا مژہ حاصل ہو گا بقول شاعر ۵

| | |
|-----------------------------|--------------------------|
| مرا سردار پر لٹکا کے خوش ہو | نمرا لایا ہی نخل آرزو آج |
|-----------------------------|--------------------------|

جب دونوں اس مضمون سے آگاہ ہوتے تو غافلانہ سالم سے کہا کہ برا در میری
 دلی خواہش یہ ہو کہ اس دشت پر خطر میں مردانہ وار ہمت بلند کام میں
 لائیں۔ سالم نے جواب دیا کہ ای رفیق تیغ صرف ایک کبتہ کو دیکھ کر جس کا
 کاتب بھی مجھول الاسم ہو ایسی ہولناک راہ میں قدم رکھنا جس میں فائدہ
 پہنچنے کا بجز وجم و خیال کے دوسرا امر متصور نہوا اپنے کو تھلک عظیم میں مبتلا
 کرنا سرتاسر نادانی اور کم عقلی ہو شاید کسی نے یہ نوشتہ بطور مسخر و آہنزا لکھ کر
 لگا دیا ہو یا اس چشمہ میں ایسا گر داب ہو جس سے انسان جانبر نہ ہو سکتا ہو
 اور فرض محال اگر اس سے نجات بھی حاصل ہوئی تو شاید اُس پار شیر نہو
 اور شاید ہو بھی تو اس قدر گر انبار ہو جس کا اٹھنا محال ہو اور اگر سبک بھی ہو

اور اٹھ بھی آیا تو گمان ہو کہ ایک ہی جست میں قلعہ کوہ پر نہ پہنچ سکیں
 اور اگر بالفرض ان جملہ امور میں کامیاب بھی ہو گئے تو کیا معلوم کہ
 محنت کا نتیجہ بھی ملے یا نہ ملے ان سب باتوں کے لحاظ سے میرا تو خیال
 یہ ہوتا ہے کہ اس کام میں قطعاً میں تیرا شریک نہ ہوں اور تجھ کو بھی
 اس موہوم و خطرناک راہ میں پڑنے سے مانع ہوں۔ غام غم بولا کہ ان
 امور سے قطع نظر کر کے میں تو اس راہ میں اکیلا چلا جاتا ہوں اور میں
 خوب جانتا ہوں کہ تو وقت قوت و توانائی کے میری معیت نہیں کر سکتا خیر و درہی
 سے تماشا دیکھ کہ پر وہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے سالم نے کہا کہ بھائی
 ایسے تماشے سے بھی جسکو طبیعت قبول نہ کرے میں باز آیا بلکہ یہ مناسب
 سمجھتا ہوں کہ تیرے اس کام کے شروع کرنے سے پہلے ہی میں مل جاؤں
 پس بے مروتی اور بے وفائی گو اگر کے غام سالم کو تنہا چھوڑ کر چلتا ہوا
 غام جان پھیل کے اُس چشمہ پر آیا اور جھم سے اُس میں کود پڑا اور
 بخت اور خدا کی مدد سے بخیریت تمام کنارے پر پہنچ گیا اور سیرنگیں
 کو ایک ہی لمبے میں اٹھا کر اور کندھے پر رکھ کر دوڑتا ہوا پہاڑ کی
 چوٹی پر جا پہنچا پہاڑ کے اُس طرف ایک شہر وسیع نظر پڑا شہر کی جانب
 دیکھ ہی رہا تھا کہ پتھر کے شیر میں سے ایسی ہولناک صدا پیدا ہوئی
 کہ جسکی بھیانک آواز سے کوہ و دشت میں زلزلہ پڑ گیا اور اس صیغ
 صدائے اہل شہر سب جمع ہو کر جوق جوق غام کی سمت آئے غام قدرت
 خدا کا کرشمہ دیکھ کر خیر تھا کہ اتنے عرصہ میں سلکان شہر قریب آ گئے

اُس مجمع میں سے جو لوگ کہ اعلیٰ درجے کے تھے وہ آگے بڑھ کر غام کے سامنے آئے اور بصغائی قلب سجدہ غلامانہ بجا لا کر نہایت ادب سے مرکب صبارہ قنار پر سوار کر کے شہر کی جانب روانہ ہوئے جب شہر میں داخل ہوئے تو نہایت تعظیم سے غام کو کیوڑے گلاب سے حمام کر کے اور انواع و اقسام کے عطریات اور خوشبویوں سے معطر کر کے ایک خلعت شامانہ گر ابنہا زیب جسم کر کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا غام نے اس عجیب و غریب معاملے کی حقیقت دریافت کی تو اراکین سلطنت نے بالاتفاق عرض کیا کہ حکماء متقدمین اور علمائے سابقین نے اس چشمہ اور شیر کو ظلم کے زور سے پیا رکھا ہی جب کہ اس شہر کا بادشاہ سر اسے فانی سے رحلت کرتا ہی تو کوئی صاحب نصیب خوش تقدیر اس چشمہ پر آنکھ لگتا ہی اور بامداد غیبی چشمے کو عبور کر کے شیر کو کندھے پر اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر آ پہنچتا ہی تو شیر میں سے ایک صدا پیدا ہوتی ہی تو ہم لوگ شکر پرور دھکا رہا لا کر اُس اولوالعزم شخص کو نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لاتے ہیں اور تخت سلطنت پر شمع کر کے بادشاہ بناتے ہیں اور اُس کے ظلِ ماطفت میں آرام و آسائش زندگی بسر کرتے ہیں۔ دمنہ نے کہا مقصود میرا اس حکایت کے بیان کرنے سے یہ ہی کہ عیش و آرام بدون تکلیف اٹھائے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیلہ نے کہا کہ اسی بوالہوس اس کام کے حاصل کرنے کی کیا تدبیر تیرے ذہن میں آئی ہی اور اس سے بچنے کی کیا فکر سوچی ہی۔ دمنہ نے جواب دیا کہ فی الحال جو پریشانی شیر کو

لاحق ہو وہ نہایت آسانی سے رفع ہو سکتی ہو اگر وہ میری زبان آوری
اور تلمع سے خوش ہو جائے اور اس ذریعہ سے میری ہوشیاری شیر کے
دل میں جم جائے گی تو یقین کامل ہو کہ میری ترقی روزانہ ہونے
ہو جائیگی اور مراتب اعلیٰ پر فائز ہو جاؤں گا۔ کلیہ مستفسر ہو کہ ملازمت
شاہی اور رسوم و تحکمو کس طرح چلے ہو گا اور بالفرض ہو بھی جائے
تو سچ تک تو نے شاہی ملازمت نہیں کی ہو اور آداب شناسی شاہانہ
سے محض نا بلد ہو تھوڑے عرصہ میں تو نے یہ عزت و توقیر جو حاصل
کی ہو وہ یک نخت زائل ہو جائے گی۔ ذمہ نے جواب دیا کہ جب طالع
بیدار ہی کرتا ہو تو اس وقت دور کی سوچنے لگتی ہو۔ اور کل
باتیں خود بخود ذہن میں آنے لگتی ہیں جیسا کہ اخبارِ دہلی میں
دیکھا گیا ہو۔

حکایت ایک درد گرد کو بسا عدت بخت سلطنت لگئی تھی اور بڑا دگتر
اور عدل پرور ہو گیا تھا جسکی معدلت کا شہر اکثاف عالم میں مشہور ہو گیا تھا اور
تمام رعایا و برائیاں اسکے عدل و انصاف سے معرفت و مدح سے ایک قدیم
بادشاہ نے اسے تحریر کیا کہ تو بڑھئی تھا اور اپنے پیشہ بخاری کو خوب
کرتا تھا پس انتظامِ مملکت و قواعدِ حکمرانی تو نے کیونکر سیکھ لیے اسے جواب
میں لکھ بھیجا کہ جسے مجھ کو دولت و کامرانی عنایت فرمائی ہو اسی نے تدبیر
جہانداری کی بھی تعلیم دی ہو اور یہ اصول جہان بینی بھی اسی کی فیضان
تعلیم کا اثر ہو کلیہ نے کہا اگرچہ تیرے ارادے کو میں پسند نہیں کرتا ہوں۔

اور میری نظرمیں وہ عقول نہیں ہی لیکن بمقتضائے محبت قدیمی کہتا ہوں کہ بادشاہوں کی صحبت نہایت خطرناک ہوتی ہی حکیموں کا مقولہ ہو کہ قاتل شخص بجز حالت مجبور یا اشد ضرورت کے تین چیزوں کو اختیار نہیں کرتا (۱) بادشاہ کی مصاحبت کی تمنا۔ (۲) تریاق کے اعتماد پر زہر کھانا۔ (۳) مستورات اور اطفال میں افتادہ کرنا۔ اگرچہ میں ان تدابیر کا قائل نہیں ہوں لیکن جب کہ تیرا عزم باہرزم ہو تو خدا ہمارک اور سازوار کرے۔ الغرض دمنہ کلید سے رخصت ہو کہ بارگاہ شاہی میں حاضر ہو اور وہی سے آداب و کورنش بجایا یا شیرنے اپنے خدام سے دریافت کیا کہ یہ کون ہو اُن لوگوں نے عرض کیا کہ فلان کا بیٹا ہی۔ جو لازمین والا میں سے تھا شیرنے کہا میں اسکے باپ سے خوب واقف ہوں بعد ازاں اسکو قریب بلا کر پوچھا کہ تو کون ہو اور کہاں سکونت رکھتا ہو دمنہ نے دست اوب باندھ کر عرض کیا کہ عرصہ سے بوجہ نامساعدت بخت و اُلت ستان عسی سے محروم تھا لیکن اب ہوائی دستور کے اپنے باپ کے عہدے پر حاضر ہو گیا ہوں اور اسکو سرمایہ سعادت جانکر مترصد ہوں کہ اگر کوئی مہم درپیش ہو تو اُسے بوجہ حسن انجام کو پہنچاؤں جو باعث خوشنودی مزاج جہان پناہ ہو اور غلام اپنی دلی مراد پر فائز ہو شیرنے کہا کہ یہ کیا غیر ممکن الوقوع خیال تیرے یوں پیدا ہوا ہو۔ کچھ گرو اور آوارہ شخص کو ہماری بارگاہ میں کس طرح باریابی اور تقرب حاصل ہو سکتا ہو جب کہ بڑے بڑے تجربہ کار اور آزمودہ روزگار حالمات ملکی کو سزا انجام نہیں کر سکتے تو ایک گد اخصال نا تجربہ کار کیا انصرام کر سکتا ہو دمنہ عرض پیرا ہو کہ شاہوں کی درگاہ میں اگرچہ مل و عمدہ مات ملکی اور کان

کی رائے صائب کے ساتھ مخصوص ہی لیکن بعض اوقات ایسا بھی کام درمیان
 ہو جاتا ہے جو کم درجہ کے لوگوں کی کوشش سے انجام پذیر ہو جاتا ہے چنانچہ
 جو کام ایک حیرت انگیز سوزن سے مکمل آتا ہے وہ بڑے بھالے سے نہیں کھل سکتا اور
 جو کام ایک کتر کار سے مکمل جاتا ہے وہ شیر آبدار سے برآمد نہیں ہو سکتا
 خورد و کلان کم و بیش اپنے اپنے موقع و محل پر سب کام آتے ہیں کوئی بیکار
 نہیں ہے۔ کبھی کم درجہ کے شخص کو وہ تدبیر سوجھتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے مدبر کے
 ذہن میں نہیں آتی اور کار نمایاں کر گزرتا ہے۔ چنانچہ شیر و منہ کی
 نصیحت الہیانی اور شیریں سخن سے از بس محفوظ ہو اور خیال کیا کہ اگرچہ یہ ایک کمالات
 شخص ہے لیکن تربیت کے لائق معلوم ہوتا ہے اپنے ارکان دولت کی جانب مخلص
 ہو کر کہا کہ آئندہ سے کوئی اس جوان ہوشمند کا مانع نہ ہو۔ غرض کہ چند عرصہ میں
 و منہ ارکان سلطنت کے زمرہ میں داخل ہو گیا یہاں تک کہ خلوت و جلوت
 بزم و رزم میں بغیر اسکی شرکت رائے کے کوئی کام سرانجام نہیں پاتا اور مہات
 ملکی و مالی بدون اسکی صلاح و مشورہ کے انجام پذیر نہیں ہوتے ایسا کچھ
 رسوخ پیدا کیا کہ شیر خاص کے مرتبہ تک پہنچ گیا۔ و منہ نے ایک روز موقع
 مناسب بیکھر شیر کے حضور میں عرض کیا کہ جہاں پناہ عرصہ سے ایک ہی مقام پر
 رونق افروز رہتے ہیں نہ تھکا رکھی طرقت توجہ ہی نہ مہات ملکی کے انجام دینے میں
 طبع مبارک مصروف ہوتی ہے اسلیئے غلام جاہتا ہے کہ اس افسردگی مزاج کا باعث
 دریافت کر کے اسکی مدافعت میں سعی و کوشش بجالائے شیر جاہتا تھا کہ اس سے
 اپنا حال بھی رکھے کہ اتنے عرصہ میں شتر بہ کی بھیا نک آواز گوش زد ہوئی اس صدمہ

ہو نناک کے سنتے ہی شیر سرا سیمہ و پریشان ہو گیا اور حواس نخل ہو گئے کچھ دیر کے بعد ہوش و حواس بجا ہوئے اور اپنا راز دلی و منہ سے بیان کیا کہ اسی آواز حبیب سے جھکوسرا سیمگی اور افسردگی رہتی ہی نہیں معلوم یہ کیسی آواز ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس جانور کی آواز کے مطابق اسکا زور اور قدرت و قامت بھی ہوگا اگر میرا خیال درست ہے تو میرا ہنا اس مقام پر غیر مناسب ہی و منہ نے عرض کیا کہ فقط اس آواز کی وجہ سے جلا وطنی اختیار کرنا اور ملک و دیار ترک کر دینا مناسب نہیں معلوم ہوتا بزرگوں کا قول ہی کہ ہر صورت مسمیٰ پر دلالت نہیں کرتی اور ہر ظاہر باطن کے مشابہ نہیں ہوتا جو شخص قوی الجشہ اور آواز بلند پر اعتبار کرتا ہی اسکی وہی حالت ہوتی ہو جو لومڑی کی ہوتی شیر نے کہا وہ بیان کر۔

حکایت و منہ نے عرض کیا کہ ایک لومڑی بتلاش غذا صحرا میں چاروں طرف پھر رہی تھی اتنا قاتل اُسے ایک مرغ خانگی کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے زمین پر چوہ بچ مار رہا ہے۔ لومڑی نے چاہا کہ گھات پاکر اُسکو شکار کرے کہ ایک ڈھول درخت پر آدیزان نظر آیا جب ہوا چلتی تھی تو درخت کی شاخ اُس دھل پر بڑتی تھی اور اُس سے ایک سنگین آواز پیدا ہوتی تھی رو باہ نے قوی الجشہ اور خوفناک آواز کی وجہ سے اس دھل کو نیم مردہ جانور خیال کر کے اپنے دل میں کہا کہ اسکا گوشت و پوست اسکے جشہ اور آواز کے مطابق ہوگا اس خیال سے کہیں گاہ سے نخل کے درخت کی جانب روان ہوئی تو وہ مرغ لومڑی کو دیکھ کر مارے ڈر کے بھاگ گیا لومڑی بہ شکل حدیث تمام درخت پر چڑھی اور بے زور رہی اُس

دھول کے پوست کو پھاڑا بجز خشک جھلی اور سخت لکڑی کے اور کچھ نہ پایا سخت
پیشانی کی حالت میں رہ گئی۔ لہذا بادشاہ کو چاہیے کہ اس آواز سے کچھ
فکر مند نہ ہو اور مطلق اندیشہ نہ کرے بلکہ ارشاد والا ہو تو فدوی اسکی تحقیقات
کر کے مفصل و مشروح حالات حضور میں عرض کرے۔ شیر نے دمنہ کی گفتگو
پسند کی اور اسکو تفتیش احوال کے لیے روانہ کیا کچھ دیر کے بعد دمنہ واپس آیا
اور دست ادب باندھ کے استادہ ہوا شیر نے پوچھا کیا خبر لایا اور کیا تحقیق کیا دمنہ
نے سلام کر کے عرض کیا کہ ای جہاندار والا شکوہ صلی آواز گوش مبارک تک پہنچتی
ہو وہ ایک ساجیل ہی جو اس جنگل کے متعلیٰ رہتا ہی اور سوائے کھانے اور پینے کے
کسی بات سے سرکار نہیں رکھتا شیر نے اسکی قوت کے اندازہ کی نسبت دریافت
کیا دمنہ نے جواب دیا کہ سچم دیدہ اور شوکت کا مطلق کچھ اثر پایا نہیں جاتا
ہر چند میں نے حکمانہ اور دو بدو اس سے گفتگو کی مگر اسکو بالکل احساس نہ ہوا
اسکے کان پر جون بھی نہ رنگی۔ شیر نے کہا کہ ایسے دھوکون میں آجھانا
خردمند سے بہت بعید ہی بزرگ منش لوگ تا وقتیکہ دشمنوں کو اپنا تہ تیغ
نہیں خیال کر لیتے اسوقت تک اظہار قوت و شوکت نہیں کرتے۔ دمنہ نے
عرض کیا کہ ای جہاندار باقبال آپ اسکو ایسا زبردست نہ تصور فرمائیں اور
اس مہم کو چند ان مشکی نہ سمجھیں میں نے اسکے بشر سے اور طرز کلام سے
کما بینہ حقیقت دریافت کر لی ہی اگر جہان پناہ کو ہادر نہ ہو تو حکم حکم شرف
نفاذ پائے تاکہ میں اسکو دست بستہ سرکار والا میں حاضر کردن شیر اس فقرہ کو
سکر نہایت شاد کام ہوا اور اسکے احضار کی اجازت دی دمنہ فخر کے پاں کیا۔

اور دل مضبوط کر کے مردانہ دار گفتگو کرنے لگا کہ تو کون ہی اور کہاں سے آیا ہے
 شتر بہ نے اپنا کل حال بے کم و کاست بیان کیا۔ دمنہ اپنی فراست پر بہت نازاں
 ہوا اور کہا کہ شیر نے مجھے تیرے لانے کے لیے ارشاد فرمایا ہے اور بہت جلد حاضر
 ہونے کا حکم دیا ہے آج تک عدم حاضری کا تصور جو تجھ سے سرزد ہوا ہے اور طاقت
 جہاندار میں شرف اندوز نہیں ہوا وہ سب خطائیں معاف کی جائیں گی اور
 اگر تو چلنے میں تاخیر کرے گا تو میں فوراً چلا جاؤں گا اور تمام سرگزشت تشریفاً
 معرض بیان میں لاؤں گا پھر اللہ اعلم کیا حکم نافذ ہو۔ شتر بہ نے کل کیفیت
 شیر کی دریافت کی دمنہ نے کہا کہ وہ اس ملک کا حکمران ہے اور اُس کے قہر و غضب
 و لطفت و عطا کی پوری داستان نہایت عمدہ پیرایہ میں بیان کی شتر بہ کو اس پیغام
 طلبے بہت فکر و تردد لاحق ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تیری کچھ امداد ہوگی اور اُس کے
 قہر و غضب سے محفوظ رکھے گا تو میں تیرے ساتھ چلنے پر مستعد ہوں۔ دمنہ نے
 سو گندہ ادا کی اور اقرار واثق کیا کہ شتر بہ کو اُس کے عہد و پیمان پر اطمینان کلی ہو گیا
 مگر با اینہم شتر بہ ظاہر میں خوش اور باطن میں بیدل تھا لیکن بصدق زبردست
 مارے اور رونے نہ دے دمنہ کے ہمراہ طوعاً و کرہاً روانہ ہوا جب دنوں قریب پہنچے
 تو دمنہ نے آگے بڑھ کر شتر بہ کے حاضر ہونے کی خبر شیر کے حضور میں عرض کی۔
 شیر نے شکر خالق ادا کیا اور حاضر کرنے کا حکم دیا۔ شتر بہ شیر کے حضور میں حاضر
 ہو کر آداب بجالایا۔ شیر عنایت خسرانہ سے پیش آیا اور شتاباً نہ شفقت سے پوچھا
 کہ اس نواح میں کب آنا ہوا اور ذہنی تقریب کیا ہوئی شتر بہ نے اپنا قصہ تمام
 من و عن بیان کیا شیر نے کہا کہ غیر ہماری بارگاہ فلک نشینہ میں حاضر رہا کہ و تاملک مورد شفقت

در خدمت شاہنشاہی ہوشنتر بہ نے زبان صفت و ثنا کھولی اور خد متنگزاری
 میں مکرہست چست باندھی اور حاضر باش رہنے لگا اور شیر بھی اُسکی غور و پرخت
 میں کوتاہی نہ کرتا تھا۔ شیر کو دمنہ کی یہ خدمت کمال پسندیدہ ہوئی اور خلعت
 بیش بہا سے مخلص کیا شیر شتر بہ کو اہم کاموں کے انصرام کے لیے بھیجتا اور اسکے
 حسن خدمت اور لیاقت ذاتی کا امتحان کرتا رہا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ شیر کو معلوم ہو گیا
 کہ شتر بہ کی بزرگ نشی اور خیر اندیشی دیگر ملازمان دگاہ سے بہت بڑھ کر ہے آخر ملازم
 شیر نے شتر بہ کو مقرب خاص سلطانی اور رکن اعظم دستور معظم بنا کر سب سے اعلیٰ
 مرتبہ پر معزز و ممتاز فرمایا۔ دمنہ نے جب شتر بہ کا عروج اور اپنی عزت و توقیر
 میں کمی نہ دیکھی تو اسکی آتش حسد شعل ہونا شروع ہوئی اور ورطہ غیرت میں
 غوطہ زن ہونے لگا جس کے باعث نئے کمال تفکر و تردید کی حالت میں رہنے
 لگا اور پریشانی خاطر اس کو دامگیر ہوئی القصہ خواب و خور اُس نے ترک
 کر دیا اور دیوانہ وار کیلئے کے پاس گیا اور کہا کہ برادرِ مین نے شیر کی کشتہ
 خدمت گزاری کی اور کیسی کیسی تدبیروں سے شتر بہ کو اُسکے حضور میں حاضر
 کیا اور اُسکے دل سے کل و غدر غے مٹائے اب وہ کل مقربان درگاہ شاہی پر
 فوق ہے گیا ہی اور کل امورِ ملکی و مالی کا دار و مدار اُسی کی راس سے ہوتا ہی
 اور میں اپنے پایہ اور مرتبے سے گر گیا ہوں اسکا کچھ علاج بتانا چاہیے اور
 اسباب خاص میں تمہارا کیا مشورہ ہو کیلئے نے جواب دیا کہ ایسا عزم
 خود کردہ را علاج نیست ۵

سعدی از دست خویش فریاد

ہر کس از دست غیر نالہ کند

تم نے تو خود اپنے پائوں میں کھڑی ماری اب تم پر وہی مثل صادق آئی ہو جو معاملہ زاد کو پیش آیا تھا ومنہ نے پوچھا اُسے بیان کرو۔ کاہلہ نے سلسلہ بیان آغاز کیا۔

حکایت ایک زاد کو بادشاہ نے خلعت گرانمایہ عنایت فرمایا ایک چور کو اس حال کی خبر ہوئی اور بھاگنے کی بہت تدبیریں کیں مگر کوئی مفید مطلب نہ ہوئی آخر کار مرید ہونیکے بھانے اُسکے پاس گیا اور اُسکی بہت اختیار کی چند مدت میں زاد کا محرم راز ہو گیا ایک شب کو موقع پا کر اُس گرا بہا خلعت کو چرائے گیا۔ جب زاد کو وہ خلعت نظر نہ آیا اور مرید کو بھی وہاں نہ پایا تو سمجھ گیا کہ یقیناً وہ دزد تھا اور جھکو دھوکا دیکر خلعت لی گیا زاد اُس کی جستجو میں شہر کی جانب روانہ ہوا اثناءِ راہ میں کیا دیکھتا ہی کہ دوہرن آپس میں لڑ رہے ہیں اور اُن دونوں کے سر اور منہ سے خون جاری ہو ایک رو باہ گرسہ خون چاٹنے کے لیے بچ میں آئی اور دونوں ہر دو کی ٹکڑھا کر ہلاک ہو گئی زاد یہ حال دیکھ کر متنبہ ہوا اور آگے بڑھا اور رات کے وقت شہر میں پہونچا۔ شہر پناہ کے دروازے بند تھے زاد مقام قیام کی تلاش میں تھا کہ ایک بڑھیا اسکو پریشان دیکھ کر اپنے گھر لے گئی وہ غنیمت جان کر وہاں فروکش ہوا اور گوشہ کا شانہ میں بیٹھ کر عبادت الہی میں مصروف ہوا وہ پیر نال بدکاری میں شہرہ آفاق تھی اور فعل شیع کی غرض سے چند لونڈیاں مجتمع کر رکھی تھیں جنکی آمدنی سے اوقات بسر کرتی تھی اُنہیں سے ایک لونڈی جو نہایت حسین و جمیل تھی اور ایک جوان خوشرو و ادب اش سے نہایت محبت رکھتی تھی جس طرح کہ بھول سے خوشبو جدا نہیں ہوتی

اسی طرح اُسکو بھی مفارقت اُس گلرو کی گوارا نہ تھی نہ وہ لونڈی کسی دوسرے
 شخص کی طرف میلان طبع رکھتی تھی نہ یہ جوان اُسکو چھوڑتا تھا اگرچہ اکثر لوگ اُس
 حسین لونڈی پر فریفتہ تھے اور دلالہ اسکی اس حرکت سے بیزار اور آمدنی کی
 تسکین سے تنگ ہو کر اُس جوان رعنا کے درپے ہلاک تھی جس شب کو زاہد
 اُسکے مکان میں فروکش ہو اُسنے یہ تدبیر کی کہ شراب میں دادرے بیہوشی کو
 آمیز کیا اور جبکہ دونوں سمرست بادہ مدہوشی تھے اس قبحہ دلالہ نے ایک فو
 میں زہر ہلاہل بھر کے ایک سراسکا اپنے منہ میں دبایا اور دوسرا اُس جوان کے
 نتھنے میں رکھ کر چاہتی تھی کہ پھونکے ناگاہ جوان کو چھینک آئی جسکی وجہ سے
 تمام زہر زون بدکارہ کے دماغ میں سرایت کر گیا اور فی الفور ہلاک ہو گئی
 جب مہرجان تاب طالع ہوا زاہد اُس مکان سے نکل کر اپنی استقامت کے لیے
 دوسرا مقام تجویز کرنے لگا ایک موچی جو زاہد کا عقیدت مند تھا اسکو اپنے گھر
 لے گیا اور مراسم مہانداری کے ادا کرنے کے بعد خود کسی کام کے لیے باہر گیا موچی
 کی عورت ایک مرد سے تعلق رکھتی تھی جب اُسے دیکھا کہ مرد گھر میں نہیں ہی تو
 ایک نائن کو جو اُسکی رازدان تھی اپنے آشنا کے بلوانے کو بھیجا حسب الطلب وہ
 جوان حاضر ہو کر دروازے پر منتظر تھا کہ اتنے میں موچی آ پہنچا اور غیر مرد کو
 دروازہ پر کھڑا دیکھا چونکہ پہلے سے بھی بدگمان تھا اور اب تو خود آنکھوں کے
 دیکھ لیا اب اُسکو یقین کامل ہو گیا اور گھر میں آ کر عورت کو خوب زد و کوب
 کر کے ستون سے باندھ دیا اور آپ جا کر بستر راحت پر لیٹ رہا زاہد پانچواں
 دیکھ کر دل میں کہتا تھا کہ ایک بے قصور عورت کو اسقدر مار پٹ کر ٹانھافٹ کے

خلافت ہو بلکہ میں اس عورت کی سفارش کرتا تو مناسب تھا اتنے عرصہ میں نائن نے آکر کہا کہ تو کب تک یا رکھو منظر رکھے گی سوچی کی عورت نے باواز غمگین و محزون نائن سے کہا کہ میرا شوہر بے رحم آ پھونچا اور اُسے دروازہ پر دیکھ کر دیوانہ وار گھر میں آیا اور مجھ کو خوب زد و کوب کر کے اس ستون سے باندھ دیا، ہی تو ازراہ شفقت آ کر مجھے کھول دے تاکہ تجھے میں اپنی جگہ باندھ دوں اور بعد ازاں جا کہ یار سے عذر خواہی کر کے چلی آؤں اور تجھے کھوکھڑا بدستور میں اپنے تئیں باندھ کر کھڑی ہو رہوں۔ نائن احمق اسپر صنامند ہو گئی اور وہ عورت اُسکو باندھ کر باہر گئی۔ اتنے عرصہ میں سوچی جاگ اٹھا اور اُسے عورت کو پیکارا نائن ڈر کے مارے خاموش ہو رہی کہ شاید سوچی آواز سے پہچان لے ہر چند سوچی غصہ میں آکر چلاتا رہا مگر عورت نے چپ ناندہ لی اور مطلق جواب نہ دیا آخر کار سوچی طیش میں آکر راہی لیکے اٹھا اور نائن کی ناک کاٹ لی وراُسکے ہاتھ میں رکھ کر کہا کہ اے غمناک یہ تحفہ اپنے یار کو بھیج دینا نائن نے جان کے خوف سے ناک کاٹ جانا گوارا کیا اور اسپر بھی نہ بولی سوچی کی عورت جب عذر خواہی کر کے واپس آئی تو اس دردناک واقعہ پر آبدیدہ ہو کر نائن سے معافی کی خواستگار ہوئی اور کمال عذر کر کے اُسے کھول دیا اور خود بند حکم کھڑی ہو رہی۔ ناک کو نائن ہاتھ میں لیے ہوئے اپنے مکان کو چلی گئی کبھی عالم حیرت میں دتی اور کبھی ہنستی تھی زاہدان واقعات عجیب کے مشاہدے سے ششدر و متحیر تھا سوچی کی عورت نے ازراہ مکرو فریب ہاتھ اٹھا کر جناب باری کی درگاہ میں استغاثہ کرنا آغاز کیا اور زار و قطار روٹی تھی اور کہتی تھی کہ

خداوند اتو خوب جانتا ہی کوئی بات تجھ پر مخفی نہیں تو عالم الغیب سے میرے شوہر نے ناحق تجھ پر تہمت لگائی ہو تو ارحم الراحمین ہو اگر میں با عصمت ہوں اور کوئی حرکت خلاف مجھ سے سرزد نہیں ہوئی ہو تو اپنی شان رحمت سے میری ناک جو چہرہ کی زینت ہو پھر دیسی ہی کہہ دے جیسی تھی تیرے رحم و کرم سے کچھ بید نہیں ہو تجھ میں سب طرح کی قدرت ہو تجھ بے گناہ کے حال پر رحم کر دے شوہر اسکی گمراہی و زاری سنکر جاگ اٹھا اور کہنے لگا کہ اوفاسقہ و فاجرہ یہ کیا دعا مانگتی ہو ایسی قبحہ و بدکار عورتوں کی دعا درگاہ باری تعالیٰ میں کب مستجاب ہوتی ہو دفعۃً زن مکارہ نے شور و غل مچا نا شروع کیا کلام و ظالم اظلم ناحق خدا ترس دیکھ اسکی قدرت کاملہ کو اور میری عصمت و پاکدامنی پر یقین کہ مرد سادہ لوح نے رڈنی ہاتھ میں لے کر عورت کو دیکھا کہ فی الواقع ناک اسکی جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی کسی قسم کا خراش یا خط تا کہ نہ پڑا تھا پس یہ عذر و معذرت کرنے لگا اور عورت کی پاکدامنی کا یقین اسکے دل میں راسخ ہو گیا فوراً اسکے ہاتھ ستون سے کھول دیے اور جلفت کہنے لگا کہ میرا تصور معاف کر دے آئندہ سے میں تیری اطاعت و فرمانبرداری میں ذرا بھی کوتاہی نہ کروں گا یہاں تو یہ واقعہ گذر اب ذرا نا انعمناک کا حال سماعت فرمائیے کہ جب وہ ناک ہاتھ میں لیے ہوئے اپنے گھر پہنچی اور دل میں سو سو طرح کے منصوبے گانٹھنے لگی اور حیلہ سوچتی تھی کہ کیا فکر کروں کہ ایک مکر اسکے ذہن میں آیا۔ صبح کا دُوب کا تو وقت ہی تھا یعنی کسی قدر اندھیرا تھا کہ نائی خواب سے بیدار ہو کر اٹھا اور عورت سے اپنی کسوت مانگی اُس مکارہ نے اول تو کچھ دیر لگائی

اور بعد ازاں خالی استرو دید یا نائی نے غصہ میں آ کر تاریکی کے عالم میں عورت کی طرف استرو زور سے پھینک دیا بس عورت رونے پٹینے اور چلانے لگی کہ ہی ہی موے نے اس ورے استرو پھینکا کہ وہ میری ناک پر پڑ گیا اور ناک کٹ گئی ایسا بھی کئی کرتا ہی اور جرزع و فزع سے سارا گھر سر پراٹھا لیا۔ اس شور و غل کے سبب سے ہمایہ والے نائی جمع ہو گئے اور عورت کو بینی پریدہ و خون آلودہ دیکھ کر نائی کو لعنت ملاست کرنے لگے اب یہ غریب نائی عجب شش در پنج کی حالت میں ہی کہ نہ اقرار ہی کرتے بنتا ہی نہ انکار سے کار بر آری ہو سکتی ہی۔ دن کو عورت کے عزیز و اقارب خبر پا کر آئے اور حاکم کے سامنے اس مقدمہ کو پیش کیا اور داد رسی کے خواستگار ہوئے زاہد بھی حسب اتفاق اسی حاکم کے پاس بیٹھا ہوا تھا جہاں استغاثہ پیش ہوا حاکم نے بحکم شرع الجروح قصاص کے نائی کی ناک کاٹنے کا حکم دیا زاہد نے حاکم کو غمگین سے منع کیا اور مکرر غور کرنے کی ہدایت کی اور کہا کہ چور نے خلعت نہیں چرایا اور لوٹری کو ہرنون نے نہیں مارا اور پیرزن کو نہ ہر ہلاہل نے نہیں ہلاک کیا اور سوچی نے ناک نہیں کاٹی بلکہ یہ تمام بلائیں میں نے برداشت کیں حاکم نے استفسار کیا کہ ان واقعات کو مفصل و شرح بیان فرمائیے تاکہ سمجھ کر حکم مناسب دیا جائے۔ چنانچہ زاہد نے حسب حکم تمام کیفیت اپنے مشاہدہ کی حاکم سے بیان کی کہ کیا کہ لگے جھکو مرید کر نیکی طبع و سنگہ نہوتی تو میرا جاسہ ہرگز نہ چوری ہوتا اور اگر لوٹری خونخواری نہ کرتی تو ہرنون کے بیچ میں پڑ کر ہلاک نہوتی اور اگر زن لالہ جو ان رعنا کو ہلاک کر نکارا وہ نہ کرتی تو اپنی جان شیریں کو بر باد نہ کرتی اور اگر نائیں فضل بدین شرکت نہ کرتی تو ناک سکی کٹنے سے

بچ جاتی حاکم نے زاہد کے بیان پر کل مجرموں کو سزا دیدی۔ کلیڈ نے کہا یہ حکایت میں نے ہوا سے بیان کی تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ بلا تو نے اپنے لیے خود مول لی ہو تب ہی بتا کہ کیا فکر یہ کیا ہے دمنہ نے کہا کہ اسی برادر میں ارادہ کرتا ہوں کہ بیل کو قتل کر دوں اور اگر اس میں کوتاہی کر دوں تو عاقلوں کے سامنے معافی کے قابل نہ ہوں گا میں اس مشق پر چڑیا سے کم نہیں ہوں جسے باشہ سے اپنا انتقام لیا۔

حکایت دو چڑیاں ایک درخت پر رہتی تھیں اور ایک باشہ کا آشیانہ بھی وہاں سے قریب تھا جب بچے نکلتے تھے تو باشہ موقع پا کر ان کو کھالیا کرتا تھا اور چڑیوں کو بہ مقتضایہ حب الوطنی اپنا جھونچھوڑ دینا گوارا نہ تھا ایک مرتبہ ایک بچہ بگلیا اور جوان ہوا ان باپ باشہ کے خون سے رونے لگے بچے نے والدین سے روٹی کا وجہ دریافت کی انھوں نے بتاتے کہ ظلم کا حال بیان کیا اس بچے نے جواب دیا قضا و قدر کے معاملہ سے سرتابی کرنا بندگی سے بعید بلکہ غیر ممکن ہے لیکن خالق کائنات نے اس عالم اسباب میں ہر فرد کی دو راہی پیدا کی ہے اگر سعی و بطیغ کی جائے تو کیا عجب ہو کہ یہ بلا ہم پر سے اٹل جائے اور اس فکر و تردد سے ہم نجات پائیں۔ چڑیوں کو یہ بات بہت پسند آئی۔ ایک تو بچے کی حفاظت کے لیے وہیں رہی اور دوسری چڑیا اس مہم کی تدبیر کے لیے اُڑ کر چلی تھوڑی دور چلی تھی کہ اسکو یہ فکر و ریش ہوئی کہ کمان جاؤں اور کس سے اپنا درد دل بیان کر دوں کہ ناگاہ اسکو ایک نور سمندر نظر آیا جو آشکدہ سے باہر نکل کر جنگل کی ہوا کھا رہا تھا۔ چڑیا نے اسکی خلقت عجیب اور شکل غریب دیکھ کر اپنے جی میں کہا کہ اس عجیب خلقت پرندے شاید کچھ مطلب نکل سکے پس نہایت ادب سے چڑیا سمندر کے قریب آئی سمندر نے ازراہ غریب پروری شراط مہمان نوازی سے

ادا کر کے اُس سے پوچھا کہ تیرے بشرہ سے آثارِ فکر و تدوین ظاہر ہوتے ہیں اگر ماندگی سفر کا باعث ہے تو چندے یہاں قیام کر کے آسودہ ہو لے اور اگر کوئی وجہ ہے تو اُسے ظاہر کر حتیٰ الوسع اُسکے بارہ مین کو شش کجائے گی۔ چڑیانے کمال عاجزی اپنا حال زار موبو بیان کیا سمندر نے جواب دیا کہ تو زیادہ فکر نہ کر میں بہت جلد اس بلا کو تھپیر سے دفع کیے دیتا ہوں بلکہ آج ہی کی شب کو اُسکا آشیانہ ہی جلانے دیتا ہوں تو گھبرا نہیں۔ غرض کہ جب شام ہوئی تو سمندر اپنے اپنے ابناء جنس کے ساتھ کسی قدر روغنِ لفظ اور گندِ حک لیئے ہوئے چڑیا کی رہنمائی پر باشہ کے جھونچک کے نزدیک گیا اور محرقِ آتشا جو اپنے ساتھ لایا تھا انکو آشیانہ پر چھڑک دیا اور خود واپس چلا آیا۔ دفعۃً آگ بھڑک اٹھی اور خود باشہ مع عیال و اطفال کے جل بھن کر رہ گئے۔ کھیلنے کے کہا بان مجھے معلوم ہو کہ تو دشمنی پر کمر باندھے ہوئے ہو اور شہزہ کے درپے قتل ہو اور اسکا نقصان تیرے مرکوزِ خاطر ہے لیکن یہ بات قدیم سے مشہور چلی آتی ہے اور قرینِ قیاس بھی ہے کہ کسی کو ایذا پہونچانا اور ناقصِ تکلیف دینا اچھا نہیں ہے اسکا نتیجہ بہت خراب نکلتا ہے اور کسی کے حق میں ضررِ رسانی بطور مکافات اپنی ہی ایذا رسانی کا باعث ہو جاتی ہے جیسا کہ بادشاہ داد گر کا حال ہوا دمنہ نے پوچھا کس طرح۔

حکایت کھیلنے نے بیان کیا کہ ایک بادشاہ بڑا ظالم اور مردم آزار تھا ایک دن برائے شکار گیا تھا کہ دفعۃً جنگل میں یہ خیال اس کے دل میں پیدا ہوا کہ عینِ عشرت کا سامان بادشاہ کے لیے کچھ ذاتی نہیں ہے بلکہ دوسروں کا رنج و تکلیف برداشت کر کے نگہبانیِ خلق خدا کرنے کے واسطے ہے۔ جب صید گاہ سے واپس امارۃ میں لوٹ آیا

تو چند اشخاص کو طلب کر کے ارشاد کیا کہ صاحبِ اب تک میرے داغِ مینِ عدل و انصاف کی بو بھی نہیں گئی تھی لیکن یہ بات آج الہامِ غیبی سے مجھ کو معلوم ہوئی ہے۔ پس یہ کرنا چاہیے کہ آج سے رعایا پر کسی طرح کا جبر و ظلم روا نہ رکھا جائے اور ارکانِ مملکت کو حکم دیا کہ منادی کر دی جائے اور یہ خوشخبری تمام شہر میں شہر کی جائے کہ آج سے خلقِ اللہ پر کسی طرح کا ظلم و ستم نہ ہوگا اور عدل و انصاف سے کام لیا جائے گا رعایا کو اس نویدِ تازہ سے مسرت بے اندازہ چل ہوئی اور تمام مخلوق شادانِ فرحان خوش خوش بادشاہ کو دعائیں دینے لگی جبکہ بادشاہ کے عدل و انصاف کا شہرہ تمام دنیا میں پھیل گیا تو اس کا لقب شاہِ داد گستر ہو گیا۔ ندیان شاہی مین سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ طریقہ سابق کا ترک کر دینا اور آئینِ عدل اختیار کرنے کا کیا سبب ہے؟ بادشاہ نے فرمایا کہ ایک روز مین جنگل میں شکار کھیلنے گیا تھا ناگاہ مین نے دیکھا کہ ایک شکاری کتا لومڑی کے پیچھے دوڑا اور اُسکے پانوں کی بڑیاں چبا ڈالیں لومڑی بیچارہ کی ننگری ہو کر ایک سوراخ میں گھس گئی کتا پھرا ہوا آتا تھا کہ ایک سپاہی نے پتھروں سے مار کر اُسکا پانوں توڑ ڈالا سپاہی چند قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک گھوڑے نے اُسکے پیروں پر لات ماری کہ وہ لنگڑا ہو گیا گھوڑا کچھ دور نہ گیا تھا کہ اُسے سکندری کھائی اور پانوں ایک گڑھے میں جاتا رہا اور بالکل شکست ہو گیا یہ حال بچشمِ خود معاینہ کر کے مین متنبہ ہوا اور اپنے دل میں خیال کرنے لگا کہ خونِ نجس جیسا کیا اسکا ٹھہرا لگیا لہذا اب ہوشیار ہونا چاہیے کہ اس گویا کہ سبق مل گیا۔ جو شخص کوئی ناگوار کام کرے گا وہ بھی اسی کے مثل کیا جائے گا۔ کلیلہ نے کہا مقصود اس مثل کے بیان کرنے سے یہ تھا کہ تجربہ کو چاہیے کہ بداندیشی سے پرہیز کرتا رہے ورنہ

جواب دیا کہ میں اس معاملہ میں خود ستم رسیدہ ہوں نہ کہ ظالم اگر ستم رسیدہ شخص انتقام لینے کے ورپے ہو تو اُس کو کیا نقصان پہونچے گا۔ کلیلہ نے کہا بالفرض اگر تجھ پر کچھ نقصان پڑا بھی ہو تب بھی تو شہزادہ کی ہلاکت میں کس صورت سے کوشش کرے گا کیونکہ قوت میں وہ تجھ سے زیادہ ہی اور اُس کے دوست و احباب کثرت سے موجود ہیں۔ ومنہ نے جواب دیا کہ جو کام زور و زور سے انجام ہونا از قبیل محالات کے ہو تو وہ مکروہ چلے سے نکل سکتا ہی کلیلہ نے کہا اس کی تدبیر بیان کر ومنہ نے کہا سن۔

حکایت ایک کوٹے نے بالائے کوہ آشیانہ بنایا تھا اور اُس آشیانے کے قریب ایک سوراخ میں سانپ رہتا تھا جب کوٹے بچے نکالتا تھا سانپ کھا لیتا تھا کوٹے سخت عاجز و ستم رسیدہ ہو گیا اور سانپ کا ظلم و ستم حد سے گذر گیا کوٹے نے ایک گیدڑ سے اسکا تذکرہ کیا اور کہا کہ مجھ کو یہ فکر و پریشانی ہو کہ کیونکہ سانپ کے ظلم سے نجات پاؤں گیدڑ نے پوچھا کہ تو نے اس بلا کے دفعیہ کی کیا تدبیر سوچی، ہی کوٹے نے جواب دیا کہ میں نے یہ منصوبہ خیال کیا ہو کہ سانپ جب سوراخ سے تو چونچ سے اُسکی دونوں آنکھیں نکالوں گیدڑ نے کہا کہ یہ تدبیر کچھ ٹھیک نہیں، کیونکہ خردمند کو دشمن کی ہلاکت کا قصد طرح کرنا چاہیے کہ اُس میں اپنی جان کا ضرر نہ ہو اس تدبیر پر ہرگز عمل نہ کرنا ورنہ تیرا حال اُس ماہی گیر کے مطابق ہوگا کوٹے نے پوچھا کس طرح گیدڑ نے بیان کیا۔

حکایت ایک ماہی گیر تالاب کے کنارے مقیم تھا اور کل کاروبار ترک کر کے صرف مچھلیوں کے شکار پر اوقات بسر کرتا تھا جب کہ بہت ضعیف ہو گیا تو اُسکو نہایت فکر لاحق ہوئی کہ ساری عمر تو بعیش و آرام بسر کی اب پیرانہ سالی کے لیے کچھ ذخیرہ نہیں ہو نہ شکار کی طاقت ہی اور بغیر روزی کے زندہ رہنا محال ہی اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہو کہ کوئی حیلہ کر لیں

اور قریب کا جال پھیلاؤں بن آہ و نالہ کرتا ہوا تالاب کے کنارے بیٹھ گیا ایک کچھوے کو اسکا حال زار دیکھ کر رحم آیا اور قریب جا کر پوچھا کہ اے دوست آج تو نہایت ستر و دھنوم نظر آتا ہے ماہی گیر نے جواب دیا کہ کیونکر رنج و فکر نہ ہو میری زندگانی کا فریہ یہ تھا کہ روز ایک دو مچھلیاں شکار کرتا اور اپنی شکم پر دری کر لیتا اس تجویز سے مچھلیوں کا نقصان بھی چندان نہیں ہوتا تھا اور میری بلوغت بھی سہولت سے ہوتی تھی حسب اتفاق آج دو ماہی گیروں کا گذر اُس راہ سے ہوا وہ آپس میں کہتے تھے کہ مچھلیاں اس تالاب میں بکثرت ہیں یہاں شکار کیلنا چاہیے دوسرے نے جواب دیا کہ فلاں تالاب میں اس سے بھی زیادہ ہیں پہلے وہاں چل کر شکار کریں پھر یہاں آکر شکار کریں گے اگر یہی حال ہوگا تو ایک مچھلی بھی نہ بچے گی شعر گزہ میں مکتب است و این ملانہ کار طفلان تمام خواہد شد یہ کچھوے نے یہ حال سن کے مچھلیوں سے تالاب میں جا کر کہا مچھلیوں میں کیفیت سن کے تھکے عظیم بڑ گیا ہر چند بدترین کین لیکن کسی سے کشور نہ ہوا۔ بالآخر کچھوے نے یہ صلاح دی کہ ماہی گیر نے اس خبر کو کسی غرض سے نہیں بیان کیا ہے بلکہ ازراہ خیر اندیشی جو کچھ اُس نے سنا تھا کہدیا بلکہ اُسکے چہرہ سے آثار نیک نظر ہوتے ہیں پس بہتر یہ ہے کہ سب متفق ہو کر اُسکے پاس چلو اور اسکی اعانت کے خواہشگار القصد سب مچھلیاں تنفق ہو کر ماہی گیر کے پاس آئیں اور بیان کیا کہ ظاہر ہوا کہ نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اب تم سے اس باب میں مشورہ طلب کرتے ہیں عاقل خواہ دشمن ہی کیوں نہ ہو مگر اُس سے صلاح پوچھنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے خصوصاً جبکہ اُس کام میں اسکا نفع بھی ہو کیونکہ تیری زندگانی ہماری خیریت سے وابستہ ہے پس اب تم صلاح دو کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ ماہی گیر نے جواب دیا کہ

ہرگز میں ان شکاریوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو بیان کر گئے ہیں لیکن میرے
 اس تدبیر کے سوا اور کوئی تجویز خیال میں نہیں آتی بشرطیکہ تم بھی پسند کرو وہ یہ ہو کہ بیان
 سے تھوڑی دور ایک تالاب ہی نہایت فرصت انبساط کا مقام ہو کہ جہاں جا کر روح
 تازہ ہو جاتی ہو وہاں جانوروں ہی کا گذر دشوار ہو پھر انسان کی کیا تابی طاقت
 ہو کہ وہاں دخل کر سکیں ممکن ہو تو وہاں نقل مکان کرنا بہتر ہو تاکہ باقی ماندہ عمر
 عیش و آرام سے بسر ہو مچھلیوں نے جواب دیا کہ اگرچہ یہاں بہت مناسب ہو لیکن نیرتھاری
 اعانت و رہنمائی کے اس مقام پر جانا غیر ممکن ماہی گیر نے کہا کہ میں اپنے اسکان بھر
 اس کام میں دریغ نہ کروں گا لیکن وہاں جانے کا راستہ بہت خطرناک ہو اور ایک
 راستے سے سب کا جانا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ فرصت بہت کم ہو اگر وہ شکری
 آجائیں گے تو مجھے تم سے شرمندگی ہوگی لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہو کہ اور کوئی
 تدبیر اپنی خلاصی کی تجویز کرو۔ ہر چند ماہی گیر انکار کرتا رہا لیکن مچھلیوں نے رونا و مٹنا
 شروع کیا اور فریاد کرنے لگیں بہت منت و سماجت کے بعد اس بات پر رضی ہوا کہ
 روزمرہ چند مچھلیاں لے جا کر اس تالاب میں چھوڑ دوں گا الغرض ماہی گیر ہر روز چند
 مچھلیاں لے جا کر ان میں سے ایک یا دو کھا لیتا تھا اور باقی بیچ ڈالتا تھا جب ماہی گیر
 واپس آتا تھا تو مچھلیاں اپنے بے جانے کے لیے ایک پر ایک پشیمانی کرتی تھیں اسہیں
 بہت دن گذر گئے اس عرصہ میں کچھ سے کو بھی تالاب میں جانے کی خواہش پیدا ہوئی
 ماہی گیر اسکو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر کچھ سے کو اپنی پشت پر بٹھا کر لے چلا کچھ سے کو
 ہی سے مچھلیوں کی ہڈیاں وغیرہ پڑی ہوئی جہاں تھان دکھیں اور اسکو حیرت
 ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہو پس کچھ سے کو ایک جست کی اور ماہی گیر کا خلق خوب زور سے

پکڑ لیا اور چبانے لگا ہا ہی گیر از بسکہ ضعیف و ناتوان تھا تھوڑے ہی صدمہ سے
 جان بحق تسلیم ہو گیا کچھ اُردو کے تالاب میں گیا اور تمام کیفیت مچھلیوں کے بیان کی
 اور یارانِ غائب کی تعزیت اور دوستانِ مابقی کی مسرت ظاہر کی۔ سیار نے کہا
 یہ حکایت میں نے اسوجہ سے بیان کی کہ اکثر لوگ اپنے مکہ و فریب سے آپ بتلائے
 ہلاک ہو کر ہلاک جاتے ہیں ع اور روشنی طبع تو برسن بلا شادی کا مضمون صادق
 آجاتا ہی لیکن میں ایک تدبیر جاتا ہوں کہ تو خوش و خرم رہے اور دشمن
 ہلاک ہو جائے کوئے نے کہا کہ دانا دوست کی صلاح سے سرمو تجاوز نہ کرے ورنہ گناہ
 جو راسے بھاری ہو اُسے بیان کر دیکھنے کے کہا کہ آبادی کی طرف اُڑ جاؤ
 اور جہاں کہیں زیور نظر آئے وہاں سے اُسے لیکر پیر واز کر جاؤ لیکن آہستہ آہستہ
 تاکہ لوگ تجھے دیکھتے رہیں یہ بات یقینی ہے کہ لوگ تیری طرف دیکھتے رہیں گے
 اور زیور کے لیے تیرا تعاقب کریں گے جب تو سانپ کے بل کے قریب پہنچے تو زیور
 کو سوراخ مار میں چھوڑ دینا تاکہ لوگ سانپ کو دیکھ سکیں یہ امر ضروری اور فریق قیال
 ہے کہ لوگ سانپ کو مار کر اپنا زیور نکال لیں گے۔ کو ابوجب صلاح گیدڑ کے آبادی
 کی طرف اُڑا دیکھا کہ ایک عورت اپنا سب زیور اتار کر کوٹھے پر نہا رہی ہے کو ا
 جھپٹا اور ایک زیور اُسمین کا لیکر اُڑا اور سانپ کے قریب پہنچ کر سوراخ کے
 سرے پر اُس زیور کو چھوڑ دیا لوگ زیور کے لیے تعاقب کر کے آئے اور وہی ہوا کہ
 سانپ کو مار کر زیور اپنا اُٹھائے گئے اور کوئے نے اس تدبیر سے اس ہلائے عظیم سے
 نجات پائی۔ دمنہ نے کہا اس بیان سے مقصود یہ تھا کہ تجھے معلوم ہو کہ جو کام عقل
 و تدبیر سے انجام پاتا ہو وہ زور و زر سے نہیں ہو سکتا کیلئے نے جواب دیا کہ شرف بہ

عقل صائب اور تدبیر راسخ میں بہ نسبت تیسرے بہت لائق و فائق ہے معلوم نہیں کہ کیا کیا تجویز میں نکالے ایسے ہوشمند شخص پر غلبہ پانا بہت دشوار ہے جو جان تو مکر و فریب سے رخنہ پرداز می کہے گا وہاں وہ فکر و تامل سے اُس کا سدباب کر دے گا شاید تو نے اُس خرگوش کی داستان نہیں سماعت کی جس نے لوٹری کے پکڑوانے کی فکر کی اور خود گرفتار بلا ہو گئی دمنہ نے پوچھا کس طرح کلیلہ نے بیان کیا۔

حکایت ایک بھیڑ یا شدت گرسنگی سے بیتاب ہو کر غذا کی تلاش میں ہر جانب دوڑتا پھرتا تھا ایک غریب جانور خرگوش جھاڑی میں پڑا ہوا غافل سو رہا تھا بھیڑ یا اسکو غنیمت سمجھ کر دبے پانوں اُسکی طرف چلا خرگوش بھیڑیے کی آہٹ پا کر جاگ اٹھا اور اُسکا ارادہ بھاگ جانے کا ہوا مگر بھیڑیے نے راستہ روک لیا خرگوش جان کے خوف سے سہم گیا اور نہایت اصلاح و زاری کرنا شروع کی اور کمال عاجزی سے کہنے لگا کہ ہر چند میں خوب جانتا ہوں کہ امیر نہایت گرسنہ ہیں مگر میں ایک ناتوان اور فقیر ہجستہ ہوں اور ہمہ تن ایک قلم سے زائد میسر ہی مقدار بھی نہیں ہو ہاں اسی قرب میں ایک لوٹری رہتی ہو جسکو موٹاپے کے سبب سے چلنے پھرنے میں بھی تکلیف ہوتی ہی حتی کہ تن و توش کی زیادتی سے جنبش کرنا بھی اُسکو محال ہو ہاں اگر امیر قدمہ منجہ فرمائیں تو میں اُسکو کسی نہ کسی ترکیب سے گرفتار کرادوں تاکہ امیر حسب دلخواہ ناشتہ کر لیں اگر یہ منظور ہو تو بہتر ہی در نہ میں تو موجود ہی ہوں۔ بھیڑ یا خرگوش کے فقرے میں آگیا اور لوٹری کی طرف چلا۔ جبے نوں قریب پہنچے تو اولاً خرگوش لوٹری کے غار میں گیا اور سلام و دعا کی لہم بجالایا لوٹری بھی

خلق سے پیش آئی اور پوچھا کہ کہاں سے آنا ہوا اور کیا ضرورت داعی ہی خرگوش بولا کہ عرصہ سے ملاقات کا شوق دانگیر تھا لیکن بوجہ دو پیش ہونے سوانح روزگار کے شرفِ تدبیر سے محروم رہا حسبِ اتفاق فی الحال ایک بزرگوار صحرا میں وارد ہوئے اور آپ کی گوشہ نشینی کا حل ان کے مشتاق ملاقات ہوئے اور میرے توسط سے ملنا چاہتے ہیں کہ دیدہ دل آپ کے جمالِ جہان آرا سے منور کریں اگر اجازت ہو تو بہتر ہی درنہ اور کوئی دن معین فرمائیے لومڑی مکاری وحیلہ سازی میں کیجئے زمانہ بھی خرگوش کا افسون کب اسپر اثر کر سکتا تھا اسکی ہوشیاری اور چالاکی کے مقابل میں وہ ایک طفلِ مکتب تھا اور خرگوش کے فحوائد کا کام اور طرزِ تقریر سے بھی لومڑی تاڑ گئی کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہی یہ سوچکر ولین کھٹک گئی مگر بظاہر بہت مدارات سے پیش آئی اور کہا میں نے کمر ہمت افزوں کی خدمت گزار کی کے لیے چست باندھی ہو اور اپنے کعبہ عزت کا دروازہ اہل دنیا کے لیے اوسط کھول رکھا ہو کہ اس جیلے سے اہل کمال کی زیارت نصیب ہو جائے اور ان کے فہم و دانش کی بدولت میں بھی کچھ بہرہ اندوز ہو جاؤں جاؤ فی الفور بلا لاؤ۔ میں مراحمِ مہانداری کے ادا کرنے میں سر مور بیخ نہ کرونگی لیکن اتنا حامل کر کہ میں اپنے کلبہ احزان کی صفائی کروں اور مہمان عزیز کے لیے صاف و ستھرا فرش بچا دوں تاکہ میری سلیقہ شکاری سے خوش ہو جائے خرگوش سادہ دل سمجھا کہ میرا منتر چل گیا جواب دیا کہ مہمان کے مہرج میں کچھ تکلف نہیں ہو وہ درویشِ صفت فرشِ فردش کا چندان خواہاں نہیں ہو لیکن جب آپ کا دل چاہتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں یہ کہہ کر باہر آیا اور بھیڑے سے کل کیفیت بیان کی اور مزدہ فریشتگی رو باہ سنایا لادھر لومڑی نے در اندیشی کے لحاظ سے ایک تاریک غار پہلے ہی کھود رکھا تھا اور

اسکو خپوش کر دیا تھا اور ایک سو رانخ اُس سے ہٹ کے بھاگ جانے کے لیے علیحدہ بنالیا تھا پس خود غار کے دہانہ پر آئی اور کہا کہ مہا نو قدم رنجہ فرماؤ اور اپنے قدم بمنت لزوم سے بجگو سرفراز کر دیہ کہلے آپ تو پوشیدہ راستے سے باہر نکل گئی خرگوش اور بھیراؤ دونوں غارتنگ و تار یک میں داخل ہوئے فی الفور اُس منگ تیرہ و تار میں گر پڑے بھیرا بسمجھا کہ یہ کارستانی سب خرگوش کی ہی نہایت غصہ میں آکر اسکو چبا ڈالا۔ کلیلہ نے کہا یہ حکایت اسواسطے معرض بیان میں آئی کہ مرد ہشیار و چالاک کے سامنے کوئی جیلہ گری اور فسون سازی کام نہیں آتی اور کوئی مکر و فریب اوکی ہوشمندی کے مقابلہ میں مفید مطلب نہیں ہوتا پس مناسب ہو کہ تو بھی تنزیہ کے فریب دینے سے باز رہ اور خاموشی اختیار کر دمنہ نے کہا کہ آپکا فرمانا بہت درست اور بجا ہی لیکن وہ انتہا کا مفرد ہو گیا ہی اور میری عداوت سے غافل اور بے خبر ہو میں ضرور اسکا کام تمام کر دوں گا کیونکہ جو تیر دوستی کی کمان سے چھوٹا ہی وہ ہلاک جان کا باعث ہوتا ہی کیا تو واقع نہیں ہو کہ خرگوش نے دوستی کے پیرایہ میں شیر کو کیسا فریب دیا کلیلہ نے استفسار کیا کیونکہ دمنہ نے سلسلہ سخن میں یہ رخسار کیا۔

حکایت شہر بنداد کے بیرونجات میں ایک چراگاہ تھا نہایت خوش منظر وہاں انواع و اقسام کے وحوش و طیور خوشی و فارغ البالی سے اوقات بسر کرتے تھے اُس مرغزار کے متصل ایک شیر جفا جو دمنہ خود رہتا تھا جو ہر روز ان بیچاروں پر دست ظلم و جور کشا وہ رکھتا تھا ایک روز چند جانور دن نے باہم ملکر شور کیا کہ ہم میں سے ایک کچھ سر بردار وہ جانور شیر کی خدمت میں حاضر ہوں چنانچہ یہ راس

قائم ہو گئی اور ایک منتخب جماعت شیر کے حضور میں پہنچی دست ادب باندھ کر عرض کیا کہ اے شہریار جہاندار ہم سب آپ کی رعایا اور خدام بارگاہ دالائین مدام آپ کے خون و خطر سے رنج و محن کی کشاکش میں گرفتار رہتے ہیں اور آپ بھی ہماری جہتوں میں پریشان و سرگردان رہتے ہیں لہذا ہم نے ایک صلاح تجویز کی ہے جس سے حضور کو فراغت حاصل ہو اور ہم خدام لوگ بھی باطن و آسائش بسر کریں اور خود بدولت ہموار وقت سرایمہ نہ کریں اور جو عہدہ کیا جاتا ہے اس پر ثبات قدم رہیں ہم لوگ روزانہ چاشت کے وقت شاہی باورچی خانہ میں ایک شکار خود حاضر کر دیا کریں گے شیر اس بات پر رضامند ہو گیا اب یہ قاعدہ ان سب نے قرار دیا کہ ہر روز باہم مجتمع ہو کر قرعہ اندازی کرتے تھے اور جس جانور کے نام پر نکل آتا تھا اسکو فی الفور مطبخ میں روانہ کر دیتے تھے اسی طرح ایک مدت دید گذر گئی ایک دن ایک خرگوش کے نام پر قرعہ آیا اُس نے کہا کہ اگر تم لوگ میرے بھیجنے میں کسی قدر توقف کرو گے تو میں تم سب کو اس خونخوار کے ظلم و ستم سے نجات دلوادینگا چونکہ اس کی دانش و فرہنگ کے سب مقرر تھے اس بنا پر اسکی درخواست منظور کی۔ خرگوش نے روانگی میں ایسی تاخیر کی کہ وقت مقررہ گذر گیا۔ شیر کی رگ سباعی جوش زن گئی اور مارے غصے کے دانت پیسنے لگا اس عرصہ میں خرگوش آہستہ آہستہ شیر کے قریب گیا دیکھا کہ شیر بھوک کی جھجلاہٹ سے غصہ میں بھرا ہوا زمین پر دم مار رہا ہے سانسے آکر اس نے سلام کیا شیر نے جواب دیا ابد پوچھا کہ اس صحرا کے اکابرین میں نے آج عہد شکنی کیوں کی ہے خرگوش نے عرض کیا کہ سب اپنے قول و قرار پر قائم اور متصل ہیں حسبِ ستور ایک خرگوش کو میرے ہمراہ بھیجا تھا لیکن اٹنا راہ میں

ایک شیر ملا اور بجبرُسنے چھین لیا۔ ہر چند میں نے عذر کیا کہ یہ ہماری سرکار شاہی کے لیے بھیجا گیا ہے، تجکو زیبا نہیں ہو کہ شہنشاہ کا مال غضب کرے مگر اُس نے کچھ سماعت نہ کی اور کہا کہ یہ ہماری شکار گاہ ہے اور میں یہاں کا حکمران ہوں اور اسی قسم کا لالہ و گزبانہ لکھنے لگا جسکا عرض کرنا حضور کے سامنے ترکِ ادب ہے یہاں تاک کہ میری ہلاکت کی نوبت پہنچی ہزار خرابی اپنی جان بچا کر حضور تک حاضر ہوا ہوں کہ کل سرگزشتِ عرض کروں ان باتوں کے سننے سے گم نہ شیر کی رگ حمیت متحرک ہوئی اور کہا کہ تو مجکو بتا سکتا ہے تاکہ میں اس لائقِ حرکت کا عوض اُس سے لون خرگوش نے کہا کہ میں نے اُسکا جاے قیام بخوبی معلوم کر لیا ہے پھر کیونکہ نہ بتلا سکوں گا میرے دل میں آتشِ غیرت شعل ہو رہی ہو چو نہ اُسے شاہ عالی پانگاہ کی شان میں کلماتِ ناشائستہ زبان سے نکالے ہیں اگر میرے ہاں چلتا تو اُسکا کاسہ کو جامِ درندگان صحرائی بناتا اب غلام کی یہ دلی تمنا ہو کہ اُسکو نیچہ مبارک میں دیکھ لوں تو میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوے ہو چکا خنجر بیدار کا سہل ٹھنڈا ہے ہو اب تو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا نہ خرگوش شیر کو لگا کہ ایک چاہِ عمیق پر لے گیا جسکا آبِ شفاف حلبی آئینہ کی طرح چمکتا تھا اور صورتِ اُسمین نہایت درست دکھائی دیتی تھی آئینہ دربرش مگر پر خویش شیدا کردہ است بہ طریقی کہ بامامی ہر دایمہ پیکرِ دہ اور کہا اے ظل اللہ جانِ پناہ عدوے بدضال اس کنوین میں ہے اور فدوی اُسکی صورت سے خائف ہے اگر حضور مجکو اپنی آغوش میں لیں تو میں اُسکو بتا دوں چنانچہ شیر نے خرگوش کو گود میں لیکر کنوین میں جھانکا پانی میں اپنی صورت اور خرگوش کو دبوچے ہوئے دیکھ کر یہ سمجھا کہ واقعی شیر نے میرا خرگوش چھین لیا ہے اور اب تک

گو دین لیے بیٹھا ہی۔ شیر نے خرگوش کو کنائے پر چھوڑ دیا اور خود کنوین میں کود کر جہنم واصل ہوا۔ خرگوش فرط مسرت سے خوش و خندان واپس آیا اور کل کیفیت سرداران و حوش سے بیان کی انھوں نے اس تقریب کی تہنیت میں ایک جشن عام ترتیب دیا اور خوشیاں منا کر شکر حافظ حقیقی بجالائے۔ دمنہ نے کہا یہ قصہ اس مناسبت سے بیان کیا تاکہ تیرے ذہن نشین ہو جائے کہ دشمن اگر چہ کیسا ہی پر قوت ہو لیکن حکمت علی کے دانوں سے اُس پر غلبہ حاصل ہو سکتا ہو اور غفلت میں نوبت بہ ہلاکت پہنچ جاتی ہے۔ کلیلہ نے کہا کہ اگر تو شہزبہ کی ہلاکت عل میں لائے گا تو ضرور ہے کہ شیر کو اُسکی مفارقت سے رنج و قلق لاحق ہو جس تیرے حق میں بھی ضرر پیدا ہو گا اور اسکا اثر بہت خراب پڑے گا اگر اس بات سے شیر رنجیدہ ہو اور شہزبہ ہلاک ہو جائے تو کیا مضائقہ ہو مگر یہ امر قیاس سے بہت بعید ہو اور کوئی عاقل اپنی ذاتی آسائش کے غرض سے اپنے ولی نعمت کا صدمہ گوارا کرے یہ ہو نہیں سکتا ہونہیں ہی کے بالکل خلاف ہو دمنہ نے جواب میں کہا کہ میں ایسی تدبیر کروں گا کہ کسی نوع کا ضرر شیر کو نہ پہنچے گا اور طلب حاصل ہو جائیگا جب سلسلہ سخن نے یہاں تک بول کھینچا تو کلیلہ نصیحت کرنے سے باز آیا اور یاد اُنکی میں مصروف ہوا دمنہ اپنے کام کی فکر میں شغول رہ کر ہمیشہ فریب و غما کی تلاش میں رہتا تھا اور بارگاہ شاہی کی حاضری بالکل ترک کر دی تھی اور متعلقہ حصے سخت جگر کھاتا اور کمر و فریب کے سوچ بچار میں مہمک رہتا تھا۔ مصرعہ جیو در اچہ کنم کو ز خود برنج درست تھوڑے عرصہ کے بعد موقع مناسب یہ شیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور غمناک شکل بنا کر شیر کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا شیر نے مہربانی سے دریافت کیا کہ تو بہت دنوں کے بعد آج نظر پڑا ہے۔ اور آثار حزن و ملال تیرے بشروے نمایاں ہیں اس

اسکا کیا باعث ہی۔ ومنہ نے عرض کیا جی میں ہو کہ قیل سکے کو دنیا محکو ترک کرے میں نور
 دنیا سے کنارہ کش ہو جاؤں تو بہت مناسب ہو لیکن خداوند نعمت کے احسانات
 ترقی خواہ پر بے شمار ہیں اس لیے حضور کی بہبودی اور دولتخواہی کے خیال سے گوشہ
 تنہائی سے اٹھکر بارگاہِ عالی جاہ میں حاضر ہوا ہوں۔ شیر اس کلام کو سن کے جو
 سر اسرارِ مذکور کیا یہ سے بھرا ہوا تھا چونک پڑا کہ خیر باشد۔ ومنہ نے عرض کیا کہ جب
 جہان پناہ کی نیت درست ہو تو یقیناً ہر کام بوجہ احسن ظہور پذیر ہوگا۔ شیر کو
 خیر اندیشی اور دولتخواہی ومنہ کی اچھی طرح معلوم تھی۔ یہ باتیں سن کے ارشاد فرمایا
 کہ تو جو یہ مبہم تقریر کرتا ہی اسکو بے تکلف واضح طور پر بیان کر اور اپنا مافی الضمیر
 ظاہر کر چنانچہ ومنہ نے افسون و فسادوں میں شیر کے خیالات کو متوجہ کر کے
 عرض کیا کہ حضور شہزادہ کی تقدیر پلٹ گئی اور دماغ اُسکا پریشان ہو گیا ہی۔
 چنانچہ وہ دماغ محکمہ فوجی کے افسروں سے تخلیہ میں باتیں کیا کرتا ہی اور کلماتِ ناشائستہ
 کو زبانی کے زبان پر لاتا ہی جسکی وجہ سے بارگاہِ معلیٰ میں ایک قسم کی خلل اندازی کا اثر
 پایا جاتا ہی اور غلام کو سخت حیرت ہو کہ جہان پناہ نے ایسے شخص کو جو کفرانِ نعمت
 کے عیب سے خالی نہیں ہو کیونگستخ کر کے اسقدر اعزاز و اکرام کا اضافہ کر دیا ہو کہ
 اسکی نیت فاسد ہو گئی ہی اور حکمرانی میں اپنے کو سب سے افضل خیال کرتا ہی شیر نے پوچھا
 اے ومنہ نیک اندیشی یہ کیا نام ہی جو تو بیان کرتا ہی لیکن یہ حال تو نے کس سے سنا اور
 کس طرح پایہ ثبوت کو پہنچا۔ ومنہ نے جواباً عرض کیا کہ میں نے بالذات اس امر کی
 تفتیش میں مشغول کیا ہی اور یہ بات مجھے خوب محقق ہو گئی ہی۔ سب باتوں سے قطع نظر
 کر کے اسکا بلند مرتبہ اور افرزدنی جاہ و جلال حضور والا پر روشن ہی اور بادشاہِ کلاں

کہ جب اپنے ملازمان درگاہ میں سے کسیکو مال و منال جاہ و جلال میں مساوی دیکھے تو باوجودیکہ اُس سے کوئی نا ملائم حرکت سرزد نہ ہوئی ہو پھر بھی اُسکا تدارک جلد ہونا چاہیے ورنہ کام بگڑ جائے گا شیرنے پوچھا کہ اس کام کا تدارک تو کس طرح کر سکتا ہو دمنہ نے عرض کیا کہ اس کام کا انصرام حضور کی لے صاحب کی رہنمائی سے جیسا انجام پاسکتا ہو اُس طریقہ سے ہم خادموں سے کیا سرانجام ہو سکتا ہو البتہ یہ ضروری ہو کہ اسکا بند و بست تعمیل عمل میں آئے ورنہ بیان تک دشواری ہوگی کہ کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکے گی اور دانشمند ان زمانہ کا قول ہو کہ انسان تین قسم کے ہوتے ہیں عاقل نیم عاقل نادان۔ پس عاقل وہ ہے کہ علاج واقعہ کا قبل از وقوع پیش نظر رکھے اور اسکا تدارک سوچتا رہے۔ اور نیم عاقل اُسکو کہتے ہیں کہ جب بلا سر پر نازل ہو جاتی ہے اور فتنہ ظہور پذیر ہوتا ہو اُسوقت حواس اپنے مجتمع کر کے خوف اُس کو دل میں راہ نہیں دیتا اور عقل کی امداد سے اپنے کو در طہ ہلاکت سے محفوظ رکھتا ہے اور نادان وہ ہے کہ جو بعد وقوع حادثہ مضطرب و سرسیمہ ہو جائے اور تدبیر کو احتمال جو اس کی وجہ سے کم کر دے اور باویہ نا امیدی میں سرگردان و پریشان پھر تار بے چنا پنچہ ان تین اشخاص کے مناسب حال تین مچھلیوں کا قصہ ہے شیرنے پوچھا کس طرح دمنہ نے رُج دہان کھولا اور رشتہ تقریر کو یوں دراد کیا۔

حکایت۔ ایک تالاب ایک چشمہ کے قریب واقع تھا جہاں صرف تین مچھلیاں بود و باش رکھتی تھیں ناگاہ چند ماہی گیر دن کا اُس طرف گذر ہو اور وہ اُن مچھلیوں کی کیفیت سے آگاہ ہوئے اور دریافت حال کے لیے فی الفور اپنے گھر چلے گئے مچھلیاں اس حال سے مطلع ہو کر غریب بحر حسرت و اندوہ ہوئیں ہنوز ماہی گیر نہ

آنے نہ پائے تھے کہ رات ہو گئی جو مچھلی کہ ان سب میں زیور عقل سے آراستہ و
پیراستہ تھی بغیر صلاح و مشورہ کے بہاؤ کی رو میں نکل گئی۔ ہنگام سحر سیاد و جل چشم
ہوے اور دونوں طرف راستہ آمد و شد کا مسدود کر دیا۔ دوسری مچھلی نیم عاقل جو
سراپہ خرد سے کیتقد رہ رہے تھی اُسے جب یہ کیفیت دیکھی تو نہایت مضطر ہوئی اور
کنے لگی کہ مجھ سے بڑی غفلت ہوئی جو میں اُس مچھلی کی طرح قبل از وقوع واقعہ
نہ نکل گئی اگر اُسی وقت اپنی رہائی کی فکر کر لیتی تو بہت ہی مناسب تھا لیکن اب
موقع گریز کا تو ہاتھ سے جاتا رہا بان مکر و فریب کا اختیار باقی ہے ہر چند بزرگ
لوگ کہ گئے ہیں کہ بلا نازل ہونے کے بعد اُسکا تدارک کرنا چندان سود مند
نہیں ہوتا تاہم مرد عاقل کو چاہیے کہ عقل صواب اندیش سے مایوس نہ ہو اور حتی الامکان
جو تدبیریں پڑے نور اگر گذرے ہیں اُس مچھلی نے اپنے آپ کو مردہ ظاہر کیا اور
پانی کی سطح پر شبہ شکل مردہ تیرنے لگی سیاد نے اُسکو مردہ خیال کر کے اُٹھالیا اور
تالاب جو چشمہ کے متصل تھا امین پھینک دیا مچھلی نے فرصت غنیمت جانی اور
اُچھل کر چشمہ میں چلی گئی اور عقل سلیم کی مدد سے صحیح سلامت رسی تیسری مچھلی جو
زیور عقل سے بالکل معرا تھی ماہی گیر کو دیکھتے ہی پریشان و سرگردان عالم حیرت
میں چار سو پھرتی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ گرفتار ہو گئی۔ ورنہ بولا کہ حاصل میں تو میرا
یہ جو کہ شہزادہ کے باب میں غلبت کرنا چاہیے ابھی تدبیر کا دروازہ کشادہ ہے
لیکن تیرا شہست جیسے کار از دست رفتہ کا مضمون صادق ہے لگا اور اُسوقت
کوئی تدبیر نہ پڑے گی۔ شہزادہ کہا کہ جو کچھ تو نے کہا تجھ کو مافی الخیر تیرا سلم
ہو گیا لیکن یہ بات کسی طرح عقل گوارا نہیں کر سکتی کہ شہزادہ نے ماہی و لدھی کی

مہربانی و عنایت کو بالکل فراموش کر دیا ہو اور کفران نعمت اختیار کرے دمنہ نے
 اتماس کیا کہ ارشاد والا بجا اور دست ہی مگر اسکی یہ عالی ہمتی بھی خرد مندی سے
 کو سون دور ہی۔ اور کم اصل دون ہمت کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہی جیسا نیسکون
 کے ساتھ بدی کرنا اور بدی کی جانب مائل کرنا ہی صاحبان خرد کا مقولہ ہی کہ
 طور و طریق خدمت گزاران بدگو ہر کا خالی از امید و بیم نہیں ہو وہ شخص جب
 خوف و خطر سے نڈر ہو جاتے ہیں تو آئینہ دولت خواہی کو گر دیکدورت سے زنگ لٹو
 کر دیتے ہیں اور جب نیکی آرزو پوری ہو جاتی ہی تو فتنہ پردازی میں مصروف
 ہوتے ہیں اور حق نمک دلی نعمت قدیم بالکل بھول جاتے ہیں۔ پس مناسب یہی
 کہ ملازمان سفہ نش اور دنی الطبع کو جلد مرحمت و نوازش سے محروم نہ کر۔ بن
 خصوصاً جن کی نسبت یہ اندیشہ ہو کہ خیالات فاسد سے اُنکا دماغ بھرا ہوا ہی
 بلکہ ہر وقت امید و بیم کی حالت اُنپر طاری رہے اور ایسی مایوسی بھی نہ ہو کہ جو
 اُنکی طبائع کو دلیری و جرات پر راغب کر کے انحراف کا مادہ پیدا کر دے
 اور پیشل صادق آجائے کہ مرنا کیا نہ کرتا۔ شیر نے دمنہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا
 کہ میرا ذہن قبول نہیں کرتا کہ تنہا بہ کا آئینہ خیال اس نیزنگی کدورت سے
 زنگ آلود ہو اور میرے قیاس میں وہ اسد جہ بد اصل نہیں ہی اس لیے کہ
 باد صفت اسقدر الطاف خردانہ کے جو اُسکے حال پر مرعی ہوے ہیں مہربانیوں
 فراموش کر کے نقصان رسانی پر آمادہ ہو۔ دمنہ نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ
 اپنے آپ کو صادق القول اور خیر اندیش ظاہر کرتا ہی مگر اس میں بھی حیلہ و فریب
 کی بو بائی جاتی ہی۔ کیونکہ کچھ فصاحت اور بد طبیعت آدمی سے کبھی راستبازی کی

امید نہیں ہی یقیناً اس بدسیرت اور اصل خراب سے ستو وہ خصلت و پاک طبیعتی
ظاہر نہیں ہو سکتی ہو جب مصرعہ از کوزہ همان بدون تراود کہ در دست پڑ اور
بہ مصداق کُلُّ إِنَاءٍ يَتَدَوَّلُهُ وَيَتَفَيَّضُ بِهِ وَعَمِي تَرَاوُدْ زَلِيمِ نَحْمِ دَر آوِندَن سَت *
کم ظرف سے کسی حال میں خیر سگالی کی امید رکھنا محض فضول ہو شاید بادشاہ
عالی جاہ نے کچھوے اور بچھو کی داستان سماعت نہیں فرمائی شیر نے کہا کہ کیونکر
ہی بیان کر دمنہ نے در تقریر و اکلیا۔

حکایت ایک کچھوے اور بچھو میں از حد دوستی تھی اور دونوں ہمیشہ باہم گریز مگر
وخلوص کا دم بھرتے تھے ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ دونوں تارک الوطن
ہو گئے کہ شاید دوسرے مقام پر کچھ فارغ البالی نصیب ہو قضاے کار و اتفاقات
روزگار اشنا در راہ میں ایک دریا ملا بچھو پر رنج و فکر کی حالت عائد ہوئی کچھوے
نے کہا کہ اے عزیز دفعتہ یہ کیا حالت تمہاری ہو گئی کہ مسرت و انبساط انقباض خاطر
سے بدل ہو گئے بچھو نے کہا کہ اے میرا در بجان برابر اس دریا کے عبور کی فکر
نے مجھ کو در طہ حیرت میں ڈال دیا ہے کہ دیکھیے کیونکر میں اس بحرِ زخار سے پار
ہو سکتا ہوں اور تیری جدائی بھی مجھے گوارا نہیں ہے کچھوے نے کہا کہ تم
کچھ فکر و تردد نہ کر دین تکو دریا سے بآسانی اُس پار کر دنگا اور کنارے بٹھا دوں گا
الغرض کچھو بچھو کو اپنی بیٹھ پر لا دے روانہ ہوا میں شناساوری میں کچھوے کو
ایک صد محسوس ہوئی فوراً دھمک گیا کہ بچھو پشت پر ڈنک مار رہا ہے پوچھا کہ کیا ہے
یہ کیسی آواز ہے اور تو کیا کر رہا ہے۔ بچھو نے جواب دیا کہ اپنے عیش کی سنان لہو
کو تیرے جوشن جسم پر مار کے اتھان کرتا ہوں کچھو اپریشان خاطر ہو کر بولا کہ

ایک بے مروت میری پشت کی کشتی کے وسیلہ سے تیرا یا عبور کر رہا ہو اگر تجھ سے
 نیکی کا معاوضہ راحت رسانی نہیں ہو سکتا تو اس نیش زنی سے کیا حاصل بھجو
 بولا اگرچہ مجھ کو تیرے ساتھ کمال اتحاد ہو اور تیرے احسان کا ممنون مشکور ہوں مگر
 کیا کروں مجبور ہوں کیا تو داغ نہ نہیں ہو کہ **۵** نیش عقرب اڑے لیکن بے مقتضائے طبیعت
 یہ میری جہلی عادت ہو اور سیوہ سے مجھ کو نیش زنی کی خواہش پیدا ہوئی جب مقتضی ہوتی ہو تو مجھ کو
 دوست دشمن کی پشت کا کچھ خیال نہیں رہتا خواہ اس سے پشت و دست زخمی یا سینہ دشمن چرخ
 اسکا مجھ کو لحاظ نہیں رہتا کچھوے کے دلمین تصور کیا کہ قول حکما درست ہو کہ بدسل
 در کچ خلق کے ساتھ لطافت و مروت سے ہیں آناگو یا اپنی آبرو و برباد کرنا ہی پس
 کچھوے نے دریا میں غوطہ لگا یا بھجوانے پانی میں گر کر کہا کہ اریار عزیز یہ کیا
 فعل ہو جس میں جان کا خطر ہو کچھوے نے جواب دیا کہ جس طرح تیری عادت
 نیش زنی کی ہی ہو اسی طرح میری طبیعت بھی اسی قسم کی واقع ہوئی ہو اور
 یہ بے اقداری کی وجہ سے ہو بزرگوں کا قول ہو کہ جو مجھول النسب ہوتا ہو
 اور شرافت کی جوہین نہیں پائی جاتی اُس سے بے ہودی کی چنداشت ہرگز نہ کرنا
 چاہیے مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان ہذا ضرب آئین سے مراتب منظر
 جہان پناہ بزرگس ہوا ہو گا کہ شتر بہ کی بد چلی سے اندیشہ ناک رہنا واجبات
 سے ہو۔ اور کلمات پند و نصائح جو دو تخواہ عرض کر میں اُنکو گوش دل سن لینا
 ضروری ہو اور کسی حالت میں ایسا نہ کرنا چاہیے کہ بادشاہ انجام مبینی اور عاقبت
 اندیشی سے بے پروا و غافل رہے۔ گردہ لہذا زمان بارگاہ کو خوار و ذلیل بھی
 کیا جائے تو نہک خوار دن کا حق نہ کیا یہ ہو کہ خیر خواہی کی نظر سے جہان تک ممکن ہو

نیک صلاح دین شیر نے کہا کہ اگرچہ یہ بات اُس نے غیر معقول کی ہو اور حدِ ادبِ قدم باہر رکھا ہوتا ہم دو لٹوا ہوں گے احوالِ خشونت کے ساتھ رد نہ کرنا جاہلینِ شہزبہ اگر عداوت سے بھی ہم سے پیش آئے تو ہمارا کیا بنا سکتا ہو۔ فی الواقع وہ میرا علمہ ہو اُسکا قوت نباتات سے ہو اور میرے اعضا کا قوام گوشت سے ہو اسلئے یہ خیال نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ایسی جرأت کر سکے کہ میرے مقابلہ میں آئے سوائے اسکے میں نے اکثر اوقات دربارِ عام میں اُسکی تعریف کی ہو اگر اب میں اُسکے درپے آزار ہوں تو لوگ مجھے کیا کہیں گے ومنہ نے کہا بادشاہ کو ایسی باتوں پر فریفتہ ہونا نہ چاہیے کہ وہ میری غذا ہو یا میں اُسپر غالب آؤں گا بیشک اگر وہ اکیلا مقابلہ میں آئیگا تو کبھی کامیاب نہیں ہو سیکگا البتہ ایک مجمع کی اعانت و امداد سے کوئی فوراً بریا کرے تو ممکن ہو۔ ایک شخص اگرچہ وہ کتنا ہی صاحبِ در و قوت کیوں نہ ہو ایک جماعت کے مقابلہ میں غالب نہیں آسکتا اور فدوی کامل یقین سے عرض پر داز ہو کہ اُس نے تمام اس جنگل کے بہائم کو یکٹل کر لیا ہو اور اپنا طرفدار بنالیا ہو لیکن باوصف ان کام باتوں کی واقفیت کے میں خوب جانتا ہوں کہ وہ اس کام کو تنہا بذاتِ خود انجام دے گا اور ہرگز دوسرے دن سے مدد نہ لے گا مقتضائے عقل صواب اندیش یہ ہو کہ جب دوست سے دشمنی کا اثر پایا جائے اور خدشہ سے سرداری کے آثار نمایان ہوں تو فی الفور اُسکا معقول علاج کیا جائے قبل ازیں کہ مخالف چاشت کا وقت مقرر کرے تو یہ شام ہی سے اُسکا تدارک کرے آخر کار دمنہ کا فریب بادشاہ کے دل پر جم گیا اور اس نے پوچھا کہ آخر تیری کیا رائے ہو ومنہ نے عرض کیا کہ حضور جب انسان کے دانتوں میں درد شدید پیدائتا ہو

اور آدمی اسوجہ سے از حد بے چین ہوتا ہی اور کوئی درد اگر نہیں ہوتی تو با صنفیک
 و انتون ایسے رفیق قدیم سے جس سے از حد فائدے اور لذتیں حاصل ہوتی ہیں
 سب کو فراوانی کر کے اُنکو اُکھڑا ڈالنے کی فکر کرتا ہی۔ علیٰ ہذا القیاس طعام
 کہ مار زندگانی کا اُسی پر ہی مگر جبکہ معدہ میں جا کر وہ غذا متعفن ہو جاتی ہو
 اور فساد پیدا کرتی ہو تو سوائے اُسکے دفع کرنے کے اور صورت آرام کی نظر
 نہیں آتی شیر نے جواب دیا کہ مردت سے یہ امر بہت بعید ہی کہ اسکی ہلاکت کا
 قصد کر دن البتہ یہ ہو سکتا ہی کہ اب اُس سے ملاقات نہ کی جائے اور یہ کھلا
 بھیجا جائے کہ وہ ہمارے غلاماری سے اور کمین چلا جائے ومنہ دُر گیا کہ ایسا
 شتر بہ کو میری تہمت اور بدینتی کا حال معلوم ہو جائے اور اپنی بریت کے لیے
 خیر سے کلمات اپنی راستبازی کے بیان کرے تو شیر پر میرا مکر و فریب سب
 ظاہر ہو جائیگا یہ خیال کر اسنے بات کو پلٹا اور عرض کیا کہ اسی شتر یا اُس سے
 یہ بات بیان کرنا بمقتضای درد اندیشی اچھا نہیں ہی اسلیے کہ جب بات زبان
 سے نکل جاتی ہو اور تیر کمان سے جست کر جاتا ہو تو اُسکا دل پس آنا پھر غیر ممکن
 ہوتا ہی بقول شاعر: سخن تانہ گفتی توانی بگفت: بولے گفتہ را باز نتوان نہفت +
 اگر شتر بہ کو اس حال کی اطلاع ہو گئی تو شر و فساد بر پا کرے گا۔ عقلمانی ظاہر جو م کیلیے
 سیاست پہنان مقرر کی ہی لیکن خطائے نہفتہ کے لیے مستزادے اس شکار
 تجویز نہیں کی۔ اب مصلحت وقت یہی ہی کہ اسکے پوشیدہ گناہ کی سزا مخفی طور پر
 دی جائے جب منہ نے شیر کو یہ صلاح دی تو شیر نے جواب دیا کہ اپنے مار مول
 ہلاکت کا قصد کرنا مردت کے بالکل خلاف ہی۔ ومنہ نے عرض کیا کہ اس غلام میں

حضور کی فراست و عقلمندی کے سوا اور کسی شاہد کی ضرورت نہیں ہی جو وقت یہ کو رہ نکم حضور کی ملازمت میں حاضر ہوا سو وقت بہ نظر تفرس غور فرمایا میں تو خود بخود اسکی جست طینتی حضور پر منکشف ہو جائے گی دوست دشمن چھپے نہیں رہتے اور جہاں دار جو شخص کہ سخنان رنگ آ میسر جو مستایم مکر و فریب ہیں کرتا ہو تو وہ ہمیشہ متوحش و متوہم ہو کر چاروں طرف نظر دوڑاتا ہو اگر یہ باتیں اس سے ظہور میں آئیں تو یقین فرمائیے کہ میرا عرض کرنا سب درست ہی اور یہ ناحق شناس قابل کشتنی دیگر دن زدنی ہی شیر نے کہا ہر چند تیری تجویز قابل منظوری ہو اگر ان علامتوں کا اثر اُس میں پایا جائے گا تو شک کا دغدغہ یقین کی حد تک پہنچ جائے گا و منہ سمجھ گیا کہ میرا فریب شیر کے مزاج میں اثر کر گیا اب اسکا خیال اس طرف رجوع ہوا کہ کسی ترکیب سے شتر بہ کے دل میں بھی یہ خرخشہ تنکمن کر دیا جائے کہ اُس میں وحشت کے آثار نمایاں ہو جائیں اور خیال کیا کہ شتر بہ کی ملاقات شیر سے پر دانگی لیکر کرنا چاہیے تاکہ شیر کو بدگمانی نہ ہو یہ منصوبہ دلیں گنا ٹھکر و منہ نے عرض کیا کہ حضور کی اجازت ہو تو شتر بہ سے ملوں اور اُسکے مکر و فریب سے متنبہ ہو کر جو بات عرض کر نیکی لائق ہو تو حضور میں گزارش کروں چنانچہ شیر نے اجازت دیدی الغرض و منہ غمناک صورت بنا کر شتر بہ کے پاس گیا اور خرخر دوں کے طریقے سے نیاز مندانه مراسم بجالایا شتر بہ کی جانب سے بھی بزرگانہ شفقت کا اظہار ہوا اور کہا بہت عرصہ کے بعد تم سے ملاقات ہوئی شاید دوستوں کی یاد تمہارے دل سے فراموش ہو گئی و منہ نے کہا کہ ہر چند ظاہر اشرف قدوس کی سے محروم ہا لیکن باطننا گوشہ تنہائی میں ایک لمحہ بھی آجکی یاد سے غافل نہیں ہوا اور انشا اللہ مدت العمر یہی صورت رہے گی شتر بہ نے دریافت کیا کہ یہ کیا گوشہ نشینی کیسی و منہ نے کہا کہ

کیا عرض کروں؟ سرے کی اطاعت کرنا اور اسکی تلون طبعی کی برداشت کرنا اب طبیعت قبول نہیں کرتی شنزبہ نے کہا کہ یہ عمل تقریر میرے ذہن میں نہیں آتی بالتفصیل بیان کر دمنہ نے جواب دیا کہ چھ چیزوں کا حاصل ہونا بغیر چھ چیزوں کے ممکن نہیں۔ (۱) مان نیا بے نخوت کے (۲) ہوا و ہوس کی پیروی بے محنت کے (۳) صحبت نوان بے فنیحت کے (۴) بھلون کی مصاحبت بے ذلت کے (۵) ناکسوں اور پست ہمتوں سے طمع رکھنا بے ندامت کے (۶) بادشاہوں کی ملازمت بے آفت کے شنزبہ نے کہا کہ تیرے کلام سے مت مستخرج ہوتا ہو کہ تو شیر سے کچھ کبیدہ خاطر ہو گیا ہو اور اس سے کوئی تکلیف تجھ پر عائد ہوئی ہو دمنہ نے کہا کہ یہ بات کچھ خاص کر میں اپنی ذات کے لیے نہیں کہتا اور اس وجہ سے اندوگین نہیں ہوں بلکہ تیری دوستی نے مجھ کو اس رنج و ملال میں ڈال دیا ہو اور یہ سب صرف تیرے ہی لیے ہو تو خوب واقف ہو کہ میرے اور تیرے درمیان میں رابطہ تھا کسبہ مستحکم ہو اور روزِ ازل جبکہ شیر نے مجھ کو تیری طلب کے لیے بھیجا تھا تو جو عہد و پیمان اس وقت کیے گئے تھے وہ خوب دشمن ہیں اسلئے میں چاہتا ہوں کہ نقض عہد نہ ہو اور ایفائے وعدہ پر قائم رہوں ہاں مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جو باتیں تمہاری نسبت مجھے معلوم ہوئیں بلا کم و کاست تم سے نہ کہہ دوں۔ شنزبہ اسکی فحوائے کلام سے خائف ہو گیا اور کہا کہ اے مہربان جلد مجھ پر حقیقت حال کو ظاہر کر۔ دمنہ نے کہا کہ ایک خاص مقدمہ تھا مجھ سے مجھ کو معلوم ہوا کہ شیر خود اپنی زبان سے کہتا تھا کہ شنزبہ خوب کھا کھا کر موٹا تازہ ہوا ہو اور بارگاہ شاہی میں اسکا عدم وجود کیساں ہو اس لحاظ سے یہ مناسب خیال کیا جاتا ہے کہ ایکے ذرا اسکا لیم و شیم گوشت تنا دل خاص اور مہمانی عام کیا جائے جبکہ یہ بات میں نے سنی تو نہایت اضطراب دامنگیر ہوا اور چاہا کہ شرط وفاداری بجالاؤں اور مجھ کو اس حال سے

مطلع گردن اب میرے نزدیک یہ صلاح بہتر ہو کہ کوئی تدبیر جلد سوچی جائے کہ اس
 بلاے ناگہانی سے نجات حاصل ہو شہزبہ نے جب دمنہ سے یہ بات سنی تو اُس سے الطاف شاہی
 اور اپنے حسن اخلاق کا تذکرہ کیا اور کہا کہ شیر میرے ساتھ بد عہدی کرے یہ ممکن نہیں
 اسوجہ سے کہ میرا قدم جاوہ خلوص عقیدت سے کبھی باہر نہیں پڑا ہو پھر تو یہ کیا سمجھ کے
 کہتا ہو۔ دمنہ نے کہا کہ جو کچھ مجھ کو تحقیق ہوا وہ میں نے بمقتضائے محبت تم سے بیان کر دیا
 اور حق دوستی ادا کیا۔ شہزبہ نے کہا کہ مجھے تجھ پر دروغ گوئی کا احتمال نہیں ہو لیکن مجھ کو یہ
 فکر لاحق ہو کہ شاید کسی ہیودہ گونے معتمدوں کے پیرا یہ میں ظاہر ہو کر تجھ سے بیان کیا ہو
 دمنہ نے جواب دیا کہ تمہارا گمان بہت بجا ہو مگر میں بھی یہ یقین کامل کہتا ہوں کہ جو کچھ
 میں نے بیان کیا ہو خوب تحقیق سے بیان کیا ہو شہزبہ نے کہا کہ شیر بد اندیش نہیں ہو
 اور اُن لوگوں نے اپنی چالاکی اور چرب زبانی سے اپنے آپ کو خیر اندیشی اور راستبازی کے
 لباس میں ظاہر کیا ہو اور شیر نے بھی اُن کو خیر خواہ سمجھ کے مرتبہ اعلیٰ پر فائز کیا ہو اس
 باعث سے اُن فردایگانِ لئیم الطبع کی جماعت نے شیر کی سرکار میں رسوخ پیدا کر کے
 مکر و فریب کے ذریعہ سے اپنے کو خیر اندیشوں کے زمرہ میں شریک کیا ہو اور اُسی وجہ
 سے وہ بیدلست افترا پردازی و فتنہ انگیزی میں دلیر ہو گئے ہیں ایسی صورت میں
 کچھ عجیب نہیں ہو جو کلمات ناشائستہ کو دستی و دستی کے زیور سے آراستہ کر کے بادشاہ سے
 عرض کیا ہو اور شیر مجھ سے بدگمان ہو گیا ہو تو کیا عجب ہو جیسا کہ اُس بطح کو پیش آیا
 دمنہ نے کہا کہ وہ کس طرح ہو شہزبہ نے بیان کیا۔

حکایت ایک بطح دریا کے کنارے مقیم تھی اور روزمرہ مچھلیاں پکڑ کر اپنی زندگی
 بسر کرتی تھی ایک دن حسب اتفاق وہ کہیں چلی گئی اور شب کو اپنے جاسے قیام پر آئی

عروجِ ماہِ مین چاندنی کا عکس پانی میں دیکھا اور خیال کیا کہ یہ مچھلی ہو اسوجہ سے اُس کے
 شکار کرنے کی فکر میں تھی لیکن کچھ نہ پاتی تھی اسی طرح اکثر آزمائش کی جب معلوم ہوا کہ اس سے
 کچھ حاصل نہیں ہو تو کتنا رنج ہوئی بعد ازاں جب کبھی مچھلی کو بھی دیکھتی تھی تو اُسے یہی
 خیال آتا تھا کہ یہ اُسی چاندنی کا عکس ہو اور اُس کے پکڑنے کا ارادہ نہ کرتی تھی اور کہتی تھی کہ
 آزمودہ را آزمودنِ جہل است آخر الامر اس تجربہ کے باعث سے وہ ہمیشہ جو کھی رہتی تھی
 پس اسی طرح اگر دراندازوں نے شیر کو میری طرف سے کچھ بھڑکا دیا ہو اور بدگمانی اُس کے
 مزاج میں پیدا کر دی ہو اور اُس کا سبب خاص کر وہی غیر دین کا اظہار ہو تو اسی نظر سے
 بے غمہ کاروں کا قول ہو کہ قعرِ دریا میں غوطہ مارنا اور مار دم بریدہ کے دہن سے زہر
 چوس لینا بادشاہوں کی رفاقت سے بدرجہا بہتر ہو چنانچہ بازارِ مرغ خانگی کی
 حکایت میرے اس قول کی شاہدِ حال ہو دمنہ نے پوچھا کیونکہ شتربہ نے کہنا شروع کیا۔
حکایت ایک مرتبہ ایک بازِ شکاری اور مرغ خانگی میں بحث ہونے لگی کہ تو نہایت
 بیوفا ہو مرغ خانگی نے جواب دیا کہ تو نے میری کیا بے وفائی دیکھی باز نے کہا کہ تیری
 ادنیٰ بے وفائی یہ ہو کہ باوجود اس امر کے کہ انسان تیرے ساتھ مہربانی سے پیش آتے
 ہیں اور تیرا آب و دانہ اُن کے خوانِ احسان سے وابستہ ہو لیکن وہ جب تیرے پکڑنے کا
 قصد کرتے ہیں تو اُن کے سامنے سے بھاگ کر کبھی اس کو ٹھٹھے سے اُس بام پر اڑ جاتا ہو
 اور ایک گوشے سے دوسرے کونے میں چھپے ہوتا ہو اور میں باوجودیکہ وحشی ہوں اگر
 دو تین دن اُن کے ہاتھ سے کھاتا ہوں تو اُن کے حق نمک کے خیال سے جو وقت دہ خوش
 کرتے ہیں اُن کو شکار پکڑ دیتا ہوں اور کتنے ہی فاصلہ پر چلا جاؤں تو بھی اُن کی آواز
 سنتے ہی داپس آ جاتا ہوں۔ مرغ خانگی نے جواب دیا کہ تو نے جو حال میرے بھاگ جانے

اور اپنے ولیس آنے کا بیان کیا فی الواقع بجا اور درست ہو لیکن تو نے کبھی کسی باز کو
 بیخ پر کباب ہوتے نہ دیکھا ہوگا اور میں نے اکثر چڑیوں کو ماہی تو سے مین بھنتے
 ہوئے دیکھا ہو اگر تو بھی یہ حالت دیکھتا تو کبھی اُن کے پاس جانے کا قصد نہ کرتا اگر
 میں کوٹھے کوٹھے بھاگتا پھرتا ہوں تو تو کوہ بکوہ پرواز کرتا رہتا بس یہ قصہ افسوس
 سے بیان کیا کہ تو سمجھ لے کہ وہ مجمع جو شاہوں کی مصاحبت اور ہم نشینی کا خواہشمند
 رہتا ہو وہ اُنکی سیاست سے بے خبر ہو اور لامحالہ وہ بے ہنسر پر ہنسر کا مول کو برس
 پیرا یہ مین ظاہر کرتے ہیں و منہ نے کہا کہ اگر بدخواہوں نے یہی ارادہ کیا ہو تو اُسکا
 انجام کیا ہوگا شہزبہ نے کہا کہ اگر تقدیر اُنکی تدبیر کے موافق نہیں ہو تو مجھ کو کچھ ضرر
 نہ پہونچے گا اور اگر تقدیر و تدبیر راست ہو تو کوکوشش بیکار ہو اُس سے کچھ نتیجہ ہوگا
 و منہ نے کہا کہ عاقل کو مناسب ہو کہ دنیوی امور کو تقدیر پر حوالہ نہ کرے اور اُسکے ذہن
 کی فکر سے غافل نہ ہو شہزبہ نے کہا کہ عقل جب کام دیتی ہو کہ حقیقت تدبیر اُنکے خلات نہو
 تو نے شاید بلبل اور دہقان کی حکایت نہیں سنی و منہ مستفسر ہوا کہ وہ کیونکر ہو بیان کر
 شہزبہ نے کہا۔

حکایت ایک دہقان کے پاس باغ تھا اور اُسکے گوشہ چین میں ایک گلاب کا درخت
 تھا ہر صبح اُس درخت میں گلہاے رنگین شگفتہ ہوتے تھے اور باغبان اُس گلہاے رعنا اور
 خوشنماے عشق بازی کرتا تھا۔ ایک دن وہ دہقان حسب عادت مہودہ باغ کی سیر کو
 آیا تو دیکھا کہ ایک بلبل بیتاب صفحہ گل پر اپنا منہ ملتی ہو اور اُسکی نازک پنکھڑیاں بلبل
 کی تیز ستارے سے بکھر جاتی ہیں۔ باغبان پھولوں کی بربادی دیکھ کر بے قرار ہو گیا اور
 فوراً دام فریب اُسکی راہ میں بچھا یا اور پکڑ لیا بلبل بیدل نے طوطی کی کیطع زبان کھینچی

اور کہا اے عزیز مجھ پریشان خاطر کو تو نے کیوں اسپر کیا ہے اگر تجکو میری خوشنوائی پسند آئی ہے تو میرا آشیانہ خود تیرے گلزار میں موجود ہے اور جو اس کے علاوہ کوئی امر ہے تو اس سے مجھے آگاہ کر تاکہ صبر کر دوں۔ دہقان نے جواب دیا کہ تو نے پھو لون کو کیوں ایسا خراب و برباد کیا ہے کہ جو میرا سرمایہ حیات تھا اور اس باعث سے مجھکو نہایت آزر دہ خاطر کر دیا اب تیری یہی سزا ہے کہ جس طرح تو نے فراق گل میں مجھکو تکلیف دی ہے اسی طرح تو بھی اپنے یار و دیار سے جدا ہو کر بے بہرہ ہو اور کنج باغ میں گریہ و زاری سے بسر کر بلبل گویا ہوئی کہ اس خیال ہل سے باز آ اور خیال کر کہ اس خفیف جرم کی وجہ سے جو تو نے مجھ بے گناہ کو اسپر کیا ہے تو تیرا کیا حال ہو گا اس کلام نے دہقان کے دل میں ایسا اثر پیدا کیا کہ فوراً اُسے رہا کر دیا۔ بلبل نے کہا کہ جب میرے ساتھ تونیکلی سے پیش آیا ہے تو میں بھی تجھ سے اس حسان کے معاوضہ میں کچھ بھلائی کروں بمصدقاً ھَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ جا فلان درخت کے نیچے ایک طرف پر زرد فون ہو اُسے کھو د کر اپنے کام میں لا دہقان فی الفور گیا اور زمین کھو دی تو بلبل کے قول کو درست پایا اور آفتابہ پر زرد نکال لیا اور بلبل سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اُنسوس ہے تو نے آفتابہ پر زرد تو زمین کے نیچے دیکھ لیا اور دام زیر خاک تجھکو نظر نہ آیا بلبل نے جواب دیا کہ جب قہر آکھی سے قضا دانگیہ ہوتی ہے تو دیدہ دانش بے نور ہو جاتا ہے اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا شہزبہ نے کہا کہ اس داستان کے بیان کرنے کا حاصل یہ ہے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں قضا و قدر کا مخالفت نہیں ہوں تسلیم خم ہے جو مرضی آکھی ہو اب کوئی چارہ جوئی مجھ سے نہیں ہو سکتی۔ دمنہ نے کہا کہ تحقیق مجھے

معلوم ہو کہ شیر کا خیال تیری نسبت کچھ دشمنوں کی بدگوئی سے نہیں پیدا ہوا، ہی بلکہ خود شیر کی بے وفائی اور بے نیازی اسکا باعث ہو میں تیری ہنرمندی اور سادہ دلی اور اس شیر کی بد مزاجی سے خوب واقف ہوں اور فرمانروایوں کی طرح یہ صادق الاقرار اور راست گفتار نہیں، ہی بلکہ اُسکے کاروبار کا دار و مدار بوقائی پر ہو اور اسکی خاصیت مانند سانپ کے ہو کہ ظاہر میں باشکال رنگین و خوشنما آ رہا ہے ہو اور باطن میں زہر ہلا ہل سے پیرا ہے۔ شہزادہ بولا کہ اصل تو یہ ہو کہ اس صحرا میں مجھ کو اجل دامنگیر ہو کہ کشان کشان لائی ہو ورنہ میں کب شیر کی مصاحبت کے لائق تھا جب کہ میں اُسکا طعمہ ہوں اس لحاظ سے مناسب تھا کہ ہزار کندے کوئی مجھے کھینچتا تا ہم میں اُسکی طرف جانے کا ارادہ نہ کرتا لیکن اول تو تقدیر الٰہی یوں ہی تھی دوسرے تیری ترغیب نے مجھ کو اس ورطہ ہلاکت میں ڈال دیا جسکی تدبیر اب محال نظر آتی ہو اُسوقت میں نے انجام کا کچھ خیال نہیں کیا اسیلئے اب میں اپنی سزا کو اپنے کنار میں دیکھتا ہوں اور مجھ پر کیا موقوف ہو جو شخص متاع دنیا کی قلت پر قناعت نہ کرے گا اور حرص اُسپر غالب ہوگی اُسکا یہی انجام ہو گا جیسے کوئی شخص کوہ الماس پر پہنچے اور بڑے بڑے ہیر دن پر اُسکی نظر پڑے اور انکے بیش قیمت اور عمدہ ہونے کے خیال سے اور آگے بڑھتا جائے تاکہ کسی حد تک پہنچ کر مطلب ملی حاصل ہو مگر واپسی دشوار ہو جاتی ہو کیونکہ ریزہ ہاے الماس سے اُسکے پاؤں نکل ہو جاتے ہیں اور اسی طمع میں سرگردان و پریشان پھرتے پھرتے آخر اُسی کوہ پر ہلاک ہو جاتا ہو۔ ومنہ نے جواب دیا فی الواقع تیرا قول سچا اور درست ہو جو گردن زنجیر حرص و طمع سے بندھی ہوئی ہو وہ آخر الامر مذمت و پشیمانی کی شمشیر سے قطع کی جاتی ہو

جس طرح کہ صیاد کا معاملہ ہوا شتر بہ نے پوچھا کہ کیونکر دمنہ نے بیان کیا۔
حکایت کسی صیاد نے سحر دین ایک لومڑی کو دیکھا کہ بکے بال پسند کیے اور خیال کیا
 کہ قیمت گران فروخت ہونگے اس راوے سے رو باہ کی گرفتاری کے درپے ہو کر
 اسکا سوراخ دیکھ لیا اور اس کے قریب گڈھا کھودا اور خس پوش کر کے ایک ٹکڑا
 مردار گوشت کا سپرد رکھ دیا اور خود کمین گاہ میں بیٹھ رہا لومڑی گوشت کی بو پا کر
 سوراخ سے باہر نکلی مگر دل میں دغذغہ کرتی ہوئی کہ ہر چند اس طعمہ کی خوشبو
 دماغ آرزو کو مسح کرتی ہی مگر دوسے بھی اسکے ساتھ شامل ہی جو دور اندیشی کے
 مشام تک پہنچتی ہی کیا عجب ہو کہ کوئی جانور مر گیا ہو بلکہ ظن غالب یہ ہی کہ اس
 گوشت کے نیچے دام بلا بچھا ہوا ہو اسی وجہ سے جس کام میں ہلاکت کا احتمال ہوتا ہی
 عاقل اسے ہرگز پسند نہیں کرتے آخر کار لومڑی نے دور اندیشی کے خیال سے اس کام
 سے کنارہ کشی کی اور جان بر ہوئی۔ اس درمیان میں ایک چیتا جو بہت بھوکا تھا
 اس مقام پر پہنچا اور اس مردار گوشت کی بو جو پائی بے اختیار گوشت پر دوڑ پڑا
 اور غار میں گر گیا صیاد نے جب دھماکے کی صدا سنی فی الفور غار کے قریب گیا اسکے
 پہنچتے ہی چیتے نے جست کر کے صیاد کا شکم چاک کر ڈالا۔ صیاد حریص پر طمع غائب
 ہوئی اور شوخی آرنے اسے ہلاک کر ڈالا لومڑی نے قناعت کی اسکی بدولت جان سے
 محفوظ رہی۔ دمنہ نے کہا کہ اس داستان سے متنبط ہوتا ہو کہ زیادہ طلبی آزاد کو بند
 اور بندہ کو سراسر انگندہ کر دیتی ہو۔ شتر بہ نے کہا کہ خود غلط بودا نیچہ سن پسند آتم
 مجھ سے بڑی غلطی ہوئی جو میں نے شیر کی ملازمت اختیار کی پہلے یہ حال معلوم نہ تھا
 کہ وہ قدر خدمت نہیں جانتا دمنہ بولا کہ اب ان فضول باتوں کا خیال نہ کر اور

اپنے بچاؤ کی تدبیر سوچ شنبہ نے جواب دیا کہ اب کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی اور کوئی حیلہ و فریب کارگر نہیں ہو سکتا محکوم یقین کامل ہو گیا ہو کہ شیر میری جانب خیال بد نہ کرے گا لیکن اسکے رفیق و مصاحب میرے ہلاک کرنے کی فکر میں ہیں جن طرح کوئے بھیڑیے گیدڑ نے شتر پر حملہ کر کے اپنی مراد حاصل کی۔ دستہ نے کہا کہ وہ کیوں تمکو ہی شنبہ نے کمنا شروع کیا۔

حکایت ایک صحرا میں جو کہ شارع عام کے متصل تھا ایک شیر کا مسکن تھا اور ایک زراغ سیاہ چنم اور گرگ تیز خنم اور سیار مکار اسکے خدمت گزار تھے اور کسی تاجر کا ایک اونٹ بھی خستہ و عاجز ہو کر اسی جنگل کے قریب رہ گیا تھا چند روز کے بعد جب وہ کچھ توانا ہوا تو چارہ کی فکر میں چار جانب گشت کرتا تھا اتفاقاً اسی جنگل میں وارد ہوا جہاں شیر رہتا تھا جب شیر کا سامنا ہوا تو اسے خیال کیا کہ اب بھڑنیا زمندی اور خدمتگزاری کے چارہ کار نہیں ہو اونٹ نے تسلیم خم کیا اور آداب بجالا یا شیر نہایت مہربانی سے پیش آیا اور مستفسر حال ہوا کہ تیرا مقصد یہاں آنے سے کیا ہے اور کیا خواہش رکھتا ہے اونٹ نے عرض کیا کہ جب تک آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور شرفِ ملازمت حاصل ہوا تھا تب تک مطلق العنان اور آزاد تھا اور چرنے کیلئے ہر جانب بے تکلف پھر کرتا تھا اب کہ دولتِ ملازمت سے کامیاب ہو تو پابند ہو گیا جس صورت سے حضور کا حکم شرفِ نفاذ پائے گا اسی صورت سے اوقات بسر کروں گا شیر نے فرمایا کہ اگر ہماری ملازمت کی تمنا ہے تو شوق سے یہاں رہو اور باطمینان کام اوقات بسر کر کسی حال میں تجھ کو کسی قسم کا رنج و ملال نہ پہونچے گا۔ شتر بے مہار اس مسافروازی اور غریب پروری پر بہت خوش ہوا اور شادمان ہو کر خدمتگزار

کے لیے کمر ہمت چست باندھے اور عرصہ تک اُسی صحرا میں مقیم رہا جب کہ مرنے والی حالت میں نصیب ہوئی تو بہت فرہ ہو گیا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ شیر شکار کے واسطے کسی طرف گیا ہوا تھا وہاں ایک مست ہاتھی سے سامنا ہو گیا اور سخت جنگ واقع ہوئی شیر زخمی ہو کر اپنے مقام پر واپس آیا اور کونے میں جا کر لیٹ رہا گرگ اور زراغ و شغال جو شیر کے خوانِ نعمت کے زور رہا تھے اور اُس کا پس ماندہ انکا آرزو تھا وہ بے سرو سامان ہو گئے جس طرح مہربانی و عنایت بزرگوں کی ذاتی صفت ہی اور اپنے متوسلون کی تکلیف اُن سے دیکھی نہیں جاتی اُسی طرز پر جب کہ شیر نے اُن سب کو سراپیمہ دیکھا تو اُسکو نہایت فکر لاحق ہوئی اور فرمایا کہ تمہارا رنج میری تکلیف سے بڑھا ہوا ہے اگر اس قربت میں کہیں شکار کا سراغ لگاؤ تو جو طرح ممکن ہو افتان و خیزان جا کر شکار کر لاؤں تاکہ تم سب سودہ ہو۔ چنانچہ یہ سب شیر کے پاس سے غلوہ ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ اس دشت میں اونٹ کے رہنے سے بظاہر کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا نہ بادشاہ کو اُسکی ذات سے کوئی آرام و رحمت ہی نہ ہمیں کوئی نفع پس قرین مصلحت یہ ہو کہ شیر کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اونٹ کا شکار کرے دو تین روز کی خوراک اُسکی مہیا ہو جائے گی اور ہکو بھی فائدہ پہونچے گا۔ شغال بولا کہ بادشاہ نے اُسکو امان دی ہے جو کوئی بادشاہ کو اُسکے شکار کی طرف راغب کرے گا وہ خلافِ دولت و تنخواہ ہی تصور کیا جائیگا نازغ بولا کہ اس باب میں کوئی حیلہ سازی کرنا اور شیر کو ایفائے وعدہ سے باز رکھنا چاہیے یہ کہہ کر چلا کہ تم سب یہیں کو قف کر دین ابھی واپس آتا ہوں پس اراغِ شیر کے پاس آیا اور چپکا کھڑا رہا شیر نے پوچھا کہ شکار کا پتہ لگایا زراغ نے کہا کہ اسی شہر پار

گر سنہ ہونے کی وجہ سے آپ کسی کی نظریں میں نہیں سماتے اور پہنے تاک کی طاقت
 حضور میں نہیں باقی رہی لہذا ہم خیر خواہوں کے ذہن میں یہ بات آتی ہو کہ
 ہمارے جرگہ میں یہ اونٹ بے میل و اجنبی ہی اُسکے رہنے سے کسی طرح کا فائدہ
 نہیں ہی یہ ایسا شکار ہو کہ از خود آیا ہو۔ شیر نے خٹناک ہو کر جواب دیا کہ ای زارغ
 بے خبر کیا تو واقع نہیں ہو کہ میں نے اسکو مان دی ہو اور اب نقض عہد کروں
 یہ کس مذہب میں روا ہو افسوس ہو کہ اس زمانہ کے ہم نشینوں کو بجز نفاق کے
 اور کوئی شیوہ پسندیدہ نہیں ہی۔ زارغ نے عرض کیا کہ حضور کمتر میں خوب
 واقع ہو مگر جس بارہ میں عقل صواب اندیش ہدایت کرے اس میں کوشش
 کرنا میں خیر اندیشی ہی۔ اس باعث سے غلام عرض پر داز ہوا۔ دانشمندوں کا
 مقولہ ہو کہ ایک نفس کو تمام گھر والوں کی بقا کے واسطے اور ایک خانمان کو
 قبیلے کے لیے اور قبیلے کو شہر کے واسطے اور شہر کو شہر پار کے محفوظ رہنے کے لیے فدا
 کر دینا واجب و لازم ہی اس لیے کہ بادشاہ کی سلامتی ذات سے کل مملکت کی سلامتی
 متصور ہو ایسی حالت میں عہد شکنی کا خیال کرنا محض خلافت ہو اور بادشاہ پر
 بد عہدی کا الزام بھی عائد نہیں ہو سکتا اور ہم روزی کی تنگی سے نجات پاسکتے
 ہیں۔ شیر نے یہ کلام سن کے سُر جھکا لیا زارغ نے آکر اپنے دوستوں سے کل کیفیت
 بیان کی اور کہا کہ اب یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ سب متفق ہو کر شیر کے پاس چلین کہ
 ہم بادشاہ کے ظل عاطفت میں بستر تمام زندگی بسر کرتے ہیں اور آج جو یہ
 واقعہ درپیش ہی تو ہم جان نثار چاہتے ہیں کہ اپنی جان بادشاہ پر فدا کر دیں
 اور ہر ایک ہم میں سے یہی عرض کرے کہ بادشاہ ہمارے گوشت سے ازوقہ چاشت

تناول کرے اور دوسرا اس گوشت کے عیوب ظاہر کرے شاید اس تدبیر سے بالآخر اونٹ کا ماراجا نا قرار پائے چنانچہ سب ملکر شیر کے پاس گئے پہلے کوتے نے کہا کہ ہمارا عیش و آرام سب حضور کی ذات ستودہ صفات سے وابستہ ہی اگر جناب عالی میرے گوشت سے فی الجملہ سدر منق ہو سکتا ہی تو ازراہ عنایت مجھ حقیر کو نوش جان فرمائیں دوسروں نے کہا کہ تیرے کھانے سے بادشاہ کو کیا سیری حاصل ہو سکتی ہی زارغ نے یہ بات سنکر گردن جھکالی اب شمال نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ میں عرصہ دراز سے زیر سایہ حضورِ عوادت روزگار سے محفوظ رہا ہوں آج جہاں پناہ کو ضرورت درپیش ہی تو میری تمنا ہی کہ حضور مجھے اپنا طعام بنا کر فکرِ چاشت سے فراغت حاصل کرین اور دن نے جواب دیا کہ تیرا کتنا اداسے حق نمک خواری پر دلالت کرتا ہی مگر تیرا گوشت متعفن اور مضر ہوتا ہی مبادا اُسکے نوش فرمانے سے بادشاہ کو کچھ نضر ہو اور وہ باعث بد مزگی طبیعت ہو جائے شمال یہ کلام سنکے چپ ہو رہا اب گرگ سامنے آیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ میں امید دار ہوں کہ شہر بار بخوشی تمام میرے اجزاء گوشت کو دہن مبارک میں جگہ دین تو رہے نصیب میرے یار دن نے کہا کہ ہر چند تو نے یہ گزارش ازراہ خلوص عقیدت پیش کی ہی لیکن حکما کا قول ہی کہ شمال کا گوشت مؤلہ مرض خناق ہی جو مہلک عارضہ ہی گرگ نے بھی قدم پیچھے ہٹا یا اور خاموش ہو رہا اب شتر بے ہما گردن دراز نے بغوا سے کُلْ طَوْبُیْلَ اَحْمَقْ جب کہ طرز کلام ملا دان شاہی کا سنا تو آپ بھی شتر غرہ کرتا ہوا آگے بڑھا اور بعد دعا و ثنا بادشاہی بجالانے کے عرض رسا ہوا کہ نہ وہی اس نگاہ فلک پا لگیا کہ پیر و رش یافتہ ہی امیدوار ہی

کہ اس حقیر کا گوشت اگر لائق طعام حضور ہو تو بے تکلف ظل سبحانی نوش فرمائیں
خدوی بخوشی خاطر یہ تمنا رکھتا ہی سب نے تودام نزدیر بچھا ہی رکھا تھا بالاتفاق
عرض کیا کہ رحمت خدا تجھ پر نازل ہو کہ تو نے بخلوص نیت و صفائی قلب یہ بات
کہی اور وقتی تیرا گوشت نہایت لذیذ اور بادشاہ کے نوش کرنے کے لائق اور
پسند طبع عالی ہی آفرین صد آفرین ہی تیری ہمت پر کہ اپنے دلی نعمت کے
آرام کے لیے اپنی جان نثار کر دی اور اس خالص ارادہ پر تیرا نام صفیہ روزگار
پر بطور یادگار ثبت رہے گا پس ایک ہی مرتبہ سب نے ملکہ حملہ کیا اور اونٹ جو
سکین اور سادہ لوح تھا وہ دم نہ مار سکا حتیٰ کہ پارہ پارہ کر ڈالا گیا شیر کو بھی
گر سنگی غالب تھی اُس نے بھی کچھ مانعت نہ کی۔ دمنہ کے کھایہ داستان اسوجہ سے
بیان کی گئی کہ تو ذہن نشین کرے کہ اہل غرض کی حیلہ سازی سے علی الخصوص
جب وہ بصورت مجموعی درپے ہو جائیں تو اُن کا دار خالی نہیں جاتا شتر بے نے
کہا کہ اس کام میں میرا خیال کچھ درست نہیں ہی بلکہ بجز جنگ و جدال کے اور
کوئی منصوبہ ذہن میں نہیں آتا کیونکہ اگر جان کی حفاظت کے لیے اور مال کی گہمانی
میں جنگ کا سامنا ہو اور اُس معرکہ میں جان شیریں تلف ہو جائے تو وہ
زمرہ شہدائین داخل ہو گا خیال کرنا چاہیے کہ اگر میرا دقت برابر آگیا ہی
اور پیمانہ عمر بربز ہو چکا ہی تو ہمت مردانہ کے حفظ آبرو کے لیے زندگی سے
ہاتھ دھو نابے عزتی کی موت سے بدرجہا بہتر ہی اگر حیات استعار باقی ہی تو
مردانگی کے ساتھ زندہ رہوں گا دمنہ سمجھا کہ منتر کا رگر ہو گیا اور نقش مراد
کر سی نشین ہو گیا مگر احتیاطاً مخاطب ہو کر بولا کہ طریقہ خرد مندی یہ ہی کہ

جنگ میں سبقت نہ کی جائے بلکہ جہاں تک رفق و مدارات سے دشمن جان جائے
تو سختی کرنا مناسب نہیں ہو کیونکہ دشمن اگرچہ حقیر ہی کیوں نہ ہو اسکو حقیر مہیا
نہ شمار کرنا چاہیے جو شخص دشمن کو ذلیل و خوار جانتا ہی وہ آخر کو پشیمانی کھاتا
ہی۔ جس طرح کہ وکیل دریا کو پشیمانی لاحق ہوئی تندر بنے پوچھا کیونکہ دمنہ نے بیان کیا
حکایت سابقین نے بیان کیا ہی کہ ساحل بحر ہند پر ایک قسم کے جانور پرند
رہتے ہیں جو طیلو کے نام سے مشہور ہیں ان میں سے ایک جو رُادریا کے کنارے
نشیں رکھتا تھا جب زمانہ اندھے دینے کا قریب آیا تو مادہ نے نرے کہا کہ اندھے
محفوظ رہنے کے لیے کوئی جگہ تجویز کرنا چاہیے نہ بولا کہ یہ مقام تو نہایت عجیب
ہی اس سے بہتر اور کون جگہ ہوگی مادہ نے کہا اگر دریا سو جزن ہوا تو پھر کیا ہوگا
نر نے کہا یقین ہو کہ وکیل دریا ایسی جہاں نہ گھرے اور بالفرض مبادرت
کرے بھی تو اسکا انتظام معقول کیا جاسکتا ہی۔ مادہ نے کہا اپنی چادر کی وسعت
سے زیادہ پانوں پھیلا نا خلاف عقل ہی تو کس برتے پر وکیل دریا سے بدلہ
لے سکتا ہی اس خیال حال سے درگزر اور میری نصیحت پر عمل کر جو کوئی دوستوں کی
نصیحت نہیں سنتا بالفرض اسکی وہی حالت ہوتی ہی جو سنگ پشت کی ہوئی نر نے کہا
کس طرح مادہ نے کہنا شروع کیا۔

حکایت ایک تالاب میں دو بطین اور ایک کچھو ہا کر تے تھے قربت کی وجہ سے
آپس میں خوب ربط و ضبط ہو گیا ایک وقت ایسا آیا کہ تالاب کا پانی سوکھ گیا
جس کے باعث سے بطون کو سفر اختیار کرنے کے سوا چارہ نہ رہا نہایت غم و الم
کی حالت میں کچھوے کے پاس آئیں اور حال کہا اور رخصت کی تجویز بیان کی سنگ

جدائی کے خیال سے رونے لگا اور کہا کہ جدائی کا رنج مجھ سے برداشت نہیں کیا
 بطون نے جواب دیا کہ ہمارا جگر بھی خاں خوارقت سے ریش ہی لیکن قلت آب
 کی وجہ سے زندگی محال ہی۔ سنگ پشت نے کہا کہ ایسا ران ہمد تم خوب طاقت ہو
 کہ بے آبی کی وجہ سے میرا نقصان تم سے زیادہ ہی لہذا حق دوستی ادا کرو اور
 اپنے ہمراہ مجھ کو بھی لے چلو بطون نے جواب دیا کہ ایسا عزیز ہم کو تیرے جدائی کا
 صدمہ جلا سے وطن سے بھی بڑھ کر ہے لیکن ہمارا روئے زمین پر چلنا دشوار ہی
 اور تنہا راج ہو اہم پر واز کرنا محال ایسی صورت میں ہمراہ ہی کیونکر ممکن ہو سکتی
 ہی سنگ پشت نے کہا کہ اس امر کا علاج تمہاری دوراندیشی سے ہو سکتا ہی
 لیکن درد فراق سے میرے ہوش و حواس بجا نہیں ہیں۔ بطون نے کہا اگرچہ
 ہم اسکی تدبیر کر سکتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ جو ہم کہیں کے تم ہرگز اُس پر عمل
 نہ کرو گے سنگ پشت نے کہا بھلا یہ ممکن ہی کہ آپ تو میری بہتری چاہیں اور میں
 اسکی مخالفت کروں بطون نے کہا وہ تدبیر یہ ہے کہ ہم تم کو بروئے ہوا چلپن
 لوگ ہم کو بایں ہیئت کڈائی دیکھ کر ضرور خندہ زنی کریں گے اور چہ بیگویان
 کرتے رہیں گے لیکن تم کسی طرح اپنا منہ نہ کھو نہ سنگ پشت نے کہا میں بہر کیف
 آپ کا مطیع و فرمانبردار ہوں قطعاً اتنا کہ راہ میں لب سے سخن آشنا کرونگا
 الحاصل بطون نے جنگل سے ایک لکڑی تلاش کی اور اُسکے دونوں سرے
 منقار سے پکڑ کر بلند ہوئیں اور لکڑی کو بیچ میں سے سنگ پشت نے دانتوں
 سے خوب مضبوط پکڑ لیا اسی طرز سے اُڑتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک شہر
 کی طرف سے اٹکا گذر ہوا شہر کے لوگ ان پر ندون کو عجیب ہیئت سے دیکھ کر

حیرت زدہ ہوے اور صغیر دیکیر بر نادیر غل دشور بچاتے ہوے دڑے اسوجہ
 کہ ایسا تماشا کبھی اُن کی نظر سے نہیں گذرا تھا کہ لطیفین کچھوے کو اڑائے لیے
 جاتی ہوں سنگ پشت تھوڑی دیر تو خاموش رہا مگر سادہ لوح سے ضبط نہ ہو سکا
 اور بے اختیار بول اٹھا مصرعہ

| |
|---------------------------------|
| تاکور نشو دہراں کہ نہ تواند دید |
|---------------------------------|

جنش لب ہوتے ہی فوراً زمین پر گر پڑا بطین افسوس کرے لیکن اور یہ قلم پڑھا

| | |
|---------------------------|----------------------------|
| نیک خواہان دہندہ بند دلیک | نیکبختان شوند پسند پذیر |
| پسند من گیر نیک خواہ توام | در تو بد بخت کے کسند تاثیر |

اس داستان کے بیان کرنے کی علت غائی یہ ہے کہ جو شخص دوستوں کی نصیحت
 پر عمل نہیں کرتا وہ لامحالہ اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ نے نے جواب دیا کہ
 میں نے یہ داستان سن لی لیکن تو کچھ اندیشہ نہ کر اور اپنے مقام کو ترک نہ کر کیونکہ
 جو شخص خون زدہ ہو کر ہیدل ہو جاتا ہے وہ کبھی فائز المرام نہیں ہوتا۔

| | |
|----------------------------|------------------------------|
| ہمت ملت دار کہ نزد خدا خلق | باشد ملت در ہمت تو اعتبار تو |
|----------------------------|------------------------------|

آخر الامر مادہ نے دین انڈے دے دیے جب کئی دن گذر گئے اور بچوں نے
 سفید برقع پہاڑ کے گریبان سے سر نکالتے وہی بات پیش آئی کہ دریا موجزن
 ہو اور بچوں کو بہائے گیا یہ واقعہ جاگنزدیک ہمارے بہت جھجھلائی اور نرم سے
 کہنے لگی کہ میں نہ کہتی تھی کہ دریا سے کچھ زور نہ چل سکے گا تو نے میرے کہنے پر
 مطلق خیال نہ کیا اور بچوں کو دریا برد کر کے خرمن صبر و قرار پر برقی غضب
 گرائی اب زخم جگر کے اندام کی کوئی فکر نہ کر تاکہ مجھے کچھ تسکین حاصل ہو نہ کہ

کہ تو خفا نہ ہو اور سخت کلمے زبان پر نہ لائیں اپنے اُسی قول پر قائم ہوں یہ کہہ کر فوراً اپنے ہم جنسوں کے پاس گیا اور اکابرین قوم سے فریاد کر کے کہنے لگا کہ اگر ہم سب ملکر وکیل دریا سے بچے واپس نہ لیں گے تو اُسکی دلیری بڑھ جائے گی اور ایک روز کل پر ندون کو نیست و نابود کر دے گا آخر جلا وطنی کرنا پڑے گی یہ جب مصرعہ

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد

کل پر ندس یہ کلام سنکر سراپمہ ہوئے اور سیرغ کے پاس جا کر فریاد کرنا شروع کی کہ تو ہمارا بادشاہ ہے اگر رعایا کی خبر گیری نہ کرے گا تو تیری حکومت تباہ و برباد ہو جائے گی احاصل سیرغ فوج جرار نے وکیل دریا کے پاس گیا وہ اتنا بدمست نہ لاسکا اور بچے کو واپس دیدیا اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ مطلب ہو کہ دشمن کیسا ہی حقیر کیون نہ ہو لیکن اُس سے غفلت نہ کرنا چاہیے مصرعہ

دشمن نتوان حشیر و بے چارہ شمرد

بعض اوقات پھونسی سی سوئی سے وہ کام نکل جاتا ہے جو نیزہ طویل سے نہیں نکل سکتا حکموں کا مقولہ ہے کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ ہزار دوست ایک اونے دشمن کے مقابلہ میں عاجز رہتے ہیں۔ شتر بڑے کہا تیرا قول راست ہے میں کبھی جنگ میں بہت نہ کروں گا ورنہ کفران نعمت کی تہمت مجھ پر عائد ہوگی ہاں جب شیر میرے ہلاک کرنے کا قصد کرے گا تو جان کی حفاظت کے لیے کوتاہی بھی نہ کروں گا دمنہ نے کہا کہ تیری رائے صائب ہے جب شیر کا سامنا ہو اور دیکھنا کہ وہ غصہ میں ہے یا نہ ہے دم پٹک رہا ہے تو جان لینا کہ وہ مجھ پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے شتر بڑے کہا کہ ایسا ہی ہو گا پس دمنہ اس ہانے سے کہ شیر کی خبر آؤں رخصت ہوا اور کلیلہ کے قریب

خوشی خوشی گیا وہ کہنے لگا کہ کہو کیا کر آئے دمنہ بولا کہ خدا کا شکر ہو شکل کام آسان ہو گیا اور کلیلہ کو اپنے ساتھ لیے ہوئے شیر کی طرف روانہ ہوا ہنوز شیر کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اُدھر سے شیر بھی وہاں آ گیا شیر نے بغور شہزبہ کی جانب نگاہ کی تو دمنہ نے جب قدر علامتیں بیان کی تھیں وہ کل اسیں موجود پائین اور دمنہ کو خیر خواہ تصور کر کے اُسکی راستبازی کا یقین اُسکے دل میں راسخ ہو گیا چنانچہ شیر غصہ میں آ کر زمین پر دم پٹکنے لگا اُدھر بد نصیب شہزبہ نے بھی شیر کی حالت دیکھ کر یقین کر لیا کہ جو کچھ دمنہ نے کہا تھا وہ سب راست ہو آخر کار دونوں آمادہ پیکار ہوئے شیر نے جھٹ کر کے حملہ کیا دونوں کے جسم سے خون کے فوارے جاری ہوئے اور اس کشمکش کی آواز عرصہ زمین سے تاجر بنہ چنبری پہنچی کلیلہ نے یہ حال دیکھ کر دمنہ سے کہا کہ ای نادان تو نے اپنی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ خود دیکھ لیا اب بھی اپنے شامت اعمال کا انجام سمجھ گیا یا نہیں دمنہ نے جواب دیا کہ اسیں بد نصیب کون ہو کلیلہ نے کہا کہ تو نے جو دام تزویر گسترہ کیا اسیں سات ضرر ہیں اول یہ کہ بلا ضرورت اپنے خداوند نعمت کو زحمت میں ڈالا اور سخت رنج و ملال اُسکی ذات والا صفات کو پہنچا۔ دوسرے اپنے مالک کو قرض عہد و پیمان شکنی کے ساتھ موسوم کیا اور ایسی سخت و معیوب بدنامی بادشاہ کے حق میں روا رکھی جو کمال مذموم ہو۔ تیسرے بلا وجہ شہزبہ کی خونریزی میں ساعی ہو کر اُسکو گرداب ہلاکت میں ڈال دیا جو تھے اُس بے گناہ کا خون ناحق جو تیری کوشش سے واقع ہوا ہو وہ تیری ہی گردن پر ہو گا۔ پانچون ایک جماعت کثیر کو شاہ کی طرف سے بدظن کر دیا یقیناً اب کل سباع شیر کے خون سے

ضرر ترک وطن کر کے بے خانمان ہو کر جدھر سینگ سہائے گا اُدھر چلے جائینگے اور ہر ایک قسم کی تکلیفوں میں مبتلا ہوں گے چھٹے یہ کہ سپہ سالار لشکر و خوش کو معزز تعلق میں ڈالا اور بالضرر و جمعیت اُن کی اس حادثہ کے واقع ہو نیسے منتشر اور متفرق ہو جائے گی ساتویں اپنا عجز و ضعف ظاہر کیا اور جو دعویٰ تو نے کیا تھا کہ میں برفی و مدار اس کام کو انجام دوں گا وہ پورا نہوا اور نہ تو اپنے قول و قرار کا پابند رہا جو ابتداءً نشر بہ سے تو نے کیا تھا تیسرے ساتھ میں میرا وہی حال ہونا ہی جو اُس مرغ خانگی کا ہوا جس نے کہا نہ مانا اور اپنے اعمال کی سزا پائی دمنہ نے پوچھا کس طرح کلیلہ نے بیان کیا۔

حکایت سابقین نے بیان کیا ہی کہ بندر دن کی ایک جماعت پہاڑ دن پر مقیم تھی اور وہاں کے فواکہات پر اُن کی بسر اوقات تھی ایک رات کو جاڑے کی بڑی شدت ہوئی بیچارے سرمائی سردہری سے پریشان حال آگ کی تلاش میں جنگ و دوڑ کرتے تھے ناگاہ ایک جگنو اُن کو چلتا ہوا نظر آیا بندر سمجھے کہ آگ کی جنگاری ہی اُسکو پکڑ لے گئے اور پتوں وغیرہ کے ڈھیر میں رکھ کر پھونکنے لگے ہر چند بہت کچھ محنت کی مگر آسمین سے دھواں تک نہ اٹھا درخت پر ایک چڑیا بیٹھی ہوئی تھی اُس نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ ای بندر یہ آگ نہیں ہی تم بیکار کیوں زحمت کر رہے ہو لیکن بندرون نے کچھ اُس کے کلام کی سماعت نہ کی اور اپنے کام میں مصروف رہے اتنے عرصہ میں ایک مسافر کا وہاں گزر ہوا اور اُس نے یہ تماشا دیکھ کر مرغ سے کہا کہ کیوں تو فضول اپنا دماغ پریشان کرتا ہی وہ تیری بات ہرگز نہ سنیں گے مرغ نے جب دیکھا کہ

میرا کہنا یہ نہیں مانتے تو درخت کے نیچے اتر آیا کہ بجوبی اُنکے ذہن نشین کر دے کہ یہ آتش نہیں ہو کہ ہر شب تاب ہو۔ بند روں کو اسکی نصیحت ناگوار گزری جھپٹ کر اسکو پکڑ لیا اور نوچ کھوٹ ڈالا اگر مرغ مسافر کی ہدایت پر کار بند ہوتا تو جان نہ کھوتا پس اسی دمنہ جس کام کی بنا کر دوزخ پر ہوتی ہو وہ بالضرور نتیجہ بد دکھاتی ہو اور فوسناک ہو جاتی ہو جس طرح کہ تیز ہوش کو پیش آ یا دمنہ نے پوچھا کہ طرح کلیلہ نے بیان کیا۔

حکایت دو شخص باہم شریک تھے ایک بوجہ کثرت دانائی کے تیز ہوش کے نام سے موسوم تھا اور دوسرا بسبب سادہ لوحی کے خرم دل مشہور تھا ان دونوں بنیت تجارت سفر اختیار کیا ناگاہ راستے میں ایک پھیلی پر از زر پڑی ہوئی ملی تیز ہوش نے کہا بھائی دنیا میں سود بے محنت اسی طرح ہاتھ آتا ہے اب اسی زر پر فغاغت کرو اور گوشہ تنہائی میں بغراغت تمام اپنے گھر پر بیٹھ کر شکر پر دروگار بجالاؤ اور یہی ذریعہ بسر اوقات کا تصور کرو۔ چنانچہ دونوں یہ خیال کر کے واپس ہوئے اور شہر کے قریب ایک مقام پر قیام کیا خرم دل نے کہا کہ ہرادر اس زر کو باہم تقسیم کر لو تاکہ ہر ایک اپنا حصہ صرف میں لائے تیز ہوش نے جواب دیا کہ تقسیم کرنا مناسب نہیں ہو چاہیے یہ ہو کہ اس مال میں ضرورت کے موافق کچھ لے لیا کریں اور باہم ملکر خرچ کرتے رہیں اور باقی زر کو نہایت احتیاط سے دفن کر دیں اور جب جب ضرورت ہوتی ہے ہمیں سے نکال لیا کریں اس تدبیر سے ہر آفت سے محفوظ رہیں گے اور آرام سے اسکو صرف کرتے رہیں گے خرم دل نے اسکی تجویز کو منظور کر لیا اور کچھ روپیہ کا لکڑی کی کو ایک درخت کے نیچے گاڑ دیا اور اپنے اپنے مکان پر واپس گئے

رات کے وقت تیز ہوش نے کیا چالاکی کی کہ اکیلا اُس درخت کے قریب آیا اور تھیلی کھود کر اُٹھائے گیا خرم دل غریب کو جب کچھ ضرورت لاحق ہوئی تو تیز ہوش کے پاس آکر کہنے لگا کہ برادر جلو پھر کچھ روپیہ نکال لائیں مفلس ہو گیا ہوں بالکل خرچ سے تنگ ہوں غرض کہ دونوں ملکر درخت کے نیچے آئے ہر چند جا بجا سے زمین کھودی مگر تھیلی کا کہین پتہ نہ لگا تیز ہوش نے خرم دل کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا اور کہا کہ یہ کام تیرا ہی ہے کیونکہ سولے تیرے دوسرا اس بھید سے واقف نہ تھا تو ہی تھیلی نکال لے گیا ہر چند اُس نے قہین شدید کھائی اور بہت کچھ گفت و شنید کی مگر کوئی بات پیش نہ گئی آخر کار تیز ہوش خرم دل کو قاضی کے پاس پکڑے گیا اور استغاثہ پیش کیا حاکم نے سب رد واد مقدمہ کی سکرگواہ طلب کیے اور بصورت عدم شہادت حلف اُٹھانے کے لیے حکم دیا تیز ہوش نے کہا کہ اُس مقام پر کوئی شخص موجود نہ تھا البتہ اُسی درخت کو شہادت میں پیش کر سکتا ہوں جس کے تلے تھیلی دفن تھی اپنی راستبازی پر مجھے اعتماد ہو قاضی صاحب کسی آدمی کو وہاں بھیجے کیا عجب ہو کہ خداوند کریم میری دعا سنلے اور درخت کو گویائی عطا فرمائے اور وہ خود بول اُٹھے کہ کون شخص روپیہ نکال لے گیا قاضی نے اس بات کو منظور کر لیا اور خرم دل کو حوالات میں رکھا تیز ہوش جب اپنے گھر پہنچا تو اُس نے اپنے باپ سے یہ کل ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میں نے محض آپ کے بھروسے پر درخت کو گواہ قرار دیدیا ہے اگر آپ کچھ ہمت کرینگے تو کل روپیہ ہاتھ لگ جائیگا باقی ماندہ عمر عیش و آرام سے گزرے گی باپ نے پوچھا وہ کیا تبدییر ہے

بیٹے نے کہا کہ درخت میں ایک جوف ہی رات کے وقت آپس میں جا کر بیٹھ رہیں اور قاضی کے ہمراہ میں کل دہان پر آؤنگا اور گریہ و زاری کر کے شہادت کا طلبگار ہونگا آپ اتنا کام کریں کہ اس جوف میں سے آواز ویدیں کہ فرم دل روپیہ نکال لیگیا ہی باپ نے کہا اے رُسے اس مکہ و فریب سے باز آ تو اگر مخلوق کو فریب دیگا تو خالق کو فریب نہیں دیکتا جبکو اندیشہ ہی کہ مینڈک کی طرح تیرا حال نہ ہو بیٹے نے پوچھا کس طرح باپ بولا۔

حکایت ایک مینڈک کے متصل سانپ کا سوراخ تھا مینڈک کے جب بچے ہوتے سانپ کھالیا کرتا تھا اس رنج سے مینڈک کا جگر غم فراق اولاد سے خستہ ہو جاتا تھا اُس مینڈک سے اور ایک سنگ پشت سے بڑا اتحاد تھا مینڈک نے اُس سے اس بلاے جان ستان سے نجات پانے کی کوئی تدبیر پوچھی کچھوٹ نے کہا اگرچہ دشمن زبردست ہی مگر اُسکا دغیبہ اس صورت سے ممکن ہو کہ فلان مقام پر ایک نیولا رہتا ہی تو یہ کام کر کہ چھوٹی چھوٹی پھیلیاں پکڑ کر سانپ کے سوراخ کے قریب بچھا دے اس طرح نیولا سانپ کو مار ڈالے گا چنانچہ اس ترکیب سے نیوے نے سانپ کو ہلاک کر ڈالا بعد دو تین روز کے جب نیوے کو پھر پھیلیوں کی خواہش ہوئی اور انکی تلاش میں نکلا جب کچھ نہ ملا تو مینڈک اور اُسکے بچوں کو کھا گیا اس حکایت کے بیان کرنے سے مقصود یہ تھا کہ تو بخوبی سمجھ لے کہ بد انجام ضرور ذیل و خوار ہوتا ہی بیٹے نے کہا کہ اے باپ زیادہ وقت نہیں ہی سخن کوتاہ کر اس کام میں نقصان قلیل اور نفع کثیر ہو۔ بدھے کو شفقت پداری اور طمع سے منظور کرنا پڑا اور شب کو درخت کے جون میں جا بیٹھا

صبح کے وقت حسب قرار داد قاضی مع چند آدمیوں کے درخت کے پاس آیا تیز ہوش
 نے تصرف دزاری شروع کی تھوڑی دیر بعد درخت سے آواز آئی کہ زر کی تھیلی
 خرم دل کھودے گیا قاضی نے بفراس تخیال کیا کہ امین کچھ نہ کچھ بھید ضرور ہی
 فوراً اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ لکڑیاں چنکر درخت کے گرد جمع کریں اور آگ
 دیدیں چنانچہ قاضی کے حکم کی تعمیل کی گئی جب کہ شعلہ آتش بلند ہوئے تو بڑھا
 بیتاب ہو کر نکل پڑا اور امان چاہی مگر تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آگ کی تپش سے
 جان بحق تسلیم ہو گیا تیز ہوش نے تھیلی کے ساتھ اپنے باپ کو بھی کھویا اور لاش
 لیکر واپس ہوا اور خرم دل با نیل مرام اپنے گھر گیا۔ کلیلہ نے کہا اس داستان
 کے بیان کرنے کی یہ وجہ ہو کہ فریب دینا ایک حرکت ناپسندیدہ ہی اور
 انجام اُس کا خرابی ہی۔ دمنہ نے کہا اگر مین شریک کی رفاقت ترک کر کے گوشہ نشینی
 اختیار کر دین تب تو خوش ہو گا یا نہیں کلیلہ نے جواب دیا کہ اے دمنہ تیرے
 قول پر مجھ کو کب اعتماد ہو سکتا ہی جب کہ تو نے اپنے بادشاہ ایسے ولی نعمت کو
 فریب دیا تو مین کس شمار و قطار میں ہوں جو کوئی شخص نا اہل دوست سے تجاوز
 پیدا کرے گا تو اُس کا وہی حال ہو گا جیسا اُس باغبان کا ہوا دمنہ نے دریافت کیا
 کس طرح کلیلہ نے بیان کیا۔

حکایت ایک باغبان نے ازراہ حافق خرمس سے محبت پیدا کی ریچھ بھی
 باغبان سے اُس کرنے لگا یہاں تک کہ جبوقت باغبان سو رہتا تو ریچھ سر بالین
 بیٹھ کر گس رانی کرتا تھا ایک دن کا ندکور ہو کہ باغبان غافل سو رہا تھا اور
 ریچھ حسب معمول گس رانی کرنے لگا کھیون نے اس قدر ہجوم کیا کہ ریچھ

ایک طرف سے اُڑا دیتا تو وہ دوسری جانب سے پھر جمع ہو جاتین ریچھ جب
 کمبھون سے بہت پریشان ہوا تو صحرا سے ایک پتھر اُٹھا لایا اور کھیمان کو مارنے
 کے لیے باغبان کے چہرے پر چھوڑ دیا جسکے صدر سے اُسکا منہ پچی ہو گیا اور فوراً
 مر گیا اس بیان سے مقصود یہ تھا کہ تو خوب سمجھ لے کہ تیری دوستی اسی قسم کی
 ہو دمنہ نے کہا یہ محض بے انصافی ہی میں ایسا احمق نہیں ہوں کہ ریچھ کے برابر
 سمجھا جاؤں کلیلہ نے کہا کہ اجاب کے ساتھ تیرا برتاؤ ویسا ہی ہے جیسے اس سوداگر
 نے کہا تھا کہ چوہے سون لو ہا کھا گئے دوسرے نے کہا کہ کیا عجب ہی باز لڑکے کو بھی
 کھا گیا ہو گا دمنہ نے پوچھا کیونکر کلیلہ نے کہا۔

حکایت ایک تاجر قلیل البصاعت عازم سفر ہوا اسے سون لو ہا اپنے ایک
 دوست کے پاس بطور امانت سپرد کیا تھا جب عرصہ کے بعد وہ سفر سے واپس آیا اور
 باہر سے اپنا دوا طلب کیا وہ کل لو ہا فروخت کر کے کھا چکا تھا اُسکے مانگنے پر جواب دیا کہ
 اے عزیز تمہارا لو ہا میں نے ایک گوشہ مکان میں رکھ دیا تھا مجھ کو یہ علم نہ تھا کہ
 یہاں چوہوں کے بل ہیں ایک روز جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ چوہے سب کھا گئے
 ہیں مالک نے کہا بیشک تیرا بہن کچھ تصور نہیں ہی چوہے بہت خوشی سے کُوبا
 کھاتے ہیں اور اُن کے دانت لوہے کو جلد چبا ڈالتے ہیں وہ شخص مالک کی سادہ لی
 پر بہت خوش ہوا اور اُسکو پکا کرنے کے لحاظ سے اُس نے ضیافت کی اور اپنے گھر
 لے گیا مگر مالک نے معذرت کی کہ آج مجھے معاف رکھو کل میں تمہاری دعوت
 قبول کر دھکا۔ غرض کہ دوسری دن کا وعدہ کر کے رخصت ہوا اور اسکے ایک چھوٹے بچے کو
 کسی ترکیب سے لے جا کر اپنے مکان میں پوشیدہ کر دیا دوسرے دن جبر کے یہاں گیا

اور اُسے پریشان پا کر جو ایسے حال ہوتا جرنے اپنے لڑکے کے کھو جانے کا اجر اعلان کیا مالک نے کہا کہ کل جب میں تیرے مکان سے جا رہا تھا تو تیرے ہی ایسے لڑکے کو میں نے دیکھا تھا کہ باز بچے میں دبائے ہوئے لیے جا رہا تھا۔ نیز بچے نے آشفٹہ خاطر ہو کر کہا کہ جہلا باز لڑکے کو اٹھا سکتا ہی مالک ہنسا اور کہا کچھ تعجب کا مقام نہیں ہے جس شہر کا جو ہا سوسن لوہا کھا جاتا ہو تو وہاں کا باز اگر لڑکے کو اٹھانے جائے تو کچھ بعید از قیاس نہیں یہ سمجھ گیا کہ یہ فعل اسی کا ہی اور کہا کہ کچھ اندیشہ نہ کر دیتھارا لوہا جو ہے نے نہیں کھایا ہی سوداگر نے جواب دیا کہ تم بھی منموم نہ ہو تمھارے لڑکے کو باز نہیں اٹھا لیکیا میرا لوہا مجھے دو اور اپنا لڑکا لے لو۔ پس اسی دمنہ یہ نقل اس غرض سے بیان کی تاکہ تجکو معلوم ہو جائے کہ جو کوئی اپنے خداوند نعمت کے ساتھ مکرو فریب سے پیش آتا ہی وہ دوسروں کے ساتھ جو کچھ نہ کرے وہ تعجب ہے جب کہ کلیلہ اور دمنہ کی تقریر نے یہاں تک طول کھینچا شیر اتنے عرصہ میں شہزبہ کا دارا نیا را کر چکا تھا مگر جب کہ شیر کو شہزبہ کے اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ یاد آئے تو اُسکا غصہ کچھ کم ہوا اور کہنے لگا کہ افسوس میں نے شہزبہ کی ہلاکت میں بہت عجلت کی اور کچھ خوض اور غور نہ کیا کہ دمنہ نے جو کچھ اُسکی نسبت بیان کیا وہ مطابق واقع ہی یا نہیں چنانچہ شیر اس امر سے نہایت فکر و تردد کی حالت میں لول و غلین رہتا تھا اور محطہ بطنہ اُسکی افسردگی ترقی پزیر ہوتی جاتی تھی دمنہ نے شیر کی جب یہ صورت دیکھی تو اُسکے قریب گیا اور آشفٹگی مزاج کا سبب دریافت کیا شیر نے جواب دیا کہ جب شہزبہ کی حق اخذ مت اور آداب و بندگی کا خیال آتا ہی اور اُسکی استعدادی اور قوت منتظمی کو یاد کرتا ہوں تو مجھ

نہایت رنج ہوتا اور بے اختیار رقت کی حالت مجھ پر طاری ہوتی، جو بے شک وہ میرے لشکر کا پشت پناہ تھا اور اُسکی ذات سے مجھ کو نہایت اطمینان تھا۔ دمنہ نے کہا کہ یہ کل وصاف جو حضور نے ارشاد فرمائے اُس حالت میں پسندیدہ ہیں جب کہ اُس کا قلب صاف اور خلوص عقیدت پر مائل ہوتا اور جبکہ وہ غداری اور بے وفائی پر متوجہ ہوا تو ایسے کفرانِ نعمت کرنے والے پر ہرگز تاسف نہ کرنا چاہیے بلکہ اُسکے مارے جانے پر اظہارِ مسرت کرنا مناسب ہو۔ شیر کو دمنہ کی اس فریب آمیز تقریر سے گونہ تسکین ہوئی لیکن بالکل غم و اندوہ برطرف نہوا بلکہ روز افزون ہوتا گیا اور اکثر دمنہ کے افعال کی نگرانی کرنے لگا بلکہ رفتہ رفتہ بالکل بدگمان ہو گیا۔

| | |
|--------------------------|------------------------------|
| بداندیش ہم در سرش برد | چو کتر دم کہ تر خانہ کست برد |
| اگر بد کنی چشم نیکی مدار | اگر خطل نبی آرد انگور بار |

باب دوسرا

اکاڑن کی ستریاہلی اور بدنجائی کے بیان میں

راے دہلیم نے میدان سے کہا کہ دمنہ کی مکاری مجھے ابھی طرح معلوم ہوئی اب حکیم روشن راے دمنہ کا انجام کار بیان فرمائیں حکیم نے بیان کرنا آغاز کیا کہ دور اندیشی اور عاقبت بینی کا اقتضایہ ہو کہ جب تک بادشاہ دلائل کامل اور

براہین ساطع سے اصل حقیقت مقدمہ سے بخوبی واقف نہوئے تب تک کوئی حکم نامہ صادر نہ فرمائے اور بالفرض غرض گویوں کے اقوال پر یقین بھی ہو جائے تو بعد تنقیح محض چینیوں کو سزا بے عقول دی جائے تاکہ اور دن کو عبرت حاصل ہو غرض کہ جب شیردمنہ کی چالاکی پر مطلع ہوا تو اُس نے ایسی ہی سزا دی جب کہ شیردمنہ کے کیفر کردار کی سزا دے چکا تو شہزبہ کے حقوق خد متنگزار ہی یاد کر کے ملول ہوتا تھا۔ ایک رات کو چیتا جو اُس کا وزیر تھا اُس نے موقع پا کر عرض کیا کہ اے شہریار کا سگار جو کام کہ ہو گیا ہو اور جو وقت کہ گزر گیا اُس کا اندیشہ اور فکر نہ تھما محض بیکار ہی انجام میں اُس کا نتیجہ منجر بہ جنون ہو جاتا ہو جسا اُس لومڑی کو درپیش ہوا شیر نے دریافت کیا وہ کس طرح تھا پیتے نے عرض کیا حکایت ایک بھوکی لومڑی خوراک کی تلاش میں چاروں طرف دوڑتی پھرتی تھی کہ دفعۃً ایک طرح کی بو اُس کے دماغ میں محسوس ہوئی فی الفور اُسکی جانب دوڑی تو دیکھا کہ چمڑے کا ایک تازہ ٹکڑا جو کوئی درندہ اُس کا گوشت نوچ کر کھا گیا ہو اس مقام پر پڑا ہی لومڑی اُسے اٹھا کر ایک سمت چلی اثناءِ راہ میں دیکھا کہ موٹے تازے چند مرغ دانہ کھا رہے ہیں اور ایک غلام زیرک نامی اُنکا محافظ ہی لومڑی کی خواہش مرغون کے گوشت کی طرف راغب ہوئی ناگہان ایک سیار کا سامنا ہو گیا اُس نے لومڑی سے کہا کہ برادر کس حال میں ہی لومڑی بولی کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ کو ایک چمڑے کا ٹکڑا اعنایت فرمایا ہو اب میری تمنا یہ ہو کہ کسی مرغ کو شکار کر دوں شغال بولا کہ میں بھی عرصہ سے اسی تاک میں ہوں لیکن وہ زیرک غلام ان کی ایسی حفاظت کرتا ہے کہ

کہ اب تک میرا مقصد حاصل نہیں ہوا تب کو مناسب ہی کہ جو چڑے کا لکڑا تو نے پایا ہو اسی پر قناعت کر اور غنیمت جان لو مری نے جواب دیا کہ میری غلو ہتی اسکی مقضی نہیں ہوتی کہ ایک پارہ پوسٹ کو غنیمت جانوں اور اُسی پر قانع ہو جاؤں اور تازہ و فربہ گوشت کی جانب کچھ التفات نہ کروں شغال نے کہا کہ تیرا قصہ دراز گوش کے افسانہ کے مشابہ ہو لو مری نے پوچھا کیونکر شغال نے بیان کیا۔

حکایت ایک دراز گوش بیدم تھا وہ بھتجئے دم ہر سمت دوا دوش کر رہا تھا یکا یک اُس کا گذر ایک کشت زار پر ہوا دھقان جو کھیت کا رکھوالا تھا اُسکی نظر شغال پر پڑ گئی پس اُس نے پکڑ کر دونوں کان شغال کے قطع کر ڈالے لو مری نے شغال کی نصیحت کا کچھ خیال نہ کیا اور پارہ پوسٹ کو دہن چھوڑ دیا اور آگے بڑھی اس درمیان میں ایک چیل آکر اُس چڑے کو اٹھالے گئی ہنوز لو مری مرغون کے پاس پہنچنے بھی نہ پائی تھی کہ غلام نے اس زور سے لکڑی ماری کہ لوٹری کا ایک پیر شکستہ ہو گیا اب یہ بالکل یوسی کی حالت میں پھر پوسٹ کی جانب لپکی وہ بھی نہ ملا آخر کار سر نیک پٹک کر دہن مر گئی۔ اس حکایت کے بیان کرنے کا ماحصل یہ تھا کہ بادشاہ جب کسی رکن سلطنت کو ہلاک کرے اور جو اشخاص باقی ہوں اُنکی بھی خبر نہ لے تو کیا عجب ہو کہ کل رکان دولت سر اسیمہ اور پراگندہ خاطر ہو جائیں اور شہزادہ چھ ہلاک ہو گیا وہ تو اب کسی طرح دستیاب نہیں ہو سکتا لیکن مبادا خد شگزارانِ مملکت ترک ملازمت کریں تو فی الجملہ مشکل ہی۔ شیر نے کہا کہ شہزادہ کے باب میں مجھ سے

بڑی غلطی ہوئی ہر وقت میرا خیال اُسکی تلافی کی جانب مائل رہتا ہی چیتے نے
 کہا اے شہر پارنا مدار اسکے مکافات کے لیے اسے صائب اور تدبیر مناسب کرنا
 چاہیے اگر شہزبہ کی جانب بے اصل اور بلا وجہ تہمت لگائی گئی ہی تو لازم ہی
 کہ سخن ساز کو سزا معقول دی جائے تہنہ کہتا کہ تو شیر کار و بار سلطنت ہی
 اس مقدمہ کی تحقیقات کما بینگی کرتا کہ مجھ کو اس گمراہ فکروں و تردد سے نجات
 ملے۔ غرض کہ چیتے نے اس کام کو اپنے ذمہ لے لیا اور بوقت شب جب صحبت شاہی
 برخواست ہوتی یہ بھی اپنی فرد گاہ پر جاتا تھا کہ درمیان مین و منہ کے مکان
 کی طرف سے اسکا گزر ہوا اسنے سنا کہ آپس مین بہ آواز بلند کچھ مباحثہ ہو رہا ہی
 چیتا پس دیوار کھڑا ہو رہا اور کل باتیں سننا کیا کلیلہ کہتا تھا کہ اے دمنہ تو نے
 آتش فتنہ و فساد کو مشتعل کیا مجھے ہر دم ہی خیال پیش نظر رہتا ہی کہ اسکے
 وبال مین تو گرہ قرار ہوگا اور کبھی نہ کبھی اسکا ضرر و تجکو ضرور پہونچے گا۔ اب اس
 حال کے سنگت ہو جانے کے بعد تیری ہم خانگی مجکو ضرور ترک کرنی پڑی
 اب کسی سے رسم اتحاد پیدا کر دے دمنہ بولا کہ ہر چند مین خیانت کی شامت اور
 حیلہ و فریب کی آفت سے خبر دار ہوں لیکن باغواے غلبہ صد مجھ سے یہ حرکت
 خلاف سرزد ہو گئی اب متحد ہوں کہ کیا تدبیر کر دوں خود کردہ راعلا جی نیست

| | |
|-----------------------|--------------------------|
| ہرگز از دست غیر ناکند | سعدی از دست خویش نغیراید |
|-----------------------|--------------------------|

تو ہرگز مجھ کو اپنی دوستی سے علیحدہ نہ کرے چیتا یہ کل باتیں سنکر سوچنے لگا کہ
 مین اس ماجرے کو شیر کے سامنے تنہا جا کر بیان کر دنگا تو ایسا نہ ہو کہ مجھ کو بھی
 غرض گو یوں مین شمار کرے اس سے مناسب حال یہ ہی کہ پہلے مادر شیر سے

جا کہ یہ کل کیفیت عرض کر دن وہ آکر ان باتوں کو اپنے کانوں سے سُنے اور بوقت ضرورت گواہی دے سکے پس یہ مادر شیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ غلام ایک راز مخفی عرض کرنا چاہتا ہی یہ کہ مکہ سرفروش کلیدہ اور اقرار دمنہ کا حال مفصل بیان کیا۔ پس مادر شیر تاسف و حیرت کے عالم میں بذات خاص تحقیقات کے لیے وہاں گئی اور کل باتیں جو آپس میں دونوں کے ہورہی تھیں انکو بخوبی اپنے کانوں سے سماعت کیا۔ صبح کو شیر کے پاس آئی اور بیٹے کو مخدوم پاکر سبب دریافت کیا شیر نے کہا کہ مجھ کو شہزبہ کے بیگناہ مارے جانے کا از صدر بخ و الم ہی مادر شیر نے کہا کہ شہزادہ کے فحوا سے کلام سے ایسا ظاہر ہوتا ہو کہ پادشاہ کا دل شہزبہ کے بے قصور ہونے پر خود گواہ ہی اگر قبل سے اس امر کی تحقیقات ہو جاتی تو یہ پشیمانی لاحق نہ ہوتی۔ شیر نے کہا ای مادر گرامی آپ کا فرمانا بجا و درست ہی پہلے اس کام کا انجام مطلق نہ سوچا گیا مگر اب میسری خواہش یہ ہو کہ اس مقدمہ کی تحقیقات بخوبی کر دن شاید سخن ساز مغتری سزا یاب ہو جائے اور میرا عذر ہر ایک پسند کرے کیونکہ اَلْعُدُوْا عِنْدَ کِتَامِ النَّاسِ مَغْضُوْبُوْنَ اگر آپ کو اس معاملے میں کچھ واقفیت ہو تو مطلع فرمائیے مادر شیر نے کہا کہ تیرے بعض مقربان درگاہ نے اس اندکے مخفی رکھنے میں مبالغہ کیا ہو اسوجہ سے میں بدون انکی اطلاع کے افشائے راز نہیں کر سکتی۔ شیر نے کہا کہ اکثر ایسے راز ہوتے ہیں جن کے ظاہر کرنے سے خلق کی بہبودی اور امور سلطنت کی صلاح متصور ہوتی ہو امید وار ہوں کہ مجھے اس راز مخفی سے باخبر فرمائیے۔ مادر شیر نے کہا کہ مجھ شخص کسی کے افشائے راز یا پردہ دری

ترکب ہوتا ہو تو پھر کوئی تنفس اُس کی بات کا اعتبار نہیں کرتا بلکہ خائن خیال کرتا ہی شاید تو نے اُس رکابدار کا قصہ نہیں سنا شیر نے کہا بیان فرمائیے مادر شیر نے کہا۔

حکایت زمانہ سابق میں ایک حاکم بڑا منصف مزاج تھا ایک دن شکار کے لیے گیا ایک رکابدار جو اُسکی ہمراہی میں تھا وہ بہت معتمد علیہ اور مقرب خاص تھا اُس سے حاکم نے کہا کہ میں تیرے ساتھ گھوڑا دوڑانا چاہتا ہوں رکابدار نے بموجب حکم شہریار گھوڑا دوڑایا حاکم نے بھی اپنے اسپ صبار فتار کو جولان کیا جبکہ دونوں شکار گاہ سے دور نکل گئے بادشاہ نے باگ روک لی اور فرمایا کہ امی رکابدار گھوڑا دوڑانے سے مقصد یہ تھا کہ میرے دل میں ایک بات آئی ہو اس بہانی سے تنہائی میں تجھ سے بیان کرنا چاہتا ہوں رکابدار نے عرض کیا کہ حضور کیا مجال غلام کی جو حضور کے راز کو کسی سے ظاہر کر دے اور بہت کچھ عہد و پیمان کیا تب حاکم نے کہا کہ مجھ کو اپنے بھائی سے بہت اندیشہ رہتا ہو کہ وہ میرے قتل کے درپے ہو اس واسطے میری خواہش یہ ہے کہ میرے گزند پہنچنے کے قبل اُس کا نخل وجود بیخ و بن سے نیست و نابود کر دیا جائے پس تجھے لازم ہو کہ ہمیشہ اُسکے حال کی خبر رکھے رکابدار نے عرض کیا کہ غلام اتنی بیباقت نہیں رکھتا کہ محرم راز بنایا جائے لیکن شہریار جب اپنی عنایت سے مجھ کو معتمد جانتے ہیں تو میں بھی اپنی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ کا رمفوضہ کی انجام دہی میں سر مو فرق نہ کروں گا اور بجان و دل بجالاؤں گا اور ہر گز افشا سے راد نہ کروں گا۔ رکابدار چونکہ بد سرت تھا موقع پا کر برا در حاکم سے جا ملا اور کل کیفیت بیان کی برا در شاہ نے

بہت مشکوری کے ساتھ رکا بدار کو خوش کر دیا اور خود اسی تاک میں رہا ایک روز
 موقع پا کر بڑے بھائی کو قتل کر ڈالا اور خود تخت سلطنت پر جلوہ گاہ ہوا پہلا حکم
 اس نے یہی صادر کیا کہ رکا بدار قتل کیا جائے جو افشاے راز کا مرتکب ہوا چنانچہ
 اس نے منت و زاری کی مگر بادشاہ نے فرمایا کہ جب تو نے میرے بھائی کا راز
 مخفی نہ رکھا تو مجھے تیری ذات پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے خلاصہ یہ کہ اُس بداصل
 و بی وفا کا سترن سے جدا کر کے راہی ملک عدم کر دیا۔ اس داستان کے بیان
 کرنے سے مطلب یہ تھا کہ کسی کا راز فاش کرنا اچھا نہیں ہوتا ہمیشہ اُس سے بدتر
 نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ شیر نے کہا کہ اسی مادر مہربان اگر وہ خود راز دار ہوتا تو کبھی
 آپ سے اس از کو نہ بیان کرتا بلکہ یہی اُسکا منشا تھا کہ یہ راز مخفی نہ رہے اور
 مجھ پر ظاہر ہو جائے کیونکہ اُسے علم تھا کہ ان اپنے بیٹے سے کوئی راز مخفی نہیں کرتی
 مگر صد ہوں کہ جو حق ہو وہ بیان فرمائیے مادر شیر نے کہا بیان کرنے میں یہ
 شرط ہو کہ وہ مفتری مفسدہ پرداز معقول سزا پائے پوست کندہ حال یہ ہے کہ
 دمنہ فتنہ پرداز اس مرتد قبیح کا مرتکب ہوا ہے اور بادشاہ پر اُسکا فریب کا لال شر
 کہ گیا ہے شیر نے کہا میں بھی یہی تصور کرتا ہوں لیکن فی الحال ایک نفس
 بے تصور سزا پاب ہو گیا ہے اس لیے میرا منشا یہ ہے کہ اس مقدمہ کی قرارداد فی تفتیش
 کروں پس حکم دیا کہ دمنہ کو بارگاہ شاہی میں حاضر کریں چنانچہ حسب حکم شہر پار
 دمنہ دغا شعار حاضر ہوا بادشاہ کو دیکھا کہ نہایت مغموم و متفکر ہے۔ اور
 ارکان سلطنت بھی رنجیدہ خاطر ہو رہے ہیں اُسے ایک مقربان خاص میں سے
 جو اسکا بڑا دوست تھا دریافت کیا کہ بادشاہ کیونکہ کبیدہ خاطر ہو رہا ہے

اور اس اجتماع کثیر کو کیا سبب ہی مادر شیر نے دمنہ کا کلام سنکر باواز بلند کہا کہ تیری بد اعمالی نے بادشاہ کے مزاج کو منفض کر دیا ہے اور وزیر خیر اندیش کے باب میں جو تو نے دروغ و فتنہ انگیز باتیں بیان کی ہیں ان کی اصلیت ظاہر ہو گئی ہے اب ممکن نہیں ہے کہ تو زندہ رہ سکے دمنہ نے کہا کہ جو شخص بادشاہ کی خدمت میں یکدل و یک زبان ہو کر سوئے پاتا ہے وہ جلد تر مقربان بارگاہ میں سے ہو جاتا ہے لیکن دوست و دشمن بادشاہ کے اپنے حصول مطلب کی غرض سے خواہ اس میں اٹکا ضرر ہی کیوں نہ ہو چاہتے ہیں کہ بادشاہ کے مزاج کو خراب کر دیں اسوجہ سے اسکے حق میں افترا پردازیاں کرتے ہیں اور یہ قول صادق ہے کہ جو کوئی مخلوق کی خدمت کو خالق کی اطاعت پر ترجیح دیتا ہے اس کا حال بالفرد و وہی ہوتا ہے جو زاہد گوشہ نشین کا ہوا مادر شیر نے پوچھا کیونکر دمنہ نے بیان کیا۔

حکایت ایک بادشاہ ایک عابد کی خدمت میں آمد و رفت رکھتا تھا اور اسکے پند و نصائح کو بگوش دل سماعت کرتا تھا چنانچہ ایک روز بادشاہ حسب معمول زاہد کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ناگاہ داد خواہوں کے ایک ہم غمخیز نے حاضر ہو کر فریاد کیا کہ شروع کی حسب لایا دشمن شاہ زاہد نے انکو بلا کر استفسار حال کیا اور جو سزا انکے لائق تھی بادشاہ سے کہہ کے دلدادہی بادشاہ زاہد کے فیصلہ کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوا اور کہا کہ کبھی کبھی داد خواہوں کی داد دینی آپ کی رائے صواب اندیش کے مطابق ہو کرے تو بہت مناسب ہے زاہد نے بحیال خیر اندیشی بادشاہ کا فرمانا قبول کیا اور داد دینی مطلوبان میں مشغول رہا نوبت بایں جا رسید کہ بادشاہ نے

عثمان اور سلطنت زادہ کے ہاتھ میں دیدی۔ جب زادہ نے بجائے آب شور ریاضت کے لذتِ غذا سے راحت کی پائی کیونکہ پہلے فکرِ ایک نان کی تھی اب غمِ ایک جہان کا پیدا ہوا اور پیشتر گلیم کا خیال تھا اب اقلیم کی فکر دانگیہ ہوئی ایک روز ایک درویش جو زادہ کا ہمراز تھا بھر ملاقات آیا اور یہ کیفیت دیکھ کر مستفسر ہوا کہ تو نے یہ کیا حال اختیار کیا ہے ہر چند زادہ نے بہت حیلہ حوالہ کیا لیکن محکِ امتحان پر کامل العیار نہ اُترا۔ درویش نے کہا کہ تیرا حال اُس نابینا کی طرح ہے جس نے تازیانہ اور سانپ میں کچھ تمیز نہ کی اور کہنا نہ مانا انجام کار ہلاک ہو گیا۔ زادہ نے پوچھا کس طرح درویش مسافر نے جواب دیا۔

حکایت دو شخص ایک بنا اور ایک نابینا سفر کو مکھلے بوقتِ شب ایک صحرا میں اقامت پذیر ہوئے اور صبح دم چلنے کی تیاری کی نابینا کی لافٹی گم ہو گئی تھی وہ اُسکو تلاش کرنے لگا قصاے کار ایک سانپ پر اسکا ہاتھ پڑ گیا جو شدتِ سردی سے بالکل بنجمہ ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی چھڑی سے اسکو عمدہ و نرم محسوس کر کے اٹھالیا اور بہت خوش ہوا بینا نے دیکھا کہ نابینا کے ہاتھ میں سانپ ہی پکارا کہ ای عزیز لکڑی کے دھوکے تو نے سانپ اٹھالیا جلدی پھینک دے اندھے نے خیال کیا کہ شاید اس حیلہ سے یہ اس خوبصورت لکڑی کو بیا چاہتا ہے جواب دیا کہ ای دوست میں کچھ ایسا بے وقوف نہیں ہوں کہ تیرے بھگانے سے ایسی خوشنما چھڑی کو پھینک دوں اور تو اٹھائے مرد بینا نے ہنس کر کہا کہ میں نے تو دوستی کی نظر سے تجھکو منع کیا کہ تو سانپ کو

ورنہ میرا کوئی نفع نہیں ہی تجھے اختیار ہی ہر چند شخص بننا اُسکو سمجھاتا رہا
 مگر اندھے نے کسی طرح نہ مانا آخر کار جب تازت آفتاب سے ہوا گرم ہوئی تو
 سانپ کے جسم سے افسردگی جاتی رہی فوراً لپٹ گیا اور نابینا کے ہاتھ میں
 کاٹ کھایا جسکے صدمے سے وہ فوراً ہلاک ہو گیا۔ اس نقل کے بیان کرنے سے
 مقصد یہ ہے تاکہ تو اس دنیا سے دون پر اعتماد نہ کرے اور فریفتہ نہ ہو الغرض زاہد کا انجام
 یہاں تک تھی ہوا کہ وہ دنیا پرستی میں مگن ہو گیا اور ایک بے گناہ کو قتل
 کرنے کا حکم دید یا شخص مقتول کے خویش و اقارب بادشاہ کے حضور میں مستغیث
 ہو کر وادری کے خواستگار ہوئے بادشاہ نے مقدمہ کی کامل تحقیقات فرما کر زاہد
 کو بھی قتل کرنے کا حکم صادر کیا دمنہ نے کہا کہ یہ نیشنل اس واسطے بیان کی ہے کہ میں نے
 قصداً اپنا سر پر درگاہ عالم کے خط منشور سے پیچیدہ کر کے شہر یار کے آستانہ عالی
 پر رکھا اسکے پاداش میں جو سزا میرے حق میں تجویز کی جائے اُسکا میں مستحق ہوں
 جب کہ دمنہ نے اس قسم کی باتیں سنائیں تو کل حضار مجلس دارالکین مملکت کو تعجب
 ہوا اور شیر بھی دریائے تفکر میں غوطہ زن ہوا کہ کیا جواب دیا جائے تھوڑے عرصہ
 میں شیر نے سر جیب تر دوسے باہر نکال کر کہا کہ کوئی شخص دمنہ کو جواب دے سکتا
 ہی ایک سیاہ گوش جو ندیمان شاہی میں سے تھا دمنہ کی جانب مخاطب
 ہو کر گویا ہوا کہ تو نے لازمیت شاہی کی توہین بیان کی کیا تو واقعہ نہیں ہی
 کہ بادشاہ عادل کے عمر کی ایک ساعت عوام الناس کے سال بھر کی عمر
 کے برابر ہی جو عبادت الہی میں مشغول رہتے ہیں اور خلق کی داد گسٹری ملتے
 ہیں، یہ خاں سے خاصان خدا نے سلاطین کی خدمتگزاری کو اپنے حق میں

سرایہ فخر و سعادت سمجھا ہی چنانچہ حکایت پیر و شنفصیر کی اس قول کی مصداق ہو دمنہ نے پوچھا کیونکر سیاہ گوش نے بیان کرنا شروع کیا۔

حکایت شہر فارس میں ایک درویش صاحب کشف و کرامات تھا۔ اور

پیر و شنفصیر کے لقب سے مشہور تھا ایک درویش طریقت کیش زاہد سے ملنے

کے لیے دور و دراز مسافت طے کر کے آیا اور خانقاہ میں آکر ملازم سے اطلاع

کی خادم نے کہا کہ شاہ صاحب اس وقت شہر یار کی خدمت میں تشریف لے گئے

ہیں تھوڑی دیر میں آجائیں گے۔ درویش نے جب کہ بادشاہ کی حضوری کا

حال سنا تو خیال کیا کہ میں نے مفت اپنی اوقات صنایع کی جو شخص درویش صفت

ہو کر آستانہ شاہی پر جہہ سانی کرے اسکی ملاقات سے کیا نتیجہ ظاہر ہو گا

الحاصل اپنی محنت بیکار پر افسوس کنان واپس ہوا اتفاقاً اسی رات کو

درویش کی صورت و شکل کے مشابہ ایک قیدی زندان خانہ سے بھاگ گیا تھا

بادشاہ نے کو تو ال شہر پر سخت عتاب کر کے حکم دیا تھا کہ جس طرح ممکن ہو مفروضہ

کو گرفتار کر کے دار پر چڑھا دے۔ کو تو ال نے درویش کو گرفتار کر کے درویشیت

میں بھیج دیا ہر چند درویش نے اپنا حال راست براست بیان کیا مگر کچھ اسکا اثر

مترتب نہوا اور ہاتھ کاٹا قرار پایا۔ جلاوٹے ارادہ کیا کہ درویش کا ہاتھ قطع

کرے کہ اتنے میں پیر و شنفصیر مریدوں کے حلقہ میں دہان داخل ہوے اور

کل حال دریافت کر کے کو تو ال سے کہا کہ یہ درویش خدا پرست ہماری

خانقاہ کا ہی اسکو ہرگز سزا نہ دو کو تو ال نے معذرت کر کے درویش کو بری

کر دیا۔ درویش نے جب کو تو ال کی سیاست سے نجات پائی تو شیخ کے ہمراہ کاٹ چلا

شیخ نے راستے میں درویش سے کہا کہ برادر درویشوں پر اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے معلوم نہیں اس میں کیا مصلحت ہے جو میں نے پسند کی ہے دیکھو اگر میں بادشاہ کی خدمت میں شرفِ حضور ہی حاصل نہ کرتا تو تجھ ایسے مظلوم کو ظالم کے ہاتھ سے کس طرح چھڑاتا اس داستان کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ بزرگانِ دین نے بھی بادشاہوں کی خدمت اختیار کی ہے دمنہ نے کہا یہ قول درست ہے لیکن جو کوئی اس صفت سے موصوف ہو وہ جو کچھ کرے سزاوار ہے دوسرے کی مجال نہیں جو اسپر معترض ہو سکے اور ہم ایسے اشتخاص کو یہ مرتبہ کہاں نصیب ہو سکتا ہے البتہ بادشاہوں کے اخلاق پسندیدہ کے شایان یہ امر ہے کہ ملازمانِ حمیدہ خصال کی ازراہ قدر شناسی عزت فرمائیں اور فتنہ پرداز و بیوفا کو ذلیل و خوار کریں۔ مادر شیر نے کہا کہ اسی دمنہ نے بات اسپر دلیل کافی ہے کہ تجھے سزا دی جائے کیونکہ تیری ذات سے بادشاہ کی بناء و فاداری میں رخنہ پڑ گیا اور اسکی بات کا اعتماد بالکل جاتا رہا۔ دمنہ نے کہا جو کچھ میں نے عرض کیا تھا بادشاہ نے بنفس نفیس اسپر کامل غور فرما کر باقتضائے عقل صوابِ اندیش عمل کیا مگر اب میں خوب سمجھ چکا ہوں کہ اہل نفاق میرے قتل کے درپہن اگر پہلے سے یہ جانتا کہ خیر خواہی کا معاوضہ یہ ہو گا تو یہ دزد نہ دیکھتا جب کہ دمنہ نے اپنی تقریر کو یہاں تک طول دیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو عدالت میں سپرد کیا جائے تاکہ تفتیش کامل ہو جائے اسلئے کہ داب سیاست اور شرط الطعدالت میں بے شاہد و قطعی دلائل کے حکم ناطق صادر کرنا جائز نہیں ہے دمنہ نے عرض کیا کہ میرے بدخواہ بکثرت ہیں اسوجہ سے مترصد ہوں کہ میرے مقدمہ کو

ایسے حاکم عادل کے سپرد کیا جائے جو غرض آمیز نہ ہو اور خدا ترسی کا خیال رکھے
شیر نے ارشاد فرمایا کہ شتر بہ کے واقعہ کے بعد میں نے خالق برحق کی جناب میں
قسم کھالی، ہی کہ آئندہ سے میں کسی حکم کے نفاذ میں جاؤ عدالت سے انحراف
نہ کروں گا تو اگر پاکدامن ہی اور تجھے کوئی خیانت سرزد نہیں ہوئی ہو تو بری
ہو جائے گا اور اگر اسکے خلاف ہی تو ضرور اپنے افعال قبیحہ کے پاداش میں سزا یاب
ہو کا بموجب مصرع ۷

درمزرع دہراں خچہ کار سے دروی

دمنہ نے کہا کہ مجھ کو شہر یار والا تبار کا عدل و انصاف بخوبی معلوم ہو میں اسی
عدل عالم آرا کے جھوسے پر یقین کامل سے عرض کرتا ہوں کہ کبھی محروم نہ ہوں گا
دمنہ نے جو یہ دلیرانہ کلام کیے تو شیر نے قیاساً خیال کیا کہ شاید اس پر تہمت
لگائی گئی ہو۔ مگر شیر نے کہا کہ اے دمنہ تو ابھی تک اپنی فتنہ انگیزی سے باز نہیں
آتا اور یہ امید کرتا ہی کہ اپنے مکرو فریب کے شعبدہ بازی سے مخلصی پا جائے۔ دمنہ نے کہا
کہ میں اپنا حق خدمت بجالایا جس سے جہان پناہ بھی خوب واقف ہیں اور بالعموم
یہ بات سب پر ظاہر ہو کہ جھوٹے سے جھوٹا مجرم بھی دلیرانہ کلام کرنے میں مبادرت
نکرتے گا اور اگر میرے باب میں ستم کی تجویز ہو تو اسکا ثمرہ بھی ضرور اُسکو ملے گا اور
جو کوئی کسی کام میں تعجیل کرتا ہو تو اُسکو وہی درپیش ہوتا ہو جو اُس کی تباہی کا
کو پیش آیا مگر شیر نے پوچھا کہ طرح دمنہ نے بیان کیا۔

حکایت ایک تاجر صاحب مال و متاع تھا اور اُسکی بیوی نہایت حسین و جمیل

تھی اسکے ہمسایہ میں ایک نقاش کا مکان تھا جس پر عورت دلدادہ تھی۔ اور

آمد و شد کا راستہ غبارِ اغیار سے پاک و صاف تھا ایک روز عورت نے نقاش سے کہا کہ تم جس وقت آتے ہو تو مجھے اطلاع ہونے میں بہت دیر لگ جاتی ہے اس لیے کوئی ایسی علامت بنا دو جس سے میں جلد آگاہ ہو جا یا کہ دن نوجوان نقاش نے کہا اچھا میں ایک چادر درونگ طیار کرتا ہوں جب تم اس نشانی کو دیکھنا مطلع ہو کہ جلد باہر آ جانا جس وقت یہ دونوں عاشق و معشوق باہم باتیں کرتے تھے نقاش کا ایک غلام ہیں دیوار کھڑا ہوا سب سن رہا تھا الغرض جب چادر تیار ہوئی اور چند روز گزر گئے ایک دن نقاش کہیں باہر گیا ہوا تھا غلام نے اُس چادر کو دُزیر سے لٹک لیا اور عورت کے گھر آیا عورت نقاش سے بہت مانوس تھی اس لیے نہایت ذوق شوق کی حالت میں بیگانہ و آشنا میں تمیز نہ کر سکی غلام نے اس لباس سے اپنا مطلب لی حاصل کیا اور بعد فراغت چادر واپس دیدی۔ صوب اتفاق نقاش اُسی وقت آیا اور چادر کو دُش پر لیے ہوئے سوداگر کی طرف روانہ ہوا وہ عورت آگے دوڑتی ہوئی آئی اور کہنے لگی اے دوست خیریت تو ہو ابھی تو گیا تھا اور استفدِ جلد پھر واپس آیا جو ان سمجھا کہ اس کا یہ کلام بے وجہ نہیں ہو فوراً کسی بہانے سے وہاں سے پلٹا اور اپنی دختر سے کل کیفیت دریافت کر کے اُس کو خوب مارا اور چادر کو جلا کر محبو بہ کی صحبت سے متنفر ہوا اگر عورت اپنے کام میں جلدی نہ کرتی تو غلام سے ملوث نہ ہوتی اور اپنے آشنا سے بھی محروم نہ ہتی یہ حکایت اس غرض سے بیان کی تاکہ جہاں پناہ میرے کام میں عجلت نہ فرمائیں اور خادمان کا رپر داز بھی انداکے مکر و فریب سے میرے قتل کے درپُر نہ ہوں و منہ کی فریب آمیز باتیں شیر کے ذہن نشین ہو گئیں اور سکوت

کے عالم میں سر جھکا لیا مادر شیر نے یہ کیفیت دیکھ کر شیر سے کہا کہ تمہاری خاموشی سے ظاہر ہوتا ہو کہ دمنہ غدار کا قول راست ہو اور دوسروں کا دروغ بس یہ کہہ کر غصہ میں بھری ہوئی اپنی قیام گاہ کی جانب روانہ ہوئی شیر نے مان کو بلا کر اس کی تسکین خاطر کے لیے کہا کہ دمنہ کو پانچ بجیر کر کے زندان خانہ میں بھیج دین مادر شیر اس حکم سے خوش ہو گئی اور کہا کہ اے فرزند میں اکثر دمنہ کی شجہہ بازیان اور مفید پڑا زبان سنا کرتی تھی لیکن بخیر ثابت ہو گیا کہ اگر تم اس مفتری کو کلام کر نیکی جرات دو گے تو یقین ہو کہ وہ اپنی تقریر فریب آمیز سے اپنے کو بے قصور ثابت کر دے گا شیر نے کہا کہ مقرران درگاہ کا کام بغض و حسد سے خالی نہیں ہو اور دن رات ایک دوسرے کے درپے آزار رہا کرتے ہیں علی الخصوص جو شخص ہنرمند ہوتا ہو اسکے زیادہ تر دشمن ہو جاتے ہیں اور بے ہنر سے کوئی عداوت نہیں کرتا شاید یہ حاسد ملکہ اسکے ہلاک کرانے کی کوشش کرتے ہوں تو کیا عجب ہو حسد وہ آتش سوزان ہو کہ جس وقت شعلہ زن ہوتی ہو تو گیلی سوکھی سب جگہ خاک سیاہ ہو جاتی ہو جس طرح کہ ان تینوں حاسدوں کا واقعہ ہوا مادر شیر نے کہا کہ سطر شیر نے جو ابدیا۔

حکایت تین شخص باہم متفق ہو کر آمادہ سفر ہوئے ان میں جو بڑا تھا اس نے اپنے دونوں ہمراہیوں سے کہا کہ تم اپنا شہر دیا رہو کہ کیوں نکلے ہو ایک نے جواب دیا کہ جس شہر میں میری سکونت تھی وہاں میرے اجاب عزیز واقارب روز بروز ترقی حاصل کرتے تھے میں اذروے حسد انکی خوش حالی دیکھ نہ سکا لہذا میرا قصد چند روز سفر کرنے کا ہوا تاکہ میں انکی فارغ البالی نہ دیکھوں دوسرا بولا کہ اسی رنج نے مجھ کو بھی آوارہ وطن کیا تیرا جو سب سے کلان تھا بول اٹھا کہ تم

تم دونوں میرے ہمدرد ہو اسی غصہ نے مجھ کو بھی جلا وطن کیا ہو غرض کہ بد نہادی باعث ہم بہتتی ہوئی اور دنیا کی سیر کے لیے نکلے۔ اتفاقاً ایک روز اثنار راہ میں ایک تھیلی پر زراٹکو پڑی ہوئی ملی اسکو سب نے دیکھ کر اٹھایا اور متفقہ الہام ہو کر یہ تجویز قرار دی کہ اس کل زر کو آپس میں بطور مساوی تقسیم کر لیں اور یہیں سے اپنے اپنے وطن کو واپس چلین تاکہ چند روز زندگی کے عیش و آرام سے بسر کریں مگر ہر ایک کی آتش حسد شعل ہوئی اسوجہ سے کوئی اس راہ پر رضا مند نہ ہوا کہ اُس روپیہ کو باہم حصہ بانٹ کر لیں اور ایسے عالی ہمت بھی نہ تھے کہ روپیہ کو دھینچ بٹھاتے اور چل کھڑے ہوتے چنانچہ ایک شبانہ روز صحرا میں اُس بدرہ زر کے قریب بیٹھے رہے یہاں تک کہ خواب وغور بھی ترک کر دیا۔ دوسرے روز حسب اتفاق اُس ملک کا بادشاہ شکار کھیلتا ہوا اُس مقام پر گذر اہم ان یہ سب تھیلی لیے بیٹھے تھے بادشاہ نے کیفیت دریافت کی تینوں شخصوں نے جو حال تھا بے کم و کاست صحیح صحیح بیان کر دیا بادشاہ نے فرمایا تم تینوں آدمی اپنے اپنے حصہ کا اندازہ بیان کرو تاکہ اُسکے بموجب تمکو روپیہ تقسیم کر دیا جائے ایک نے کہا کہ میرے حصہ کی انتہا یہ ہو کہ میں کسی حالت میں پسند نہیں کرتا کہ کسی پر احسان کروں۔ دوسرے نے پہلے سے کہا کہ تو بہت نیک نہاد آدمی ہو میرا حصہ تجھ سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے میں ہرگز نہ بھی نہیں دیکھ سکتا کہ کوئی شخص کسی پر احسان کرے میں نے کہا کہ تم دونوں بالکل بد بخت ہو میرے حصہ کے مقابل میں تمہارے حصہ کی کوئی حقیقت نہیں میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ مجھ پر کوئی احسان کرے بادشاہ نے یہ کل حالات سن کے نہایت تعجب کیا اور فرمایا کہ تمہارے بیانات سننے کے بعد انصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ میرا زر کسی کو

نہایا جائے بلکہ خود ضبط کر لیا جائے اس نقل کے بیان کرنے سے یہ فائدہ ہی تاکہ معلوم ہو جائے کہ حسد کا انجام بد ہوتا ہے جو کوئی اپنی بھلائی نہیں چاہتا وہ دوسروں کی ہمتی کا کب خواہاں ہو گا دمنہ کے بارے میں جو اور لوگوں مجھے بیان کیا ہو ممکن ہے کہ اسکی بنا حسد پر مبنی ہو ماد شیر نے کہا کہ جو امر راست ہو اسکی پیروی کرنا قباحت میں داخل نہیں ہے، چونکہ وقت بہت گزر گیا تھا ماد شیر رخصت ہو کر اپنے فرد گاہ پر چلی آئی اور دمنہ پانچ بجے عیس میں جمید یا گیا۔ کلیا کو دمنہ کے ساتھ کمال محبت تھی لہذا وہ اسکے دیکھنے کے لیے زندان خانہ میں آیا اور آبدیدہ ہو کر بولا کہ اے عزیز میں تمکو اس حال بد میں آنکھوں سے دیکھ سکتا ہوں۔ دمنہ کا دل بھی کلیا کی اس ہمدردی پر بھڑایا اور بے اختیار رونے لگا اور کہا کہ برادر مجکو یہ قید سخت چند ان ناگوار نہیں ہے البتہ رنج اس بات کا ہے کہ تجھ سے جدا ہو کر زندگی کے دن کیونکر بسر کروں گا کلیا نے جواب دیا کہ اے دمنہ تجھے اب تو اہی میں سب کیفیت معلوم تھی اور اسی باعث سے اکثر اوقات تجکو پسند و نفاق کرتا رہا مگر تو نے مطلق توجہ نہ کی آخر وہی بات درپیش ہوئی جس کا تجھے خیال تھا اب بتا کہ اپنی بریت کے لیے کیا تدبیر سوچی ہے دمنہ نے جواب دیا کہ بوادید حالات سے ایسا معام ہوتا ہے کہ میرا سفینہ حیات در طہمات میں پڑ کر ضرور عرق بحر فنا ہو جائے گا لیکن جہاں تک بن پڑے گا کوئی بات اٹھانے کو نہ لگا اور اپنی گلو خلاسی کی فکر میں درینے نہ کروں گا لیکن مجھے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کین میری دوستی کی شہرت میں کم گرفتار بلانہ ہو جاؤ۔ اگر احیاناً تمکو مجبور کریں تو تم میرا راز جو تمکو معلوم ہے صاف صاف کھدینا اور ہرگز اپنے تئیں بتلا سے بلا فکر نہ کیاؤ کہ ظاہر میری خلصی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی یہی حقیقت ہے

میری وجہ سے تم پر بھی یہ بلا نازل ہو کسی طرح طبیعت اسکو قبول نہیں کرتی تمھاری
 راستبازی ہر ایک پر ظاہر ہو کلیلہ نے کہا ای دوست تم بخوبی میری راسخوئی
 سے واقفیت رکھتے ہو جو کچھ مجھکو معلوم ہو اسکو ہرگز مخفی نہ کرونگا لیکن تیرے حق
 میں مصلحت وقت یہ ہو کہ تو اپنی خطا پر مقرر ہو جا دمنہ نے کہا کہ تو نے جو اس بارہ
 میں کہا بجا و درست ہو میں حسب صواب دیر اپنی رائے کے جو مناسب وقت دیکھوں گا
 اس طرح بیان کر دن کا کلیسلہ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے رنجیدگی کی حالت
 میں اپنے مقام پر واپس گیا لیکن کلیلہ اور دمنہ میں جو باتیں ہوئی تھیں ان کو
 ایک قیدی نے سنکر خوب ذہن نشین کر لیں تھیں دوسرے دن اجلاس خاص میں
 جب ہنگامہ تحقیق و تنقیح گرم ہوا اور مادر شیر نے دمنہ بد انجام کا حال تازہ کرنا شروع
 کیا منصف حاضران عدالت کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ شہریار معدلت پناہ کو
 دمنہ کے حالات کی تفتیش منظور ہو اور کمان تحس سے تحقیقات کرنا مد نظر ہو اسلئے
 حاضران مجلس میں سے جسکو دمنہ کے حالات سے پوری واقفیت ہو وہ بیان کرے
 چونکہ حضار مجلس میں سے کسی شخص کو کامل طور پر ان حالات سے آگاہی نہ تھی
 اس لئے مصلحتاً سب نے تامل کیا یہ سمجھ کے کہ اگر ہم کچھ بیان کریں اور وہ ثابت نہ ہو تو
 مفت میں خون ناحق کا الزام ہم پر عائد ہو۔ دمنہ یہ کیفیت دیکھ کر خوش ہوا لیکن
 غزوہ دن کی صورت بنا کر کہا کہ ای بزرگان پایہ تخت آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ اگر
 میں خطا دار ہوتا تو اس وقت اس جم غفیر اور جماعت کثیر کے سامنے کلام کرنے کی
 جرأت نہ کرتا سکوت اختیار کرتا چونکہ میرا دامن پاک ہو اسوجہ سے بیباکانہ گفتگو
 کرتا ہوں اور آپ سب جوں کو قسم دیتا ہوں کہ جو کوئی میرے حال سے کسی قدر

واقف ہو وہ بلائے رعایت راست راست بیان کرنے میں دریغ نہ کرے اور جو کوئی
حسد کی نظر سے مجھے بلا میں پھنسائے گا اُسے بھی وہی پیش آئے گا جو طبیب
نادان کو پیش آیا مجلس نشینوں میں سے ایک شخص نے پوچھا کس طرح دمنہ
نے بیان کیا۔

حکایت ایک نادان شخص طبابت کا دعویٰ کرتا تھا اور ایک اور طبیب جو
زیور علم و ہنر سے آراستہ و پیراستہ تھا اتفاقات زمانہ سے اُسکی بھارت چشم
زائل ہو گئی تھی اس لیے اپنے مکان میں گوشہ نشین رہتا تھا دوسرا نادان طبیب
جو اپنی بساط سے بڑھکر لاف صداقت مارتا تھا وہ چند ہی عرصہ میں مشہور خاص و
عام ہو گیا اور مریضوں کی رجوعات بکثرت اُسکے مطب میں ہونے لگی اُس شہر
کے بادشاہ کی دختر حاملہ تھی ہنگام وضع حمل ایک مرض مہلک اُسکو لاحق ہوا
طبیب و انانے کہا کہ اس مرض کا علاج سوا سے دمنہ ردی کے اور کسی دوا سے
نہیں اور اسکو مہران بھی کہتے ہیں اُس دوا کو ایک مقدار معین کے موافق
لے کر قدرے شکر کے ساتھ شربت بنا کر مریض کو پلا دیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ
بہت جلد صحت کلی حاصل ہوگی بادشاہ نے حکیم داناسے دریافت کیا کہ وہ دوا
کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہے جواب دیا کہ میں نے دوا خانہ شاہی میں اُسکو
ایک ڈبے میں رکھے ہوئے دیکھا تھا لیکن اب نابینائی کے باعث میں اُس کے
شناخت کرنے میں معذور ہوں طبیب نادان بھی وہاں حاضر تھا ان باتوں کو
سن کے بول اٹھا کہ میں اُسکو پہچان سکتا ہوں اور اُسکے بنانے کی ترکیب سے
بھی بخوبی واقف ہوں بادشاہ نے اُسے حکم دیا کہ اچھا جلد طیار کر و چو نکہ

دودا خانہ میں صدمہ ڈبے اس قسم کے موجود تھے یہ ایک ڈبہ اٹھالا یا حالانکہ اس میں
 زہر قاتل تھا مگر احمق طبیب نے بے تاثر شاہزادی کو دوا پلا دی وہ حلق سے
 اترتے ہی جان بحق تسلیم ہو گئی بادشاہ یہ حال دیکھ کر بہت غضبناک ہوا اور
 حکم دیا کہ یہ شربت اس طبیب کو بھی پلا یا جائے چنانچہ وہ بھی پیتے ہی مر گیا
 یہ ضرب المثل اس لیے بیان کی تاکہ معلوم ہو کہ جو کام جہالت سے کیا جاتا ہو وہ
 ضرور ناپسندیدہ ہوتا ہو جب کہ دمنہ نے اس طرح کا جواب دیا سب حضرات مجلس
 ساکت ہو گئے اور صورت حال بادشاہ سے عرض کی اور دمنہ پھر حوالات میں بھیج دیا
 گیا۔ دوسرے روز پھر مجمع خاص و عام میں دمنہ طلب کیا گیا حاضرین میں سے
 ایک شخص نے کہا کہ اگرچہ مجھ کا ہر اہل مجلس خاموش رہے تھے مگر بحسب معنی
 ہر ایک کا دل تیری خیانت پر گواہی دیتا ہے پس موجودہ حالت میں تیری
 زندگانی سے کیا لطف حاصل ہو سکتا ہو۔ مناسب یہ ہو کہ تو اپنے قصور کا معترف
 ہو اور جان بخشی کی درخواست کر۔ دمنہ نے کہا کہ جو کوئی ایسے مقدمہ میں شہادت
 دیتا ہو جس سے خود واقف نہ ہو تو اس کا وہی حال ہوتا ہے جو اس بازدار کا ہوا
 اُسے پوچھا کہ کس طرح دمنہ نے کہا۔

حکایت ایک تاجر کی زوجہ نہایت حسین و جمیل صاحب عصمت و عفت تھی
 اور ایک غلام بلخی بھی تھا جسکو باز شکاری کی خدمت سپرد تھی ایک دن نظر
 اس کو رنگ کی زوجہ تاجر پر پڑی اور خیال بد دل میں پیدا ہوا ہر چند وصل
 کی بہت سی تدبیریں کیں مگر نصیب نہ ہوا آخر کار جب مایوس ہوا تو یہ تدبیر
 سوچی کہ دو طوطیاں خریدیں ایک کو بلخی زبان میں سکھایا کہ میں نے کدبانو کو

در بان کے ساتھ سوتے دیکھا اور دوسری کو سکھایا کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتی لہذا
 اُن دونوں طوطیوں کو بطریق ہدیہ اپنے آقا کے پیشکش کیا طوطیاں شیوا زبان
 انھیں دونوں جملوں کو بار بار کہتی تھیں ایک روز چند تاجر جو زبان بلنجی سے
 واقف تھے اُس سوداگر کے یہاں مہمان ہوئے سوداگر نے ان مہانوں کے خاطر و
 تواضع میں ایک مجلس منعقد کی اور دستگی کے لیے ان طوطیوں کے بجز خون کو بھی
 لگا دیا انھوں نے وہی کلمات مکرر کہہ کر راعادہ کرنا شروع کیے اور خوش اکانی سے
 وہی دو کلمے رننا شروع کر دیے تاجر اُن الفاظ کو سنکر بہت تعجب ہوئے سوداگر نے
 افسردگی کا سبب دریافت کیا ہر چند انھوں نے عذر و حیلہ کیا لیکن تاجر نیز بان
 نے نہ مانا اور اصرار کیا انہیں سے ایک نے جو زیادہ دلیر تھا کہا کہ اگر سوداگر طوطی
 جو کہہ رہی ہیں تو نہیں سمجھتا ہی تاجر نے کہا میں اس زبان سے بالکل ناواقف
 ہوں تم مجھے آگاہ کر و انھوں نے طوطی کے کلام سے آگاہ کیا یہ سنتے ہی تاجر کو اضطراب
 پیدا ہوا اور اسی حالت میں اٹھکر کہا کہ میں آج تک اس حال سے بالکل بے خبر تھا
 اتنے میں غلام بول اٹھا کہ میں نے بار بار دیکھا ہی اور میں شہادت دیتا ہوں کہ
 طوطیاں سچ کہتی ہیں تاجر نے عورت کے قتل کرنے کا حکم دیا عورت نے یہ بات سن کر
 کہلا بھیجا کہ اس کام میں شتاب کاری اچھی نہیں خوب سوچ سمجھ کر یہ کام کر تاجر نے
 عورت کو مجلس کے قریب پس پردہ کھڑا کیا اور کل کیفیت بیان کرنے لگا کہ طوطیاں
 جنس بشر سے نہیں ہیں کہ اُن کے کلام کو کسی غرض پر محمول کیا جائے جو بات انھوں
 نے دیکھی وہی وہ کہتی ہیں اور غلام خیر خواہ بھی شہادت دیتا ہی عورت نے کہا
 کہ ان بلنجی مہانوں سے پوچھا جائے کہ طوطیاں اسے ان دو کلموں کے کچھ اور بھی کہتی ہیں

یا نہیں اگر اور کچھ نہ بولتی ہوں تو سمجھ لو کہ اس غلام نمک حرام نے اپنا مطلب ہی نہ حاصل ہونے کی وجہ سے یہ دو باتیں سکھا دی ہیں اور اگر طوطیاں اور الفانط بھی بولتی ہوں تو میرا خون تجھ پر حلال ہے۔ غرض کہ تاجر عرصہ تک اس جستجو میں رہا لیکن طوطیوں کی زبان سے سوائے ان دو کلموں کے اور کچھ نہ سنا۔ جب یقین کامل ہو گیا کہ عورت بے قصور ہے تاجر نے پشیمان ہو کر غلام باز کو بلوایا غلام شوخ دیدہ ایک ہاتھ پر باز کو لیے نہایت چالاکی سے خوشی خوشی سامنے آیا کہ شاید کچھ انعام ملے گا عورت نے کہا کہ اے مکار تو نے دیکھا تھا کہ میں کارنا ناشائستہ کی مرکب تھی غلام نے کہا ہاں یہ کلمہ غلام کی زبان سے نکلا ہی تھا کہ باز نے اپنی منقار سے اُسکی آنکھ نکال لی عورت بول اُٹھی کہ جو کوئی بغیر دیکھے جھوٹی گواہی دے گا اُس کی یہی سزا ہے جو اس نمک حرام کو مل گئی یہ حکایت اس غرض سے بیان کی گئی تاکہ معلوم ہو جائے کہ تمہمت پر دلیری اختیار کرنا اور جھوٹی گواہی دینا باعث ندامت ہوتا ہے جب کہ دمنہ نے اپنا کلام ختم کیا و قانع نگاروں نے جملہ حالات قلم بند کر کے شیر کے حضور میں پیش کیے شیر نے اس ماجرے کو اپنی مان سے بیان کیا اور کہا کہ اے مادر مہربان اب دمنہ کا قصہ تم بیان کر دتا کہ اسکے قتل کے لیے ثبوت کافی مل جائے مادر شیر نے کہا کہ اور کسی کو راز افشا کر نابروت سے بعید ہی ہاں یہ ممکن ہے کہ پہلے اجازت حاصل کر دوں اگر وہ اجازت دے تو بے تامل بیان کیا جائے شیر نے اجازت دی مادر شیر اپنے قیام گاہ پر آ کر چیتے کو بلوایا اور کہا کہ مصلحت دقت یہ ہے کہ تو شیر کی خدمت میں چل اور جو کچھ سنا اور دیکھا ہے شرح بیان کر اور میں اس بارہ میں تیری شہادت کی

تصدیق کروں گی پس چیتا اور شیر کے ساتھ بارگاہ شاہی میں حاضر ہوا اور
 کلیلہ و دمنہ کی سرگذشت جو دیکھی اور سنی تھی تفصیل وار بیان کی اور کل درندوں
 کی جماعت کے سامنے شہادت ادا کی اور اس درندے نے جس سے مجلس میں گفتگو
 کی تھی کسیکو بھیج دیا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں شیر نے اسکو طلب کیا اور پوچھا
 کہ تو نے پہلے کیوں نہیں عرض کیا جو اب دیا کہ شرعاً اور عرفاً ایک شخص کی گواہی
 معتبر نہیں سمجھی جاتی اس لحاظ سے میں نے بے فائدہ ہنسا کر کہا مناسب جانا شیر نے
 اسکی باتیں پسند کیں اور دمنہ پر جرم ثابت پا کر پاجوالان مجلس میں بھیج دیا اور
 حکم دیا کہ اکولات و مشروبات اسے نہ لیں یہاں تک کہ اسکا کام تمام ہو جائے۔
 چنانچہ چند روز میں دمنہ تشنگی و گرسنگی کی تکلیف اٹھا کر جان بحق ہو گیا۔

باب تیسرا

دوستوں کی یکملی کے فوائد کے بیان میں

راے دانشمند نے بید پائے حکیم سے کہا کہ اُن دوستوں کی داستان سے میں واقف ہوا
 جن کی محبت مکر پر ہو اور سخن چینی کے سبب سے بدگوئیوں کا اتحاد عداوت پر منتہی
 ہوتا ہو ایسے دوستوں کے پیدا کرنے میں کسی نوع کا فائدہ متصور نہیں ہو اور اس
 قسم کی دوستی بے کار ہے۔ برہمن نے کہا کہ ایسا شاہ مجاہد عاقلوں کا مقولہ ہے کہ کوئی
 نقد خالص تھا دے بڑھکر بیش بہا نہیں ہو قدیم دانشمندوں کا قول ہے کہ اگر

کسی بادشاہ کو ہفت اقلیم کی سلطنت مل جائے اور کوئی دوست خالص میسر نہ ہو تو کچھ لطیف حکومت نہیں ہو اور اس کی مثال مین دوستان یک دل کے کل تصویر نظر کر کے کوئے اور چوہے کبوتر اور تھرن کی حکایت سے بہتر کوئی موزون اور دلچسپ نہیں ہو اس نے کہا کہ کس طرح ہی برہمن نے سلسلہ بیان آغاز کیا۔

حکایت کسی مرغزار میں ایک کوادخت پر بیٹھا ہوا ہر طرف نگاہ دوڑا رہا تھا کہ اتفاقاً اسکو ایک صیاد دام بردوش و تو برہہ برشت نظر پڑا صیاد کٹری ہاتھ میں لیے ہوئے اسی دخت کے نیچے آیا اور دام بچا کر چند دانے اُپر ڈال دیے تو اُبتوں کی آڑ میں پوشیدہ ہو کر تماشا دیکھنے لگا اور صیاد وہاں سے ہٹ کر کہیں گاہ میں بیٹھ گیا تھوڑے عرصہ میں ایک غول کبوتر دن کا وہاں آیا اُنھن ایک سردار منطوقہ نامے بڑا ہوشیار اور زیرک تھا۔ کبوتر دانہ دیکھ کر غلبہ گرسنگی سے بے اختیار گر پڑے منطوقہ نے کبوتروں سے کہا کہ ذرا تامل کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ دانہ کے نیچے دام ہو کبوتر بھوک کی شدت سے بے قرار تھے منطوقہ نے خیال کیا کہ اسوقت انکی رفاقت چھوڑتا ہوں تو بے وفائی کا دھبہ لگتا ہو اور اگر موافقت اختیار کرتا ہوں تو دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو اسیر دام بلا کرتا ہوں آخر منطوقہ نے بیوفائی کا داغ اپنے اوپر لگانا پسند نہ کیا اور سب کے ساتھ خود بھی آمادہ مرگ ہو گیا قصہ کل کبوتر اُتر کر دانہ کھانے لگے صیاد کہیں گاہ سے دیکھ رہا تھا فوراً خوش ہو کر دام کی طرف دوڑا کبوتر اُسے دیکھ کر پریشان ہوئے اور پھر پھرانے لگے منطوقہ نے کہا یا رو پہلے تم نے ہمارا کہنا نہ مانا اب ہر ایک نے اپنی مخلصی کے لئے جگہ گاہ کوشش کرتے ہو مناسب یہ ہے کہ ایک دوسرے کی رہائی میں ساعی ہو تو کیا عجیب ہے

کہ باہمی دوسواری کی برکت سے تمھارا کام باسانی درست ہو جائے تم سب یکدل ہو کر
ایک ہی مرتبہ جہت کر کے پرواز کر دو تو شاید مجموعی قوت سے دام کے حلقے شکست
ہو جائیں اور مبہولیت اڑ سکو چنانچہ اس تجویز کے مطابق کل کبوتر دن نے ایک
ہی بار جہت کی اور دام اُکھڑ گیا سب مع دام بھڑانا مار کے اڑے اور اتفاق کی بدولت
سب نے خلاصی پائی حسیاد اُن کے تعاقب میں دوڑتا ہوا چلا کوئے نے اپنے دل میں
خیال کیا کہ ایسا واقعہ عجیب پھر کاشے کو نظر سے گزرے گا لہذا اپنے تجربے کی
غرض سے اُنکے ساتھ ہلکے کل حالات سے آگاہی ہو جائے تو بہت انسب ہی کو
یہ تصور کر کے ان کے پیچھے پیچھے اڑتا ہوا چلا اور میا دنے کچھ دیر تعاقب کر کے
تھک کر ایک جگہ قیام کیا۔ کبوتر دن نے بستی کی طرف توجہ کی اور اپنے
سردار منطوقہ سے کہا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے۔ ہوشمند منطوقہ نے بعد غور
و تامل جواب دیا کہ یہاں سے قریب ایک چوہا رہتا ہو اور مجھ سے اور اُس سے
بڑا رسم اتحاد ہی میرے نزدیک اُسکے سوا اس آفت میں کوئی دستگیری نہ کیگا
بس سحر کی طرف جہان موش کا سکن تھا داخل ہوئے جب موش نے منطوقہ
کی بلند آواز سنی فوراً اپنی جائے سکونت سے باہر آیا اور اپنے دوست کو
اسیر بند دیکھ کر بے چین ہو گیا چند کلمے تسلی آمیز کہہ کے منطوقہ کا بند کترنگا
منطوقہ نے کہا کہ اے شفیق مہربان پہلے میرے یاران ہمراہی کے بند قطع کر
سب کے بعد میری طرف متوجہ ہونا۔ موش نے کہا کہ تو کبوتر دن کا بادشاہ ہی
تجھے چھوڑ کر اور دن کی طرف کیونکر متوجہ ہو سکتا ہوں منطوقہ بولا اے یار غمخوار
مجھے یہ خوف دامنگیر ہو کہ تو مجھے کھوٹنا شروع کر دے اور طبیعت تیری گھیر جائے

تو میرے سب دست تو بدستور پھنسے رہ جائیں گے اور انکی رہائی دشوار ہو جائے گی اور اگر مین گرفتار رہونگا تو ہر چند تجکو رنج و ملال ہوگا مگر بغیر میری خلاصی کے تیرا دل نہ مانے گا۔ چوہا منظوقہ کی ہمت مردانہ کی تحسین و آفرین کرنے لگا اور پہلے اور وں کے حلقے کاٹ ڈالے اور سب کے بعد منظوقہ کی گردن کو حلقہ اسیری سے رہائی بخشی کبوتر شاوان و فرحان چوہے کو خیر باد کہہ کے اپنے اپنے آشیانوں کی طرف راہی ہوئے۔ کتے نے جب چوہے کی اعانت اور بند کاٹنے کی کیفیت دیکھی اسکی طبیعت کا میلان دوستی کی طرف راغب ہوا اور اسنے اپنے دل میں خیال کیا کہ مبادا جو حالت کبوتر وں کی ہوئی ہو اگر خدا نخواستہ ایسا ہی کوئی واقعہ درپیش ہوا تو اسوقت اس چوہے سے بڑی مدد مل سکتی ہو اور اس کی ہمدردی ابھی بچشم خود معائنہ کر چکا ہوں پس زانغ نہایت آہستگی سے چوہے کے سوراخ کی طرف آیا اور آواز دی چوہے نے پوچھا کون ہو جواب دیا کہ مین کو آہوں تجھ سے ایک ضروری کام کے لیے ملنے آیا ہوں۔ چوہا بڑا سیانا اور زمانہ کی رفتار سے اچھی طرح واقف تھا اسنے جب کوئے کی آواز سنی حیرت زدہ ہوا اور کہا کہ مجھے تجھ سے کیا سروکار اور تجھکو مجھ سے کیا علاقہ یہ کلمے کہہ کے چاہتا تھا کہ دوسری طرف سے نکل جاؤں کہ کوئے نے کبوتر وں کا ماجرا اور سوش کی وفاداری اور حق دوستی ادا کرنے کی تعریف کی اور کہا کہ تیری ہمدردی مین ابھی بچشم خود دیکھ چکا ہوں اسوجہ سے میری دلی خواہش یہ ہے کہ تجھ سے رسم الفت پیدا کروں اور تو مجھے اپنی بندگی میں قبول کرے چوہے نے جواب دیا کہ زانغ یہ خیال محال اپنے دل سے بالکل محال ڈال اور کبھی اسکی جانب خواہش نہ کرنا مین کسی طرح تیری

دوستی کے لائق نہیں ہوں اور میری رضامندی اس معاملہ خاص میں ہرگز نہیں ہو۔ دوستی کا بنا ہ کرنا اور شرائط اتحاد کی پابندی بہت مشکل ہے علی الخصوص میرے ساتھ دوستی کی خواہش کرنا ایسا ہی جیسے خشکی میں ناؤ چلانا اور گھوڑے کو دریا میں جولان کرنا۔ کوئے نے کہا کہ آپ کا یہ خیال بیکار ہے جب کہ میری نیت درست اور امانت صادق ہو اور صفائی قلب سے میں ایک عمدہ کام کی خواہش رکھتا ہوں تو بھکوبھی مناسب یہ ہے کہ میرے ارادے کی طرف توجہ کر اور کسی طرح اس سے محروم نہ رہ کر اس نظر سے کہ جو کوئی درگاہ بے نیاز سے پناہ مانگتا ہے یا کسی خواہش دل کی درخواست کرتا ہے گو وہ کیسا ہی بد ہو لیکن اس کی غاصتجاب ہوتی ہے اس در فیض سے کوئی ناسید نہیں جاتا چوہے نے جواب دیا کہ اگر کوئے ان جیلے حوالوں سے قطع نظر کرے اور خیالات باطل سے اپنے دل کو خالی کر اسلئے کہ میں تیری مکاری اور حیلہ سازی سے خوب واقف ہوں اور کسی حالت میں تیری ذات سے مجھ کو اطمینان نہیں ہو اور جو کوئی ایسے شخص کے ساتھ دوستی کرنا چاہتا ہے جس کی جانب خوف و ہراس کا بھی خیال رکھتا ہو تو اسکو وہی صورت درپیش ہوگی جو چکور کو پیش آئی کوئے نے بوجھالو کر بوش بیان کرنے لگا۔

حکایت ایک کبک دری دامن کوہ میں خوش رفتاری سے فرماں تھی کہ ایک بازیگر پرواز کی نگاہ اُس پر جا پڑی اور خوشخرامی چکور کی اسکو بہت پسند آئی اور یہ تصور اسکے دل میں پیدا ہوا کہ حکیموں کا قول درست ہے کہ جو کوئی اپنی زندگی بے یار و نگار کے بسر کرتا ہے وہ ہمیشہ بیمار رہتا ہے اور اسوجہ سے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ایک خوشخرام سے ہم مصیبتی اختیار کر دوں اور اس سے الفت و محبت بڑھاؤں چھوٹ

چکور باز کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر پتھر کے ایک ڈراڑ میں گھس گئی باز اُس تنگناک کے قریب آیا اور کہنے لگا کہ ای چکور پہلے محکوم تیری خوبیوں سے آگاہی نہ تھی اب تیری خوش رفتاری دیکھ کر میرے دل میں ایک محبت پیدا ہو گئی ہے اس نظر سے میری تمنا یہ ہے کہ تو آئندہ سے میری طرف سے کچھ خوف و خطر کا اندیشہ اپنے دل میں نہ لا اور اپنی صحبت سے میرا دل خوش کیا کر چکور نے آواز دی کہ ای پہلو ان قوی باز و مجھ غریب و ناتوان سے دست بردار ہو کیونکہ خاک کو آتش پاک سے کیا مناسبت ہے اور ذرہ سے آفتاب کو کیا مشابہت اگر آب و آتش دونوں ایک جا ہوں اور اجتماع نقیضین بھی فرض کر لیا جائے تب بھی تیری صحبت سے مجھے اُمید زندگی کی منقطع ہو۔ باز نے کہا ای یار عزیز میں کچھ ایسا پیرنا تو ان بھی نہیں ہوں کہ اپنے ظلم کے ہم پہنچانے کی فکر نہ کر سکوں اور تجھ کو اپنے مکر و فریب سے دام بلا میں پھنساؤں مجھے تو فقط تیری مہربانی اور ہنشینی کی آرزو ہے اور اسکے علاوہ کوئی خواہش نہیں رکھتا ازراہ لطف و کرم نظر عنایت سے دیکھ اور حیلہ و دکر کو دوستی سے بدل نہ کر۔ میری صحبت اور رسم اتحاد سے تجھ کو بہت فائدہ پہنچیں گے ایک تو یہ حادثات روزگار اور کمزوریاں زمانہ سے بخوف و خطر رہے گا دوسرے یہ کہ جب میرے اتحاد کی بنا تجھ سے محکم ہو جائے گی اور یہ کیفیت اور ابنائے جنس کو معلوم ہوگی تو لامحالہ ابنائے جنس کی نظروں میں تیری وقعت ہوگی اور عزت اور سرخروئی حاصل ہوگی تیسرے یہ کہ اپنے ہم قوموں میں سے جسکو تو پسند کرے گی اُسکے ساتھ تیرا جوڑا لگا دوں گا اور نبی و موم سے رسم ازدواج علیٰ مین آئے گی چکور کے قلب کو ان باتوں سے کچھ اطمینان ہوا اور کہنے لگی کہ ای عزیز تو مرغون کا سردار ہو اور مین

ادنی خراج گذار اور مہینوں سے اکثر خطائیں سرزد ہو جایا کرتی ہیں اور طبیعت بزرگون کی نہایت نازک ہوتی ہو اسلئے مجھ کو خوف ہو کہ ایسا نا مجھ سے بھی کوئی تصور سرزد ہو جائے تو اسکی پاداش میں کہیں مجھ کو بھی ہلاکت نہو۔ باز نے کہا کہ حبس میں نے سلسلہ اتحاد تیرے ساتھ قائم کیا ہو تو اگر کسی حالت میں تجھ سے کوئی عیب بھی ظاہر ہو اسکا کچھ خیال بھی نہ کرے دن گاہر چند چکور غدر ہاے بار در کرتی رہی لیکن باز اپنے جواہر ہاے دل پسند اور تقریر خوش آئند سے باز نہ رہا اور چکور کو سولخ سے باہر نکالا اور باہم عہد و بیان تازہ کر کے باز اپنے آشیانہ میں لگیا چند روز تو سی فارغ البالی میں گذرے چکور کو جب دل جمعی ہو گئی تو کلمات ناشائستہ اور گستاخانہ زبان پر لانے لگی اور سوال و جواب کو قہقہوں میں بطور ہنسی اور مذاق کے اڑانے لگی ایسی طرح ایک مدت گذر گئی جب کہ باز پر ضعف و ناتوانی کے آثار پیرانہ سالی کی وجہ سے ظاہر ہونے لگے کہ اپنی جگہ سے جنبش کرنا بھی دشوار ہو گیا اور غلبہ گر سنگی بنے اور بھی مجبور کیا اور عہد و بیان شکست کھنے پر آمادہ کیا بس وہ چکور کے شکا کرنے کیلئے کوئی حیلہ وہبانہ ڈھونڈنے لگا چکور نے جب آثار غضب باز کے بشرہ سے نمایاں پائے تو خیال کرنے لگی کہ میں اب ہلاک ہو چا ہتی ہوں یہ سمجھ کے بہت ہنسیاں ہوئی اور کہنے لگی کہ جو کوئی عذاب میں مبتلا ہوتا ہو وہ اسی سزا کا مستوجب ہو۔ چونکہ چکور خائف ہو گئی تھی اسلئے بہت ادب سے پیش آنے لگی اور باز بھی کوئی بہانہ ڈھونڈنے لگا کہ اسکا قصد کرے آخر کار ایک روز بیزار ہو کر باز نے رات کی وقت چکور سے کہا کہ یہ بات کب زیا ہو کہ میں دھوپ میں جلون اور تو سایہ میں آرام سے بیٹھے چکور نے کہا ای امیر جہان یہ تو وقت شب ہو آفتاب کہاں اور سایہ کہاں باز نے کہا کہ اے بے ادب

تو تجکو دروغگو بناتی ہی اب تو لائق سزا ہی یہ کہکر دبوچ لیا اور چٹ کر گیا پوش پیرک
نے کہا کہ ایذا غ یہ قصہ اسلئے بیان کیا کہ جس شخص سے امین ہوا اس سے دوستی کرنا
بعید از عقل ہو۔ اور جو کوئی دشمن کی فحش ساز باتوں پر فریفتہ ہوتا ہو اس سے
دہی واقعہ پیش آتا ہی جو شتر سوار کو سانپ سے پیش آیا کوٹے نے پوچھا کس طرح
جوہے نے بیان کیا۔

حکایت ایک شتر سوار صحرا میں وارد ہوا جہاں سے اہل قافلہ اتر کر چلے گئے
تھے تیز گرم ہوانے زمین کو مثل بھوہل کے بنادیا تھا ایک مقام پر جہاں ریت
تپ رہی تھی ایک سانپ بہت بڑا افتادہ تھا جسکو چلنے کی طاقت نہ بھاگنے کی
توت باقی تھی ناگاہ دور سے شتر سوار اسکو نظر پڑا نہایت عجز و انکسار سے سانپ
نے کہا کہ میں نہایت عاجز و رماندہ ہوں اگر مہربانی کر کے اس بلا سے مجھے نجات
دے تو میں تیرا بہت شکر گزار ہوں گا اس شتر سوار نے جب سانپ کی در ماندگی اور
بے چارگی اسد رعبہ دیکھی اپنے دل میں خیال کیا کہ انسان کا دشمن اگرچہ سانپ ہی
لیکن اب وہ اسقدر عاجز اور حیران ہی تو اسپر رحم کرنا چاہیے اور عداوت کا خیال
ایسے وقت میں دل سے نکالڈالنا چاہیے بس تو برے کو نوک نیزہ سے باندھ کر سانپ
کے رخ کیا سانپ غنیمت سمجھکر تو برے میں چلا گیا ناقہ سوار نے نیزہ کو کھینچا اور
تو برہ کا سنہ کھولکر کہا کہ تو نے آگ سے نجات پائی اسکے شکر یہ میں گوشہ گیر ہو جا
اور مردم آزاری سے باز آ۔ سانپ نے کہا ای جو ان ایسے کلمے زبان پر نہ لاجب تک
میں تجکو اور تیرے شتر کو نہ کاٹ لوں گا تب تک اس مقام سے نہ جاؤں گا۔ شتر سوار نے
کہا کہ نیکی کا بدلہ بدی ہوا کرتی ہی سانپ نے کہا اتھا کہ ہی آئین پر میرا عمل ہی

کیونکہ انسان کی عادت میں دراصل ہو کہ نیکی کے معاوضہ میں بدی کرے اور اس کو عقل و تدبیر سے تعبیر کرتے ہیں جو کچھ تجھ سے حاصل کیا ہو تجھی کو دید و نگاہ شتر سوار کہنے لگا کہ اسی سانپ نیکی کا بدلہ بدی کبھی نہیں ہوتا احسان فراموشی نہ کرنا سانپ نے کہا کہ میں صحیح کہتا ہوں اگر تجھ کو یقین نہ ہو تو اس بھینس کے پاس چل س سے دریافت کریں کہ اس زمانہ میں جو طریقہ کہ رائج ہو اسکے مطابق پاداش نیکی کی کیا ہو پس اسکے پاس جا کر پوچھا اُسے جواب دیا کہ انسان کے مذہب میں نیکی کا بدلہ ضرور بدی ہو کیونکہ میں مدت دراز تک ایک شخص کے پاس تھی اور ہر سال ایک بچہ دیتی تھی اور اُس کا گھر شیر دروغن سے بھرتی تھی جب بوڑھی ہوئی اور بچہ جننے سے محذور ہو گئی تو اس شخص نے میری خوراک و حقون کر دی اور جنگل کی سمت ہنکا دیا اور اُڑا دیا۔

نے رزق کا دروازہ مجھ پر کشا دہ کیا اور غیب سے میرے رزق کا سامان ہو گیا۔ کل کے روز وہ کسی ضرورت سے ادھر آ نکلا تو میں اس کی نظر میں کیس قدر فر بہ نظر آئی تو اُس نے خیال کیا کہ اب تھاب کے ہاتھ فروخت کرنا چاہیے لہذا اُس کا ارادہ ہوا کہ مجھ کو فروخت کرے اور قصاب حلال کر دے اس نظر سے اُن کے مذہب میں نیکی کا معاوضہ یہی ہوا کہ تاہو کہ اُس کے ساتھ برائی کرے سانپ نے شتر سوار سے کہا کہ سن لیا ہے میں اب کا ناچا ہوتا ہوں شتر سوار نے کہا کہ اس بھینس کا قول کیونکر صحیح ہو سکتا ہو جس حالت میں کہ وہ اپنے مالک سے رنجیدہ خاطر ہو سانپ نے کہا اچھا چست ہو اس درخت سے دریافت کریں پس دونوں متفق ہو کر ایک درخت کے قریب گئے اور اُس سے پوچھا کہ نیکی کی پاداش کیا ہو اُس نے جواب دیا کہ ملت انسانی میں نیکی کی کمکافات بدی ہو چنانچہ میں اس صحرا میں ایک پائون سے کھڑا ہوں اور جو انسان

دھوپ کی شدت سے در ماندہ ہو کر میرے سایہ میں دم لیتا ہی جب آرام پالیتا ہو تو
اُسکے دل میں یہ ہوس پیدا ہوتی ہو کہ فلاں شاخ اسکی تیر کے دستے کے لائق ہو اور
فلاں ڈال بھاڑے کے بیٹ کے لیے مناسب ہو اور تنے میں خوب تختے ٹکل سکتے ہیں
اور اگر کسی کے پاس آری یا کھارڑی موجود ہوتی ہو تو وہ ضرور ایک دو ڈالین کاٹ
لیتا ہو اگرچہ میری ذات سے اُن کو سوائے آرام و راحت کے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی
لیکن مجکو زحمت دینا جائز سمجھتے ہیں سانپ نے کہا اب تو دو گواہ گذر چکے اب میں
کاٹتا ہوں شتر سوار نے کہا کہ گواہ اول مشتبہ ہو اسکی شہادت قابل اعتبار نہیں
ہاں اُسکی جگہ اور کوئی گواہ ہو تو میں منظور کرتا ہوں حسب اتفاق ایک روباہ
کھڑی ہوئی یہ کل سرگزشت سن رہی تھی سانپ نے کہا کہ چلو اس روباہ سے
دریافت کریں شتر سوار کے پوچھنے سے پہلے ہی روباہ نے کہا کما ہی جوان کیا تو نہیں
جانتا کہ نیکی کا بدلہ بدی ہو اگرتی ہو تو نے اس سانپ کے حق میں کیا نیکی کی ہو
جو بدی کا مستحق ہو اہی جوان نے صورت حال بیان کی روباہ نے کہا کہ کیوں جھوٹ
بولتا ہو سانپ بولا نہیں یہ بیچ کہتا ہو جس تو برسکے ذریعہ سے کہ اسنے ریگ گرم
سے مجکو بچانے کے لیے مکالا ہوا وہ فتر کہا میں بندھا ہو موٹری نے کہا کہ یہ بات
قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی کہ تو اتنا بڑا ہو کر ایسے مختصر تو برے میں کیونکر مگا گیا
سانپ نے کہا کہ تجھے یقین نہ تو پھر اب میں اُسی تو برے میں بیٹھتا ہوں بس شتر سوار
نے تو برے کا ننھ کھو ل دیا اور سانپ موٹری کے فریب سے تو برے میں چلا گیا موٹری
نے کہا اے جوانی اب دشمن تیرے قابو میں آگیا ہو اب اسکو مہلت نہ دے
سوار نے تو برے کا سر باندھ دیا اور اٹھا کر زمین پر ٹکدیا فی الفور سانپ مر گیا

مقصود اس داستان سے یہ تھا کہ عاقل ہر گز دشمن کے عجز و انکسار پر التفات نہ کرے
کوئی نے کہا کہ تا وقتیکہ تو اپنی دوستی سے مجھ کو سرفراز نہ کرے گا میں ہر گز یہاں سے
نہ ٹلون گا نہ دانہ پانی کھاؤں گا نہ راحت و آرام کروں گا۔ چوہا دہانہ سوراخ پر
کھڑا ہو گیا اور چند کلمے مجتہد زبان سے نکالے اور کہا کہ اگر زاغ دوستی کے مراتب
اگرچہ بکثرت ہیں لیکن حکمانے چار قسموں پر انکو منقسم کیا ہے اول دوست کی صفت
یہ ہو جسکو مال کی کچھ پر دانہ و دم دوست اُسے کہنا چاہیے جو اپنے دوست کے کام
میں اپنی جان فدا کرے آسان سمجھے۔ سوم دوستی کا اطلاق کرنا ایسے شخص کے لیے
سزاوارہ ہو کہ جو دوستی کی راہ میں ناموس کی بربادی کا بھی کچھ غم نہ کرے۔ چہارم
دوست وہ ہو کہ جو اپنے دوست کی خاطر اُسکا دین و مذہب بھی برباد ہوتا ہو تو
اُسکو بھی وہ معیوب نہ سمجھے اور دوستوں اور دشمنوں کی تفصیل یہی لکھی ہو کہ دوست
تین طرح کے ہو اگر تے ہیں ایک دوست خالص دوسرے دوست کا دوست تیسرے
دشمن کا دشمن۔ اور دشمنوں کو بھی تین طرح کا لکھا ہے ایک تو ظاہری دشمن دوسرے
دوست کا دشمن تیسرے دشمن کا دوست کوئی نے یہ کُل مراتب و مدارج سن کے
خوشی ظاہر کی اور دونوں میں عہد و پیمان مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گئے۔ جب چوہے
کے دل میں کوئی دغدغہ نہ رہا تو کو ا قریب آیا اور باہم رسم مصالحت و معاہدہ ادا ہوسے
اسکے بعد باطمینان تمام خوشی و خورمی سے اپنی اوقات بسر کرنے لگے چند مدت
گزرنے کے بعد چوہا بولا کہ اے دوست اگر تم بھی اپنے اہل و عیال کو یہیں لے آؤ
اور سکونت اختیار کرو تو بڑا لطف حاصل ہوا سیلے کہ یہ مقام نہایت فرصت بخش
و دلکش ہے۔ زاغ نے کہا کہ بے شک یہ جگہ تو نہایت تفریح و آرام کی ہو۔ لیکن

یہ نقص بھی ہے کہ شارع عام کے متصل ہی اور مسافروں کی آمد و شد کی وجہ سے
 اندیشہ لگ رہتا ہے کہ کسی نہ کسی دن کوئی گزند پہونچے۔ ان فلان مقام پر ایک مغزدار
 نہایت خورم و شاداب ہے اور میرا ایک شفیق رفیق کچھوا بھی وہاں سکونت رکھتا ہے
 اور میرا اوتیرا طعمہ بھی کثرت سے موجود ہے ہم اور تم زمانہ کی سختیوں سے بے فکر رہو
 میں رہ سکتے ہیں تمھاری مرضی ہو تو ہم تم وہیں چلکر بود و باش اختیار کریں اور بقیہ عمر
 بخوشی و خوری گذارین چو ہا کہنے لگا کہ دنیا کی کوئی نعمت تیری ہم صحبتی سے ہتر نہیں بھٹتا
 خواہ کہیں کیوں نہ جاؤ لیکن تمھاری جدائی بہت شاق گذرتی ہے اور کس طرح گوارا نہیں
 ہو سکتی آخر نوبت باہیجا رسید کہ کوئے نے چوہے کی دم اپنی منقار میں دبائی اور بجانکبشیانہ
 سنگ پشت لے اڑا جب کہ مقام مہود پر پہونچے تو چوہے کو باہشتگی زمین پر اتار دیا اور
 کچھوے کو پکارا وہ اپنے دوست کی آواز نہ پہچان کر پانی سے باہر آیا کہوے نے اپنا قصہ آغاز
 کیا اور چوہے کی رسم اتحاد کی کیفیت سب سنگ پشت کے سامنے ظاہر کی سنگ پشت
 حقیقت حال سے مطلع ہوا اور لوازم مہانداری ادا کر کے چوہے کو ایک مقام مناسب پر فروکش
 کیا اور ہر ایک اپنے اپنے مسکن میں جا کر خوشی و خورمی کے ساتھ راحت پذیر ہوئے جب سفر کی
 نیکان سے آسودگی حاصل ہوئی تو ایک روز کو چوہے کی ملاقات کو آیا اور کہا کہ اگر ناگوار طبع
 نہ تو سنگ پشت سے اپنی سرگزشت بیان کر دتا کہ تمھاری خردمندی اور سخن فہمی سنگ پشت
 پر ظاہر ہو اور بنا و دوستی ایک جہتی کو اور بھی استحکام ہو۔ چوہے نے سنگ پشت سے مخاطب
 ہو کر تقریر شروع کی کہ اے میرا وطن مالوت شہر اردت ہے جو ہندوستان کے بلاد
 میں ایک مشہور و معروف مقام ہے وہاں میں ایک زاہد گوشہ نشین کے مکان میں رہتا تھا
 اور کئی چوہے میرے ملازم تھے۔ زاہد کے مرید اپنے پیر کے لیے روز کھانا لایا کرتے تھے۔ زاہد

اسین سے کچھ تو اسی وقت تناول کر لیتا تھا اور کچھ شام کے لیے رکھ چھوڑتا تھا اور میں اس تاک میں لگا رہتا تھا کہ کب وہ گھر سے جاگے تو میں اپنا کام کر دینا غرض کہ جب وہ مکان سے نکل جاتا تھا تو میں فوراً دسترخوان پر حملہ کر کے کچھ تو آپ کھا لیتا تھا باقی اور چھوٹا تو تقسیم کر دیتا تھا زائد ہر حنیہ میرے دفعیہ کی فکر میں رہتا تھا لیکن کوئی تدبیر پیش نہ کرتی تھی ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مہمان زادہ کے مکان میں فروکش ہوا زادہ شرط مہمان نوازی بجا لا کر مستفسر حال ہوا کہ کہاں سے آپ کا تشریف لانا ہوا اور کہاں جانے کا قصد ہو۔ مہمان نے اپنا مافی الضمیر بیان کیا اور زادہ کے ہر ایک سوال کا جواب کمال خوش آئند تھی میرے ادا کرتا رہا میں اس فرصت کو غنیمت شمار کر کے مع اپنی جماعت کے کھانے کی طرف متوجہ ہوا زادہ نے آشنا گفتگو میں اس تجویز سے کہ چہ ہے بھاگ جائیں ہر دم ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا کہ دستک دینے سے چہ ہے فرار ہو جائیں گے مگر مہمان کو یہ لغو حرکت نہایت ناپسند ہوئی اور باعث اپنی توہین کا سمجھا کہنے لگا کہ آشنا کلام میں تا لیاں بجانا گویا مجھ سے مسخر اور استغراق کرنا ہو میں اس حرکت کو اپنی بے عزتی و بے ادبی تصور کرتا ہوں اور آشفتم خاطر ہو کر کہتا ہوں کہ یہ طریقہ ناپسندیدہ درویشی کے قاعدہ کے مطابق بالکل بے جا اور اصول تہذیب میں سراسر ناروا ہی زادہ عند معذرت کرنے لگا اور کہا کہ استغفر اللہ حاشا و کلامی فعل مجھ سے مسخر کی راہ سے سرزد نہیں ہو سے بلکہ یہ ترکیب میری چہرے کے ہلکانے کیلئے تھی جو اس مکان میں بکثرت موجود ہیں اور جو کچھ غذا میسر ہوتی ہو وہ سب کھا جاتے ہیں ایسے لاگو اور دھیمٹھ ہو گئے ہیں کہ ادھر چیز لکھی اور غائب ذرا بھی نہیں چھوڑتے سب حصہ بانٹ کر لیتے ہیں اور ان کی دلیری سے میں سخت عاجز ہو گیا ہوں اسوجہ سے یہ حرکت مجھ سے سرزد ہوئی ورنہ خدا خواستہ آپ کی کوئی توہین اس مقصود سے

زہتھی مہمان نے یہ تقریر میزبان کی سنکر پوچھا کہ سب چوسے یہ جبارت کرتے ہیں یا ایک زائد ہونے کہا کہ اس جماعت میں ایک چوہا ایسا چیرہ دست ہو کہ جو بے خوف و خطر رو برو آتا ہو اور کھانا لے بھاگتا ہو مہمان نے کہا کہ یہ جرأت اسکی بلا وجہ نہیں معلوم ہوتی قصہ اس چوسے کا اس مرد کی داستان سے بالکل مشابہ ہو جو زن میزبان سے بمبالغہ کہتا تھا کہ آخر کچھ سبب بھی ہو کہ کنجہ مقشر کو غیر مقشر کے برابر فروخت کرتی ہو زائد ہونے کہا کہ اے مفصل بیان فرمائیے کہ تسکین خاطر ہو مہمان نے اس نقل کو اس طرح بیان کرنا شروع کیا کہ۔

حکایت میں راہ میں چلا آتا تھا کہ رات ہو گئی ارادہ کیا کہ فلاں قریہ میں چل کر ایک آشنا کے مکان میں فرود کش نہوں چنانچہ وہاں پہونچا اور اس دست کے گھر میں مقیم ہوا جب وقت خواب آیا میرے آرام کرنے کے لیے بستر بچھا دیا اسپر میں راحت سے سویا۔ میزبان اپنی بی بی سے باتیں کرنے لگا جو کچھ وہ گفتگو کرتے تھے میں خوب سنتا تھا مرد نے عورت سے کہا کہ میری خواہش یہ ہو کہ کل کے روز چند اجباب کی دعوت کروں کیونکہ ایک شان عزیز بھی ملو ہو عورت نے جواب دیا کہ اے صاحب گھر میں اس قدر نقد و جنس مہیا نہیں ہو جو خود تیرے اہل و عیال کو کفایت کرے پس تعجب ہو کہ ایسی ناداری کی حالت میں تجھ کو خیال ضیافت پیدا ہوا اگر کچھ موجود ہو تو اپنے عیال و اطفال کے لیے ذخیرہ کر تا کہ تیرے بعد زن و فرزند کسی کے دست نگر نہ ہوں مرد نے کہا کہ اس دنیا سے فانی میں جس شخص سے کچھ جمع کر کے خرچ نہ کیا تو عاقبت میں دہی مال سرمایہ و بال ہو جاتا ہوں چنانچہ بھیڑیے کا قصہ بالکل اسکی مثال ہو عورت نے پوچھا کیونکر مرد نے بیان کیا۔

حکایت ایک صیاد نے ایک ہرن کو تیرے مارا وہ بے چارہ بیہوش ہو کر گر پڑا صیاد اُسے اٹھا کر اپنے مکان کی طرف چلا اٹھا راہ میں ایک سو سے سامنا ہو گیا صیاد نے

تیر جگہ دوزا سپر مارا سورنے تھر غضب مین کرا ایک خرم کاری صیاد کے سینہ پر لگایا آخر کار
 دو دنوں ایک ہی مقام پر ٹھنڈے ہو گئے ایک بھوکا بھیڑ یا بھی مسل اتفاق وہاں ارد ہوا
 اور تین شکار ایک مقام پر دیکھ کر نعمت غیر مترقبہ خیال کر کے اپنے دل میں تصور کر لیا
 کہ مقضیٰ سے دور اندیشی یہ ہو کہ اس نعمت بے پایاں کو آج ہی صرت نکلے دن بلکہ فقط چلے کمان
 جو چرمی ہو اس وقت وہی کھالوں اور ان گوشت ہاے تازہ کو ایک مقام پر مجتمع کر کے
 ہر روز بقدر ضرورت اُپھین سے غذا کیا کر دن القندہ گرگ چلے کمان کو چبانے لگا۔ وہ
 دانتوں کی ضرب سے دفعہ کٹ گئی کمان سخت تھی چلے کنتے ہی سیدھی ہو گئی اور
 بھیڑیے کے پیٹ میں لگ گئی اس ضرب شدید سے گرگ فوراً ہلاک ہو گیا مقصود اس حکایت
 کے بیان کرنے سے یہ ہو کہ مال کے اندر دختہ کرنے میں حرص کرنا اور آئندہ بار آؤ تو نیکی
 خیال سے ذخیرہ جمع کرنے میں اسکی برکت مفقود ہو جاتی ہے۔

انجہ داری بخور امر و زعم دہر مخور

چون بفر دایسی روزی فردا برد

عورت نے جب یہ کلام شوہر کا سنا تو کہا کہ اس مہمان کا آنا تجھے مبارک ہو میں نے گھر میں
 کچھ تل جمع کر رکھے تھے اب معلوم ہوا کہ ذخیرہ جمع کرنا کچھ ضرورہ نہیں ہو میں ان تلون
 سے دس آدمیوں کی ضیافت کا سامان مہیا کر سکتی ہوں جسے چاہے اُسے مدعو کر۔ جب
 صبح ہوئی تو عورت نے تلون کے پھٹکے نکال کر دھوپ میں رکھ دیے اور خود دوسرے کام
 میں مصروف ہوئی ایک کتا آیا اور تلون میں نہ ڈال دیا عورت نے یہ حالت دیکھ کر اس کو
 معیوب جانا کہ ان نجس تلون کو کام میں لائے اسوجہ سے ان تلون کو اٹھا کر بازار لے گئی
 اور کچھ فروش کی دوکان پر جا کر کچھ منتشر کو غیر منتشر سے بدلے لگی میں بھی کسی ضرورت سے

بازار میں گیا تھا میں نے یہ کیفیت چشم خود دیکھی۔ ایک شخص جو بازار میں کھڑا ہوا تھا اُسے آواز دی کہ اے عورت! میں کوئی پوشیدہ اسرار ہو کہ صاف تلون کو خند پڑے اس سے برابر بدلتی ہو جب حکایت ختم ہوئی مہمان نے زاہد سے کہا کہ دلیری اُس ہوش کی خالی از علت نہوگی یقین ہو کہ کچھ زرقند بھی اپنے سوراخ میں رکھتا ہو جسکے برتے پر یہ تمام شوخیان اور بیاکیان ہیں چلو اسکا بلا کو دکر دیکھیں کہ ہمیں کیا ہی زاہد نے فی الفور ایک کدال لاکر دیدی اور میں اسوقت دوسرے بل میں تھا جو گفتگو زاہد مہمان میں ہوتی تھی وہ میں بخوبی سنتا تھا اور میرے سوراخ میں ایک ہزار دینار جمع تھے جن پر میں ہمیشہ لوثتا تھا اور یہی مسئلہ میری تفریح طبع کا تھا آخر کار مہمان نے تمام سونے کھود ڈالا اور وہ سرمایہ جو میرا باعث انبساط خاطر تھا وکل لے گیا جب میں نے سوراخ کے کنارے آکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُس نقد کو مہمان اور زاہد نے باہم تقسیم کر لیا زاہد نے اپنا حصہ کار دہ پیہ ایک تھیلی میں بھر کر اپنے سر ہانے رکھ لیا، مجھ پر طبع غالب ہوئی اور دل میں آیا کہ اس زر میں سے اگر کچھ بھی ہاتھ آجائے تو سرمایہ شادمانی حاصل ہو اس خیال میں ایسا توقف ہوا کہ زاہد خواب غفلت میں آگیا میں آہستہ آہستہ بالین زاہد کے قریب گیا لیکن مہمان کا آزمودہ نے اپنے تیلن نیند میں ڈال دیا اور تجاہل عارفانہ کر کے میری حالت سے باخبر ہوا میں زاہد کے سر ہانے پہنچا ہی تھا کہ اُس نے ایک لکڑی اس زور سے ماری جس سے مجھ کو بہت صدمہ پہنچا اور کوئی ہو کہ بڑی شکل سے سوراخ میں داخل ہوا ہم دیکھ استعمال کرنے سے گونہ افاقہ ہوا پھر خرامت اٹال اور طمع خام نے مجھے سوراخ سے باہر نکالا اب کی مرتبہ مہمان نے میرے سر پر ایک چوہ پست رسید کی جس کی ضرب سے مجرد ہو کر ہزار خرابی سوراخ تک پہنچا اور بیہوش پڑا

بوجہ کثرت زخمیہاے کاری و شدت درد کے مال کی لذت بھی بھول گیا اور سمجھ میں
 آ گیا کہ ایسے بیوفا مال کے لیے رنج و تکلیف اٹھانا بالکل حماقت و نبادانی ہو بھلا
 خانہ زاد ہر ترک کر کے صحرا کی طرف نکل گیا اور گوشہ قناعت میں بیٹھ کر اپنی
 اوقات گزاری کرتا رہا اسکے بعد کبوتر کی دوستی کی تقریب ہوئی اور کوٹے کے
 ساتھ رسم اتحاد پیدا ہو گئی اسکے ہمراہ تیرے آشیانہ میں آیا میرے نزدیک نیا بین
 کوئی خوشی و دستوں کی ہم صحبتی اور ہم نشینی سے بہتر نہیں ہوا اور کوئی غم ہمدون کی
 مفارقت کے غم سے زیادہ میرے خیال میں نہیں آتا یہ میری عمر گزشتہ ہو چکی تھی
 سنائی یہ خار فراق ہمدان مدام دل میں خلش پیدا کرتا ہوا اور اس سے بڑھ کر کوئی
 مصیبت دنیا میں نہیں ہو کچھ نے یہ قصہ سنے کہا کہ تیرے تجربوں سے میں بہت
 مستفید ہوا اور عاقل کو چاہیے کہ اس دنیا سے بے ثبات میں قلیل بضاعت پر
 قناعت اختیار کرے اور دست ہو س ہر ایک کے سامنے نہ پھیلائے اور جو شخص گوشہ
 اور گوشہ پر قانع نہیں ہوتا اس کو وہ واقعہ درپیش ہوتا ہے جو گم بہر صی کو پیش آیا
 جو ہے نے پوچھا کہ طرح وہ واقعہ پیش آیا یا رنگ بشت نے یوں واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔
 حکایت ایک شخص نے ایک بلی کو پالا تھا اور ہر روز اسکے لیے اس قدر گوشت کا
 راتب تقرر کیا جو اسکی بھوک کے لیے کافی ہو اور گزشتہ اس کو تکلیف نہ ہو۔ لیکن
 بلی نے اس پر قناعت نہ کی ہر وقت حرص اس کی دامگیر رہتی تھی ایک دن کا ذکر ہو کہ
 کسی کبوتر خانہ کے قریب گئی اور کبوتران کی آواز نے اسکی آتش طبع کو اشتعل
 کر دیا فی الفور کبوتر خانہ میں کود پڑی۔ کبوتران کے محافظ نے بلی کی آہٹ پا کر
 دیکھنا شروع کیا معلوم ہوا کہ بلی کبوتر خانہ میں داخل ہوئی ہے پکڑ کر اس قدر

ضرب شدید لگائی کہ وہ اُسی وقت ہلاک ہو گئی۔ محافظ نے اسکی کھال کھینچ کر اُسین بھیس بھر دیا اور کبوتر خانہ کے دروازہ پر اُسے آدیناں کر دیا تاکہ اور لمیون کو دیکھ کر خوف پیدا ہو اور ایسا قصد نہ کریں ناگاہ مالک گریہ اُدھر سے گذرا اور اپنی پالوبلی کو اس حال خراب میں دیکھ کر گویا ہوا کہ اسی شوخ دیدہ حریص اگر تو اس قدر پارچہ گوشت پر قناعت کرتی تو تیرے جسم سے کھال نہ پھینچی جاتی اور اس حال خراب کو نہ پہنچتی اس نقل کے بیان کرنے کی علت غائی یہ ہو کہ ہم سب کو مناسب ہو کہ بعد ازین رزاق مطلق جو کچھ عنایت فرمائے اُسی پر قانع رہیں اور حرص و ہوا کو مطلق اپنے پر غالب نہونے دیں اور آج سے تو ہمارا محب صادق ہو اور باہم یہ قول و قرار ہو تا ہو کہ اگر تیرسی جانب سے دوستی میں کیسے طرح کا فرق پیدا ہو تو ہماری طرف سے سوا اہمربانی اور اخلاص نہ رہی سکے کوئی اہم خلاف سرزد نہ ہوگا کہ جس نے جبکہ سنگ پشت کا حسن سلوک اسد وجہ سائنہ کیا اور اس کے کلمات محبت آمیز نے تو نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اسی برا و بخون گستران صادق البیان نے اس طرح فرمایا ہو کہ زمانہ سابق میں کسی نیک نہاد کا ایک بچا دوست تھا ایک شب کو اس دوست نے دروازہ پر آکر کچا را اس بزرگ نے آواز بھیاں کر لی ہیں کہا کہ یہ اسی دوست کی آواز ہے مگر ساتھ ہی اس خیال کے اسکے قلب میں اندیشہ آیا دور و دراز نے تروید پیدا کر دیا کہ بے وقت آنے کی وجہ کیا ہے بعد غور و فکر کے اسنے ایک توڑہ روپوں کا ہاتھ میں لیا اور ایک تلواریں حاصل کر کے کنیز کے کمر سے روشنی لیکر آگے چل جب کہ کنیز نے چراغ روشن کر کے دروازہ کھولا دوست نے معاف کیا اور پوچھا کہ اے دوست تمہارے بے وقت آنے سے مجھے کمال تشویش لاحق ہوئی اور تین صورتیں میرے ذہن میں گذری ہیں (۱) کوئی ضرورت ایسی لاحق ہوئی ہو جس میں

روپیہ کی حاجت ہو (۲) کوئی دشمن آماؤ قتل ہوا ہوا اور اُس میں مدد کرنیکی احتیاج ہو
 (۳) یہ کہ شاید تنہائی کی وجہ سے کسی نموس کی حاجت ہو جس سے تفریح طبع ہو سکے چنانچہ
 میں ان سب چیزوں کو لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ اگر زر کی احتیاج ہو تو یہ توڑہ
 روپیہ کا موجود ہے۔ اگر کمک درکار ہے تو یہ نیاز مندرجہ شمشیر بکف حاضر ہے۔ اگر
 خادمہ کی خواہش ہو تو یہ کنیزک خدمت گزار سی کے لیے رستادہ ہے۔ دوست نے عذریا
 اور اپنے یار وفادار کی دوستی بہ زبان تحسین و آفرین کھولی اور کمال شکر گزاری اور
 ستائش کے بعد کہا کہ ہزار ہزار آفرین ہی تیری ہمت پر کہ میرے لیے تو نے مال و
 جان و ناموس کا کچھ خیال نہ کیا اور بے دریغ سب کو حاضر کر دیا دوست ہو تو ایسا ہو
 ورنہ دوستی کا دعویٰ کرنا فضول ہے یہ وہ مرحلہ ہے کہ بڑے بڑوں سے طی ہو سکا اور وقت پر
 منہ چر گئے دوست وہی ہے جو ضرورت میں کام آئے اور یوں تو بھی کہا کرتے ہیں
 کہ ہم آپ کے بڑے دوست اور جان نثار ہیں جہاں آپ کا پسینہ گرے وہاں اپنا لہو
 گر دین مگر جب امتحان کیا تو دیکھا کہ صاف نکل گئے

| | |
|------------------------------|---------------------------|
| دوست آن باشد کہ گیر دست دوست | در پریشان حالی در ماند گے |
|------------------------------|---------------------------|

بسی سنگ پشت جو کچھ کہ تو نے موش سے کہا ہے اُس پر تجھ کو ثابت قدم رہنا چاہیے
 اور اس امر کا قول و قرار کرنا ضرور ہے کہ موش کی طرف سے اگر کوئی رنج و ملال بھی
 پیدا ہو جائے تو اس سے آزر دہ خاطر نہونا۔ کوئے اور کچھوے میں یہ گفتگو ہوئی تھی
 کہ دوسرے ایک ہرن نظر آیا سنگ پشت نے ازراہ مہربانی ہرن سے پوچھا کہ کہاں سے
 آنے کا اتفاق ہوا ہرن نے جواب دیا کہ آج ایک صیاد میری تاک میں لگا ہوا تھا
 جس طرف میں جاتا تھا اُسی جانب وہ بھی آتا تھا اس باعث سے بھاگتا ہوا یہاں تک

پہونچا ہوں سنگِ پشت نے کہا کہ گھبراہٹ میں اور پریشان نہ وہاں صیاد کا گذر ہرگز نہیں ہو سکتا اگر تجھ کو ہماری ہم صحبتی و یکجائی پسند ہو تو اس سے کیا بہتر ہو کہ ہم تین یاروں کی الفت و محبت تیری امداد سے بہت تقویت حاصل کرے گی۔ عقلمند و نچے کہا ہی کہ اگر دوستوں کی تعداد ہزار تک بھی ہو تو انکو کم شمار کرنا چاہیے اور اگر دشمن ایک بھی ہو تو اسکو بہت خیال کرنا مناسب ہی۔ جو بے نے بھی اپنے دانائی کے جوہر ظاہر کر کے چند کلمے کہے جو ہرن کے مناسب حال تھے اور کو ابھی سخنانِ محبت آمیز کرنے لگا۔ ہرن نے ان سب کی تقریر دلیلیہ سن کے اپنی مصاحبت کی خواہش ظاہر کی اور باہم عہد و پیمان ہوا۔ یارانِ ہم صحبت نے دوستانہ طور پر نصیحت کرنا شروع کی اور ہرن سے کہا کہ تو اس مرغزار سے کبھی قدم آگے نہ بڑھانا اُسے اس بات کو قبول کیا اور اسی چراگاہ میں رہنے لگا اور آپس میں نہایت محبت اور گرمجوشی سے اوقات بسری ہو کر تھی۔ وہاں پر ایک میلان تھا سب کے سب اُس ٹیکر سے پر جمع ہو کر تے تھے ایک روز اُس مقام پر کو اچوٹا سناٹا پشت حسبِ معمول یکجا ہوئے اور ہرن کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے جب اسکے آنے میں دیر ہوئی تو سب دوست نہایت فکر مند و غم ہوئے اور آخر الامر یہ اسے قرار پائی کہ کو ا پر داز کر کے رفیقِ غائب کی خبر لائے چنانچہ زراغ پر داز کر کے تھوڑی دیر میں مضطرب و پریشان واپس آیا اور ظاہر کیا کہ ہرن پھندے میں پھنس گیا ہی۔ سنگِ پشت نے جوہر سے کہا کہ بغیر تمھاری مدد کے یہ مشکل کام آسانی سے حل نہ ہو سکے گا اور ہم اس کے سرانجام کرنے سے مجبور ہیں اس دوست کی خلاصی تمھارے ہاتھ ہی جلدی اسکی فکر کرے ایسا نہ کہ وقت ہاتھ سے نکل جاوے اور پھر کچھ بن نہ پڑے غرض کہ کو ا رہبری کو کے

چو ہے کوہرن کے قریب لے گیا اور وہ دام کاٹنے میں مصروف ہوا اتنے عرصہ میں سنگ پشت بھی آیا اور اپنی مجبوری ظاہر کی ہرن نے کہا کہ اے شفیق بدل رفیق تیرا یہاں آنا میرے حادثہ سے بھی عجیب تر ہو اور خوف و خطر کا اندیشہ ہی اگر صیاد آپہنچا اور سوش میرے حلقے کاٹ چکے تو میں ایک ہی جست میں بھاگ سکتا ہوں اور کو اپر دواز کر جاے گا اور سوش بھی کسی سوراخ میں چھپ سکتا ہی لیکن تجھے نہ طاقت پر دواز کی ہی نہ گرنہ کی پھر تو نے کیوں یہ بے جا تکلیف اٹھائی سنگ پشت نے کہا اے عزیز نہ بھلا یہ کیوں نہ ہو سکتا تھا کہ تو اسیر دام بلا ہوا اور میں خبر گیری نہ کر دن لست ہو میری دوستی پر اگر ایسی حالت میں اپنے یار کی غنجواری نکر دوں اس لئے کہ زندگی کا لطف بے دوستوں کے محض بیکار ہی اگر دنیا میں کوئی بغیر دوست کے زندگی کے دن پورے کرتا ہی تو وہ بالکل حلاوت زندگی سے بے بہرہ ہی بزرگوں کا قول ہے

| | |
|--|---------------------------------|
| بہار عمر ملاقات دوستداران ست | چہ خطر و خضر از عمر جاودان تنہا |
| <p>الغرض یہ گفت و شنید ہو ہی رہی تھی کہ دور سے صیاد نما یان ہوا اور چو با بھی بند کاٹ کر فارغ ہو گیا تھا ہرن تو ایک چھلانگ مار کر فوراً فرار ہو گیا اور چو با بھی ایک سوراخ میں جا چھپا بے چارہ سنگ پشت اسی جگہ پر لڑا ہوا صیاد نے قریب آکر دام کشا ہوا پایا اور دہنے بائیں دیکھنے لگا کہ یہ بند کس نے کاٹے اتفاقاً اسکی نگاہ سنگ پشت پر پڑی اپنے دل میں کہنے لگا کہ ہر چند یہ متاع قلیل ہوے برجستہ کے مقابل میں بالکل حقیر و ذلیل ہی لیکن خالی ہاتھ پھرنا بھی شگون بد ہو اور صیاد کی عزت پر اس سے حرف ہوتا ہی یہ تصور کر کے صیاد نے سنگ پشت کو تو بڑے میں ڈال لیا اور</p> | |

شہر کی جانب روانہ ہوا۔ بعد ازاں تینوں دوست ایک جا ہوئے اور سنگ پشت کو تلاش کرنے لگے جب کہیں اُسکا پتہ نہ ملا تو خیال کیا کہ اسیر بند صیاد ہو گیا ہو نہایت غمزہ ہو کہ فریاد فغان کرتے ہوئے رنج و مفارقت میں سخنان درد انگیز زبان پر لانے لگے۔ بس ہرن کو سہ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے میرا غمخوار اس جزیرے فرسے کوئی مطلب حاصل نہوگا لائق یہ ہو کہ کوئی تدبیر مناسب کام لیا جائے جسکے وسیلہ سے اپنا دوست مخلصی پائے چوہے نے کہا اے آجو میرے ذہن میں ایک تدبیر آئی ہے وہ یہ ہو کہ تو صیاد کے سامنے اس طرح لنگھتا ہوا مسست و غلین بن کر آگے آگے چل کہ صیاد سمجھے کہ تو زخمی ہو اور تیرے عقب میں کو اچھڑ پھڑاتا ہوا اڑے جیسا کہ زخموں کو دیکھ کر کوئے اڑا کرتے ہیں جب اس ہیئت سے صیاد تجھے دیکھے گا تو ضرور تیرے گرفت کا قصد کرے گا اور تو بڑا زمین پر رہ کھکھکے تیرا تعاقب کرے گا اسی طرح پیچھا کرتا ہوا درنکل جائے گا اور میں سنگ پشت کو رہا کر کے کسی غار میں پوشیدہ ہو جاؤں گا سب دوستوں نے اس تدبیر کو پسند کیا اور تحسین و آفرین کے کلمے زبان پر لانے غرض کہ جو جب تجویز قرار دادہ کے ہرن اور کو ا صیاد کے مقابل چلے گئے اور صیاد خام طبع نے ہرن کو لنگھتے ہوئے اور کوئے کو اُسکے پیچھے لگے ہوئے دیکھا تو نہایت خوش ہو کر ہرن کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا اور تو بڑہ زمین پر گر کھکھکے ہرن کے تعاقب میں چلا۔ بس صیاد کے جانے اور تو بڑہ رکھنے کی دیر تھی کہ موش نے تو بڑہ کا بند کاٹ دیا اور سنگ پشت کو رہا کر لیا اور دونوں ملکر کسی محفوظ جگہ میں چلے گئے۔ بعد عرصہ دراز کے صیاد ہرن کی تلاش سے بنگاہ ہو کر مایوسی کی حالت میں تو بڑہ کے قریب آیا سنگ پشت کو نہ پلا اور تو بڑہ کو دیکھا کہ

کٹا ہوا ہی نہایت اُس کو تعجب ہوا اور تصور کرنے لگا کہ جو واقعہ مجھ کو
درپیش ہوا ہو اگر کسی سے بیان کروں تو وہ کسی طرح باور نہ کرے گا مگر جو کیفیتیں
جن و پریوں کی انسان بیان کیا کرتے ہیں اب اُن کی تصدیق ہوئی غالباً یہ
وہی سرزمین ہی جہاں دیو و پریوں کا مسکن ہی اب یہاں سے جلد چلنا اور
جان بچا نا ضروریات سے ہی اور جانور دن کی طمع میں اس طرح جنگل میں کبھی
نہ آنا چاہیے پس صیاد نے تو بڑے کو شکستہ اور جال کو کٹا ہوا پا کر اٹھالیا اور
وہاں سے چل کر اپنے مکان پر آیا کچھ نذر نیاز دلوائی اور اپنے بڑا درمی کے
چرخیاں روں کو بھی اس عجیب و غریب کیفیت سے اطلاع دی اور ہر ایک کو اُس
جنگل میں نہ جانے اور شکار نہ کھیلنے کی تاکید سخت کی بلکہ تمام محلے میں منادی
کرادی کہ خبردار فلاں جنگل میں کوئی اس طرح شکار کھیلنے نہ جائے جب کہ صیاد
چلا گیا تو سب یاران موافق یک جا ہوئے اور درگاہ جناب باری تعالیٰ میں ہزار ہزار
شکرانہ بجالائے اور بہت خوشی و خرمی سے اپنی اپنی آرامگاہ میں چلے گئے اور
یکدلی اور یک جہتی کی برکت سے درطہ ہلاکت سے غلصی پاکر مدت اعمرمیش و عشرت
سے بفارغالبالی بسر اوقات کرتے رہے۔

قطع

| | |
|-------------------------------------|-------------------------------------|
| چون دو تاش عاجز آید از دست زانی ر | رشتہ نایک تاست آزار ز زالی بگسلد |
| ور شکر تنہا خوری ہم گرم گردا جب گرم | گل کہ تنہا بوئی آخر خشک گردوز و داغ |
| قوت جان را دول را گلشکر گلشکر | زمین دو تنہا ہیچ قوت ناید اند جان ل |

باب چوتھا

دشمنوں کے فریب سے مطمئن نہ رہنے کے بیان میں

راے دلاشیم نے بیدیا سے برہمن سے کہا کہ دوستان یکدل کی داستان تو میں نے خوب گوش دل سے سماعت کی اب یہ بتنا ہو کہ دشمنان دوست و دوآشنایان بیگانہ فر کے حالات سے بھی مطلع فرمائیے برہمن نے بیان کیا۔

حکایت شہراوچین میں ایک عظیم الشان کوہ تھا اُس پر ایک درخت بہت تناور پر از شاخ و برگ تھا جس پر ہزاروں کوؤں نے اشیانے بنالیے تھے۔ اُون زانوں میں ایک سردار فیروز نامے تھا حسب اتفاق ایک رات کو بوموں کے ہاتھ نے جو شب آہنگ کے نام سے مشہور تھا زانوں پر شبنون مارا اور فتحمدی کے ساتھ واپس چلا گیا۔ دوسرے دن کوؤں کے سردار نے اپنی جماعت باقی ماندہ کو یکجا کر کے کہا کہ بوموں کی جسارت اور شبنون مارنے کی کیفیت تم سب پر بخوبی روشن ہو اُس سے زیادہ تر شکل یہ بات ہو کہ اُنکو ہمارے مسکن اور جلے پناہ سے کماحقہ آگاہی ہو گئی ہو اور اس فتح و فیروز نے اُنکی ہمت کو اور بھی بلند کر دیا ہو۔ اُس پر نظر کر کے یقین کیا جاتا ہو کہ اس سے بڑھکر غلبہ پیدا کرینگے۔ کوؤں کی جماعت میں چار کوے بڑے ہوشیار و فہیدہ تھے جن کی راے پر بادشاہ زانوں کو بھی کلی اعتماد تھا منجملہ اُن کے ایک کوے نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور دانایان سابق نے اپنے

تجربہ سے یوں ارشاد کیا ہو کہ جو وقت کسی جماعت میں تاب بمقاومت باقی نہیں ہتی تو انکو یہی مناسب ہو کہ جلد ارہٹن ہو جائیں اسلئے کہ جاے سکونت پر بالاستقلال بود و باش کرنے میں ہزار دن خطرون کا اندیشہ پیش نظر رہتا ہو اور علی الخصوص ایسی صورت میں جب کہ شکست فاش کا سامنا ہو چکا ہو اور مغلوب ہو گئے ہوں دوسرے زانغ سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اس باب میں تیری کیا رائے ہو اُس نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ فریق مخالف کے ایک ہی حملہ میں ترک وطن کر دینا جرات ہمت سے بہت بعید ہے انکے حق میں بہتر یہی ہو کہ جنگ کی قابلیت پیدا کریں اور اپنا بدلہ لیں۔ بادشاہ نے تیسرے ذریعہ کو سے دریافت کیا کہ اس مقدمہ کے متعلق تیرا ذہن کس جانب منتقل ہوتا ہو اُس نے اتنا س کیا کہ بوم اگر سبے خراج لینے پر رضا مند ہو جائیں تو مصاحت ہو جانا بہت بہتر ہے تاکہ ان کی خراجگذاہی سے ہم بلا خوف و ہراس بسر کریں جب چوتھے خردمند کی باری آئی جو بڑا زیرک و دانا تھا اور کار شناس کے لقب سے لقب تھا بادشاہ اسکی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ جگو تیری رائے پر کامل اعتماد ہے اس بارہ میں کیا تدبیر کرنا مناسب وقت ہو اسکو ظاہر کرتا کہ یہ کام عمدہ اسلوب پر انجام پاسکے کار شناس عرض رسا ہوا کہ فی الحال اسکی تدبیر کمال غور و فکر سے خوب سوچ و سمجھ کر عمل میں لانا چاہیے

تعیل میں باب میں خلاف عقل ہو۔ عاقلوں کا قول ہے

| | |
|------------------------------|-------------------------|
| بشمیر سے کمی تا حد تو ان کشت | برائے لشکر سے ریشکے پشت |
|------------------------------|-------------------------|

کترین کی تنہا ہو کہ تنہائی میں حضور سے چند باتیں عرض کر دیں۔ شرکار جلسہ میں سے ایک نے کہا کہ اگر دانا دل مشاورت سے فائدہ یہ ہو کہ جلد ارہٹن ہو

اپنی اپنی رائے ظاہر کرین شاید اُس میں سے کوئی تدبیر شاہد مراد سے ہم آغوش ہو جائے اور مشورہ کل عقلا کے اجماع سے ہوتا ہی نہ کہ خلوت میں پس کیا وجہ ہو کہ تو صلاح و مشورے کو خلوت خاص میں بہتر جانتا ہی۔ کارشناس نے کہا کہ امور مملکت اور راز ہائے سلطنت عام معاملات رسمی و عرفی کی طرح نہیں ہوتے ہیں جو ہر جمع کے سامنے بیان کیے جائیں۔ فرض کیا جائے کہ کل حاضرین مجلس خیر اندیش وارد و متخواہ ہیں مگر ان کے دوستوں کے دوستوں سے کیونکہ اطمینان ہو سکتا ہی بہر تقدیر اگر ان کی جانب سے خاطر جمع بھی ہو تو تجھ کو کیونکہ اسکا علم ہو سکتا ہی کہ اس انجمن میں کوئی سخن چین بھی شامل ہی جو کل حالات کو سن کر دشمن سے پوست کندہ بیان کر دے۔

نہان کے ماندان اڑے کر دسازند مغلها

ایسے واقعات اکثر ہوئے ہیں کہ ملک و سلطنت بلکہ حیات و زندگانی تباہ و فساد کی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئی ہی جیسا کہ حاکم کشمیر کا واقعہ گذرا ہی بادشاہ نے استغناء کیا کہ کس طرح کارشناس نے اس نقل کو بیان کرنا آغاز کیا۔

حکایت فرانسہ کے کشمیر کی ایک مشوقہ و لذت از بھی نہایت حسین و پری پیسکہ و ماہر و قوس برد و حسن خوبی میں اپنا نظیر نہیں رکھتی تھی اور حاکم کشمیر اسکو بہت چاہتا تھا اور اسکے حسن و لفریب پر دلدادہ تھا از انجا کہ بے وفائی عورتوں کا شیوہ و دخلقی عادات میں سے ہی اس عورت نے ملازمان و رگاہ میں سے ایک شخص کیساتھ تعلق خاطر پیدا کیا اور وہ مرد بھی اسکے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر نہایت مانوس ہو گیا چنانچہ اکثر اوقات عاشق و معشوق کے مابین اشاروں اور کنایوں میں باتیں ہوا کرتی تھیں اور دلی خیالات رمز و کنایہ میں ظاہر ہوتے تھے۔

| | |
|---------------------------|-------------------------------|
| میان عاشق و معشوق رمزی ست | کرا انا کا تین را ہم خبر نیست |
|---------------------------|-------------------------------|

ایک روز حاکم کشمیر کو اس حال سے آگا ہی ہو گئی آتش غیرت مشتعل ہوئی
بقول شاعر۔

| | |
|-----------------------------------|--------------------------------------|
| بھڑکار ہی ہر آتش غیرت کو ہوس لیتا | کیونکہ کون کہ زانوا عدا پہ سر نہ تھا |
|-----------------------------------|--------------------------------------|

اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ فی الواقع یہ لوگ مجھ سے عداوت رکھتے ہیں ایسی
حالت میں مضطرب ہونا دور اندیشی کے مسلک سے کو سون دور ہو غلبت نہ کرنا چاہیے
پہل سے از روے حکمت و مصلحت وقت تجاہل عارفانہ اختیار کیا اور اس فکر میں
سوچا کرتا تھا کہ خفیہ طور پر ان خیانت شعاروں کو معقول سزا دی جائے اور راز بھی
افشا نہو۔ دوسرے روز موافق معمول کے جبکہ مسند حکومت پر جلوہ فرما ہوا۔ اور
امورات ملکی و مالی کے انتظام سے فراغت ہوئی تو وزیر سے منہ لیا کہ ہر چند کہ کار فرماے عقل
یہ کہتا تھا کہ یہ راز سربستہ وزیر سے بھی پوشید رکھا جائے اور جو دل میں آئے وہ کر گزرتے
لیکن باقتضائے بیہری و اضطراب ماجراے شب گذشتہ اور اپنا عندیہ زبان پر
لایا اور اپنے فانی انصاف کو وزیر سے ظاہر کر دیا۔ وزیر نے صلاح دی کہ ان کو قتل کر دینا
چاہیے اور یہ راز قرار پائی کہ دونوں کو شربت زہر آمیز سے ذائقہ مرگ چکھا دیا جائے
اور اس طرح کہ کسی کو کانوں کان خبر نہونے پائے تاکہ پردہ ناموس چاک نہ ہو اور
بدنامی کا رشتہ منقطع نہو جائے بجز شاہ دوزیر کے دوسرا اسل سراسر سے واقف نہونے
پائے۔ غرض کہ یہ بات قرار پائی اور بعد برخاست وزیر اپنے مکان پر آیا دیکھا تو بیٹی کو
بہت رنجیدہ اور کبیدہ خاطر پایا۔ سبب زردگی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسی عورت
بدکار نے لڑکی کو سر محل سخت و سست باتیں کہیں ہیں جس سے منہ موم ہو رہی ہو۔

وزیر نے بیٹی کی تسلی کی اور شہناک تو ہو ہی رہا تھا اسکی زبان سے نکل گیا کہ تو کچھ رنج
 و الم نہ کر کیونکہ عنقریب اسکی شمع حیات گل ہو اچا ہتی ہو اور غنیمت اسکا صرصر اجل سے
 پتر مردہ ہو اچا ہتا ہو۔ لڑکی نے حقیقت حال دریافت کی وزیر نے دلداری کی راہ
 سے اس راز سر بستہ کو محفل طور پر کچھ ظاہر کر کے اُسکے مخفی رکھنے میں بیٹی سے بہت مبالغہ کیا
 وزیر کی لڑکی یہ خوشخبری سنکر باہر آئی اُس وقت ایک کنیز بھی خاتون مکارہ کیطرت
 سے عذر خواہی کے لیے آئی دختر وزیر بولی کہ کچھ رنج و الم کی ضرورت نہیں، ہو اگر
 خاتون نے بیوجہ مجکو ذلت دی ہو تو اُسکی پاداش بھی بہت جلد یا جائے گی خادمہ
 نے نہایت خوش ہو کر پوچھا کہ کیا ماجرا ہو اُسکی بد مزاجی اور سخت کلامی سے میں بھی
 بہت عاجز ہوں اور میری بھی تمنا ہو کہ کسی طرح اس سے خلاصی پاؤں۔ لڑکی نے
 کہا اگر تو اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرے اپنے دل میں پوشیدہ رکھے تو تجھے کون کنیز
 نے قسین شدید کھائیں اور اقرار کیا کہ میں ہرگز اس راز کو زبان پر بھی نہ لاؤں گی اپنے دل
 میں پنہان رکھوں گی آپ کچھ اندیشہ نہ کریں چنانچہ دختر وزیر نے کنیز سے کل حال بیان کر دیا۔
 کنیز واپس گئی اور خاتون سے اسے من و عن حال ظاہر کیا۔ خاتون نے اپنے آشنا سے اس
 حال کہہ سنایا اسکی صحبت کے چند اوباش اور وہ ملکہ خضیہ طور پر حاکم کشمیر کے سامنے آئے اور
 اُسکے سفینہ حیات کو بادمخالف مات سے غرق بحر فنا کر دیا۔ اسوجہ سے کہ حاکم کشمیر نے
 اپنا راز دوسرے سے بیان کیا آخر کو ذائقہ موت چکھا اور جان شیریں کو بر باد کیا۔ اس
 حکایت کے بیان کرنے سے مطلب یہی ہو کہ ہرگز اپنا راز کسی پر ظاہر نہ کرے۔ امیرزا خان
 نے پوچھا کہ اخفاے راز کیونکہ کرنا چاہیے کار شناس نے عرض کیا کہ راز پنہان
 کے مخفی رکھنے میں اسدرجہ مبالغہ کر چاہیے کہ گویا خود ہی اس راز سے واقف نہیں ہو

مہر خوشی لبون پر لگا دینا چاہیے اور صندوق سینہ میں مقفل کر کے نگاہ رکھنا فرض ہے
حاکم یہ بات سنکر خلوت خانہ میں چلا گیا اور کار شناس کو طلب کر کے اُس سے پوچھا کہ
ماہین ہمارے اور بومون کے جو عداوت پیدا ہوئی ہو اسکا باعث کیا ہے وزیر نے
عرض کیا کہ زمانہ سابق میں کسی کو سے نے بومون کے حق میں ایسا کلمہ کہہ دیا تھا
کہ اُسکی کدورت اب تک اُنکے دلون میں قائم ہے کسی طرح وہ کینہ دیرینہ نہیں نکلتا
امیر نے پوچھا کس طرح کار شناس نے بیان کیا۔

حکایت ایک وقت میں بہت سے بزدے جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کر نیلے
کہ ہماری جماعت میں ایک حاکم مقرر ہونا چاہیے تاکہ ہماری امداد بوقت ضرورت کیا
کرے اس تجویز پر اگر ایک پرند کسی طائر کو بادشاہت کے لیے انتخاب کرتا تھا تو دوسرا
اُسکو روکتا تھا آخر کار بوم کی نوبت آئی ایک فرقہ کی یہ رائے قرار پائی کہ بوم اپنا حکمران
بنائیں چنانچہ اس امر کی رد و قدح سے آپس میں تنازع ہوا آخر سب اس بات پر
متفق ہوئے کہ کسی غیر جنس سے جو اس فرقہ میں داخل نہیں ہو دریافت کر کے اُس پر عمل
کر میں حسب اتفاق ایک زارع کہیں دور سے چلا آتا تھا اُنکو نظر پڑا سب نے کہا کہ یہ
نہ ہماری قوم کا ہے نہ اس مجلس کے حال سے کچھ واقف ہے اور ایک ثالث بالآخر ہو کسی کی
جانب داری نہ کرے گا اس سے رائے لین غرض کہ یہ تجویز بختہ ہو گئی اور کو سے کو بلا کہ
اُس سے صورت حال سب بیان کی اور طالب صلاح کار ہوئے کو سے نے حال سماعت
کر کے جواب دیا کہ یہ تجویز کمال شرم اور بے عزتی کی دلیل ہے اور یہ خود اسے خام تھا کہ
دماغون میں سا گیا ہو کہ بوم شوم کو اپنا فرمانروا بنانا تجویز کرتے ہو اُسکو سلطنت
اور جہاندارہی سے کیا مناسبت اور حکومت و جہانپانی سے کیا تعلق باز بلند پرواز

کیا دنیا سے مفقود ہو گیا اور ہمارے سعادت نشان کھلان چلا گیا طاؤس خوش منظر
 کیا نیست و نابود ہو اور عقاب والا مرتب کو کیا لاحق ہوا اگر یہ تمام پرند جہان سے
 نیست و نابود ہو گئے ہیں تو تمھارے حق میں بہتر یہ تھا کہ بے بادشاہ کے حاجت روائی
 کرتے اور بوم کا حلقہ اطاعت گردن میں نہ ڈالتے کیونکہ وہ کریم منظر ہونے کے علاوہ
 ناقص عقل بھی ہو اور بارین ہمہ اپنے کبر و غور سے باز نہیں رہتا۔ بالفرض اگر اُس کو اپنا
 بادشاہ بھی بنائیں تو اُس کا کیا علاج ہو سکتا ہو کہ میرا عظم جو باعث حیات عالم ہو اُس کے
 نور سے یہ محروم ہو پس مناسب یہ ہو کہ ان نافرمانوں سے درگزر و اگر تکو اپنے گروہ میں
 کسی کو حکمران بنا نامنظور ہی ہو تو یہ تجویز بہت قرین قیاس ہو کہ جو کوئی حادثہ یا امر عظیم
 در پیش ہو تو اُس کو عقل آرائی سے بوجہ احسن انجام دو جیسا کہ اُس خرگوش نے اپنے کو
 رسول ماہ بنایا اور عقل سلیم اور تدبیر صائب کے وسیلہ سے بلائے عظیم کو اپنے اوپر سے
 دفع کیا۔ مرغون نے دریافت کیا وہ کیونکہ جو کوتے نے بیان کیا۔

حکایت ایک سال ہاتھیوں کے ملک میں اساک باران کی وجہ سے خشک سالی ہو گئی
 ہاتھیوں نے تشنگی کی شدت سے تنگ آکر اپنے بادشاہ سے فریاد کی بادشاہ نے حکم دیا کہ
 جاسوس چار طرف روانہ کیے جائیں اور جہاں پانی کی کثرت ہو اُس مقام کی خبر لائیں
 چنانکہ ہر کار سے اطراف و جوانب میں تلاش کرنے کے لیے روانہ ہوئے جسے جس کرتے
 کرتے ایک چشمہ پر وارد ہوئے جسکو چشمہ ماہ کہتے تھے اور وہ بہت عمیق تھا اور پانی
 آسمین نہایت صاف اور شفاف بھرا ہوا تھا۔ بادشاہ اپنے خدم و حشم سمیت اُن کی
 رہنمائی کے بوجب اُس چشمہ پر گیا حوالی چشمہ میں خرگوشوں کا ایک گروہ قیام پذیر
 تھا فیکون کی آمد و شد سے اُن کو بڑی تکلیف کا سامنا ہوا ایک روز کل خرگوشوں نے

بالا اتفاق اپنے پادشاہ کے حضور میں جا کر عرض کیا کہ اے ملک تخت نشینی اور تاج پوشی
عدل و انصاف کے لیے ہو نہ عیش و عشرت کے واسطے اب وہ وقت ہے کہ ہمارا انتقام
ما تھیون سے لے اور دوسری ہماری کہ بادشاہ نے کہا کہ یہ بات کوئی سہل نہیں بلکہ بطور سرری
بلا فکر و تامل اس کام میں مداخلت کر سکون بلکہ یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم میں سے جو کوئی زیور
عقل و خرد سے آراستہ و پیراستہ ہو وہ حاضر ہو کر مشورہ دے چنانچہ خرگوشوں کی جماعت میں سے ایک
تیز ہوش بہروز نامی خرگوش تھا وہ یہ کلام سن کر آگے بڑھا کہ تجکو بطور ایلیچی گری بادشاہ فیلان کے
پاس بھیج دیکھے بادشاہ نے فرمایا کہ تجکو مبارک ہو جاؤ لیکن یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ ایلیچی گویا
بادشاہ کی زبان ہوتا ہے جو کچھ ایلیچی گفتگو کرتا ہے وہ بادشاہ کا قول ہوتا ہے پس بہروز بادشاہ سے
رضعت ہو کر ماہر آیا اور بعد غور و تامل کے شام کا منتظر رہا جب کہ ماہ شب افزو نے اس
تھا کہ ان ظلمات کی کو نور کیا خرگوش بادشاہ فیلان کے جانب روانہ ہوا اور اس نے اپنے
دل میں خیال کیا کہ یہ ظالم بڑے کوہ پیکر اور زبردست ہیں ان سے بچنے کی کوئی تدبیر
کرنا چاہیے کیونکہ یہ سرست بارہ نخت ہیں یہ کیسی پیرواہ نہیں کرتے اسوجہ سے یہ بہتر معلوم
ہوتا ہے کہ ایک بندی پر چڑھ کر در سے پیغام رسانی ادا کر دوں اگر منظور کریں تو فہم الہیاد
ور نہ ابی جان بچا کر بھاگ جاؤں پس ایک بلند مقام پر چڑھ کر اسے آواز دی کہ
اے بادشاہ فیلان میں پیغامبر ماہ کا ہوں بادشاہ فیلان نے پوچھا کہ ماہ کا کیا پیغام
لایا ہے بہروز نے جواب دیا کہ ایلیچی کا قول فعل مثل بادشاہ کے حکم کے ہے اس پر کوئی الزام
عائد نہیں ہوتا ہے اے بادشاہ فیلان تو خوب جانتا ہے کہ ماہ بازار شب کا امیر اور شہر بابا
روز کا نائب ہے اگر کوئی اس کے خلاف دوزی کرے گا اور اس کا پیغام گوش ہوش سے
سماعت نہ کرے گا تو گویا قیامتہ اپنے پائون پر مارے گا اور باعث اپنی ہلاکت کا ہو گا ملک فیلان

یہ کلام سنکر اپنے مقام سے نکل آیا اور پوچھا کہ پیغام ماہ مضمون بیان کر تہر دزنے جواب دیا کہ ماہ کے پیغام کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی طاقت و توانائی کے گھنٹہ میں مغرور و متکبر ہوتا ہے اور زیر دستوں اور کمزوروں پر ظلم و جور درکھتا ہے وہ خود اپنے آپ کو گر داب ہلاکت میں ڈالتا ہے اور تو نے اس زعم میں کہ اور جانوروں سے میں قوی کشتہ ہوں ہمارے چشمہ پر قابض ہوں کیا قصد کیا اور اپنے لشکر کو اس مقام پر لایا اور اس پانی کو بالکل تیرہ اور کدورت آمیز کر دیا اور ایک کھل بلی مجاہدی کیا تو نہیں جانتا کہ جو کوئی یہاں آتا ہے وہ جان بلاست نہیں بجاتا پس میں ازراہ مہربانی و عنایت جو پیغام تجھے بھیجتا ہوں اُس پر توجہ کر کے اپنے ملک کی طرف واپس جائیگا تو تیرے حق میں بہت بہتر ہے ورنہ میں بذات خاص آکر تجھے ضرور ہلاک کر دوں گا اور اگر اس پیغام میں تجھے کچھ شک و شبہ ہو تو فی الفور یہاں چلا آ کہ میں اپنے چشمے میں اس وقت موجود ہوں بادشاہ فیلان اس کلام کو سنکے بہت متعجب ہوا اور بجانب چشمہ روانہ ہوا اور ماہ کا عکس پانی میں دکھا ہر روز بولا کہ بادشاہ تھوڑا پانی اٹھا کر منہ دھو اور سجدہ کر تا کہ تھوڑے رضی و خوشنود ہو کہ بلطف کر تجھے مہربانی کی نظر کرے ہاتھی نے سونڈ بڑھا کر پانی اٹھایا اس میں ایک جنبش پیدا ہوئی ہاتھی نے خیال کیا کہ بیشک ماہ اس وقت غیظ و غضب میں ہے فوراً بکار کہ ای لمیجی بموجب تیرے قول کے میں نے سونڈ پانی میں ڈالی تو ماہ کو اضطراب کی حالت پیدا ہو گئی ہر دزنے عرض کیا کہ فی الواقع ماہ نہایت بیقرار ہو گیا اب تو جلد سجدہ کر تا کہ غصہ ماہ کا فرو ہو جس سے ملک فیلان نے قبول کر کے سجدہ کیا اور کہا کہ آئندہ میں اس چشمہ پر نہ خود آؤں گا نہ اور ہاتھیوں کو آنے دوں گا یہ کہہ کر وہاں سے معاودت کی اور مع اپنے خدم و حشم کے اپنے جزیرہ کی طرف چلا گیا ہر روز یہ خوشخبری لے کر اپنے بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور یہ مرزہ سنایا کہ اس تدبیر سے اس بلا سے سیاہ سے تمام خرگوشوں کو نجات ملی کو تے نے کہا کہ مقصود اس

داستان کے بیان کرنے سے یہ ہو کہ تمہارے گردہ میں ایک ایسا خردمند ہونا ضرور ہو کہ جو بوقت حاجت مقول تدبیر عمل میں لائے اگر فی الحال کوئی ٹیک تمہارے مشورہ میں شامل ہو کہ غور کرنا تو کبھی یہ رائے نہ دیتا کہ بوم شوم کو اپنا حکمران بناؤ پس بادشاہ کے لیے فادہ ہونا ضروری امر ہو نہ مجبور رعایا پر ہمیشہ مصیبت نازل رہے گی جیسا کہ اس بلی سے چکور اور تہو کو ہوئی تو سے نے کہا کس طرح اُس نے بیان کیا۔

حکایت ایک دامن کوہ میں ایک درخت پر میرا آشیانہ تھا میرے ہمسایہ میں ایک چکور کا مسکن تھا جسے دیکھ کر مجھے نہایت خوشی حاصل ہوتی تھی اتفاقاً وہ کسی سمت کو چلی گئی اور عرصہ دراز تک اُس کا کہیں سراغ نہ ملا تب یقین کامل ہو گیا کہ وہ ہلاک ہو گئی اس کے بعد ایک تہو نے اُس کی جگہ پر آشیانہ میں سکونت اختیار کی بعد چند مدت کے چکور پھرائی اور دوسرے کو اپنے آشیانہ میں دیکھ کر بولی کہ میرا مسکن خالی کر دے تہو نے کہا کہ اب میں اس مقام پر قبضہ ہوں اگر تیرا کچھ حق ہو تو ثبوت پیش کر القصدہ دونوں میں تنازع کی صورت قائم ہوئی ہر چند میں نے اسباب صلح کے پیدا کیے لیکن کچھ مفید مطلب ہوئے آخر الامر یہ تصفیہ قرار پایا کہ اس مقدمہ کو ایک حاکم عادل کے محکمہ میں دائر کریں چکور نے کہا کہ یہاں سے قریب ایک بلی رہتی ہے جو نہایت پرہیزگار خداترین کم آزار ہو اس کے پاس چلنا چاہیے تاکہ بوجہ حسن اس کا فیصلہ کر دے دونوں فریق اس پر راضی ہو کر اُس کی جانب روانہ ہوئے اور میں بھی ان کے عقب میں چلا کہ ان کا احوال دیکھوں۔ مگر بسکین نے جب کہ ان کو دیکھا سالو سائے تسبیح و تہلیل میں مشغول ہوئی چکور اور تہو نے اس کے غاہری افعال گندہ منائی اور جو فردشی کو دیکھ کر ازراہ تعجب کچھ تو گفت کیا جب کہ بلی کو تحید و تمجید سے فراغت ہوئی تو چکور اور تہو نے اپنا دعویٰ پیش کیا اگر بہنے کہا کہ اے جو انو میں اب ضعیف ہو گئی ہوں اپنے اعضا جسمانی

چشم گوش وغیرہ کی کمزوری سے نقاہت بھیر طاری ہو نہ تمھاری باتیں اچھی طرح سن سکتی ہوں نہ تمھارا چہرہ بخوبی دکھائی دیتا ہی اسلئے قریب آؤ کہ میں دونوں کے استغاثہ سے آہن جوہ واقف ہو کر کوئی حکم مناسب دن جب یہ دونوں بے خوف و خطر نزدیک آئے ہلی نے ایک ہی جست میں دونوں پر حملہ کر کے اپنے مطیع مسدہ کو انکے لذیذ گوشت سے گرم کیا اور نوش جان کر گئی۔ یہ داستان اس غرض سے بیان کی گئی ہو تاکہ بخوبی معلوم ہو جائے کہ ہواؤں پر اعتماد کرنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہی۔ بوم شوم کا کام فریب اور نفاق سے ہمیشہ ملتا رہتا ہی اور انکے عیوب سے تمام عالم واقف ہوا اور سب کا اس پر اتفاق ہو۔ مرغون نے اس کلام کو سنا کہ اپنے ارادہ کو فسخ کر دیا اور بوم شوم کو بادشاہ بنانے کا قصد ترک کر کے اس تجویز سے باز رہے۔ بوم نے غصہ میں آ کر کوئس سے کہا کہ اؤ کل مو ہے بے حیا و بے شرم مجھ کو کیسہ جو فتنہ پر دار نہ بتاتا ہی آج سے ہمارے اور تیری قوم کے درمیان میں ایسا تخم نفاق جا ہی کہ جس کی بیج تحت الشری تک اور شاخیں تابہ فلک پہنچ گئی ہین کو ایہ کلام سنا کہ نہایت پشیمان ہوا کہ ناحق بے سمجھ ہو جے ایسا کام کیا اور اپنے قوم کے واسطے عداوت کی بنیاد قائم کر کے دشمنان جنگجو کو برنگینہ کیا مجھ کو مرغون کی نصیحت اور دخل در معقولات دینے سے کیا حاصل تھا یہ مقولہ صحیح ہو کہ زبان کو مثل تیغ آبدار بنانے سے یہ مقصود ہو کہ بیضرورت اُسکو نیام دہن سے باہر نہ نکالے ورنہ اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹنا ہی ہے۔

جراستے کہ ز تیغ زبان رسد بزل | بہ ہیج مرہم رحمت لکو نخواستہ شد

پس ہم میں اور بومون میں عداوت قائم ہونے کا یہی باعث ہو۔ بادشاہ نے کہا کہ اؤ کارشناس اب ہمارا تحفظ کس تدبیر سے ہو سکتا ہو۔ کارشناس نے کہا کہ وزیر اسے روشن رائے نے جنگ و صلح اور ترک وطن اور قبول باج و خراج وغیرہ کی جو کچھ تجویزین

کی ہن ان میں سے ایک بھی مجکو پتہ نہیں ہی جس کام میں راستی سے کامیابی حاصل ہونے کی امید نہیں ہی اسی میں جیلہ و فریب سے کارروائی کرنا ضرور ہی چنانچہ ایک زاہد سے فرہ گو سفند کو ایک ہی جیلہ میں چورے گئے بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ کیونکر ہی کارشناس نے بیان کیا۔

حکایت ایک زاہد نے ایک گو سفند فرہ خرید کی اور سی اُسکے گلے میں ڈال کر اپنے عبادت خانہ کی طرف لیے جاتا تھا چورون نے اُس گو سفند کو موٹی تازی دیکھ کر ارادہ کیا کہ کسی ترکیب سے زاہد کو فریب دیکر یہ بکری لینا چاہیے اور آپس میں یہ صلاح کی کہ بکری چل کر کسے بھاگ جائیں غرض کہ اس امر کی تعمیل میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا مگر کوئی موقع و محل ان کے ذہن نشین نہیں ہوتا تھا آخر کار سب کی رائے نے اس بات پر اتفاق کیا کہ مکر و حیلہ سے کام نہ لیں پس ان میں سے ایک آگے بڑھا اور کہا کہ اے مرد پیر اس کتے کو آپ کہاں سے لیے آ رہے ہیں دوسرا بولا کہ اس کتے کو کہاں سے جانیے گا تیسرے نے کہا کیا آپ کو ننگا کا شوق پیدا ہوا ہو جو کتے کو ساتھ رکھتے ہو۔ چوتھا بولا کہ اس کتے کو کس قدر دامون میں خرید کیا ہو۔ ایک کہتا تھا کہ ایسا کتا شبان لوگ اپنے پاس رکھتے ہیں دوسرے نے ازراہ طنز کہا کہ یہ لباس زہد و تقویٰ سے ملبوس ہونا اور نیچل العین جانور سے ہاتھ اور جامہ ناپاک کرنا کیا نازیبا ہو غرض کہ اس طرح ہر ایک اپنی اپنی مختلف گفتگو کرنا تھا جس سے زاہد کے دل میں بھی شک پیدا ہوا اور خیال باطل نے زاہد کو دوسرے میں ڈالا کہ اس جانور کے فرو شدہ نے شاید بھر سے نظر بندی کر دی جو کتا میری نظر میں گو سفند معلوم ہوا پس فی الفور بکری کو وہیں چھوڑ دیا اور فرو شدہ کی طرف چلا اور اُس کا جانا تھا کہ چورون نے گو سفند کو پکڑ لیا اور دھانہ باشد ہو گئے۔ دیکھو فریب نے زاہد کا گو سفند

گم کیا اور قیمت سے بھی محروم رہا۔ یہ داستان بیان کرنے سے مقصود ہو کہ ہم بھی جیلہ سازی کا طریقہ اختیار کریں ملکات زاغان نے کہا کہ جو کچھ تو نے تدبیر سوچی ہو وہ بیان کر کہ اسی کے مطابق عمل کیا جائے۔ کارشناس نے جواب دیا کہ میں اپنے نفس کو اس کام کے انجام دینے میں فدا کر دوں گا کیونکہ ایک شخص کی ہلاکت سے اگر باعث بہبودی جماعت کثیر ہوتی ہو تو نہایت پسندیدہ ہو مصلحت وقت یہی ہو کہ بادشاہ مجلس عام میں مجھے عتاب ظاہر کریں اور حکم دیں کہ اسکے بال و پر نوچ کر خون آلودہ و زخمی اسی درخت کے نیچے جہان میرا آشیانہ ہو ڈال دیں اور آپ مع لشکر روانہ ہو جائیں اور فلان مقام پر قیام کر کے میرے آنے کے منتظر رہیں تاکہ میں دام لکڑی کا ان کے راہ میں بچھا کر آؤں۔ پس بادشاہ خلوت سے غصہ میں بھرا ہوا اور صورت ہوناک بنائے ہوئے باہر آیا۔ کل لشکر اس انتظار میں تھا کہ دیکھیں بادشاہ کی اور وزیر کی محبت تخلیق سے کیا تجویز قرار پاتی ہو اور شاہد مقصود کس پہلو پر کرسی نشین ہوتا ہو جب کہ بادشاہ کی نظر غضب آلود دیکھی سب دریائے حیرت میں غرق ہو گئے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس منکر کارشناس کے پر و بال نوچ ڈالو اور اسکو خون آلودہ کر کے درخت کے نیچے ڈال دو چنانچہ حسب حکم اسکے پر و بال نوچ کر چھوڑ دیا اور آپ مع فوج و لشکر و ختم و خدم جہان قیام کی راہ قرار پائی تھی اس طرف روانہ ہوا۔ رات کے وقت بومون کا بادشاہ اس خیال سے کہ کوئی کل رات کے شیخون کرنے سے بہت خستہ حال و شکستہ بال ہو گئے ہیں اگر آج بھی ان پر دوسرا شیخون مارا جائے تو بال ضرور کام نکال تمام ہو جائے گا۔ الغرض شیخون کے قصد سے کوئوں کے مسکن کی طرف روانہ ہوئے جب کہ بومون کا فوج و لشکر اس مقام پر پہنچا تو دیکھا کہ کوئوں کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے نہ کوئی خبر اور اثر ظاہر ہوتا ہی ہاں صرف کارشناس ایک درخت کے تلے بحالت خستہ و زراب خون آلودہ اور پر و بال شکستہ پڑا ہوا اثر پ رہا ہی اور

آنکھوں سے آہستہ آہستہ آنسو روان ہین ایک بوم نے جو یہ حالت زار کارشناس کی دیکھی اور صدے گریہ سنی تو اپنے بادشاہ کو جا کر اطلاع دی بادشاہ بومان چند مقربان بارگاہ کو ہمراہ لیکر اس کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ کارشناس نے اپنا نام و نشان عمدہ و منصب کی کیفیت بتقریر و پذیر عرض کی یہ وزیر تو تھا ہی کل صحبتوں کے رنگ دیکھے ہوئے اور کل مراتب شاہی اور داب سلطانی سے واقف "لہذا اس طرز سے یہ معرض بیان میں لایا کہ بوموں کے بادشاہ نے بنظر توجہ اس سے پوچھا کہ جب تو وزیر باتدبیر اور مشیر امور سلطنت تھا تو کونسا ایسا جرم تجھ سے سرزد ہوا جس کے پاداش میں یہ حال تیرا کیا گیا۔ کارشناس عرض پیرا ہوا کہ بادشاہ سلامت میری جانب سے بظن ہو گئے اور انفر اپردازوں و حاسدوں کو موقع مل گیا انھوں نے سخن آرائی کر کے مجھ کو اس خال خراب میں مبتلا کرایا بادشاہ بومان نے دریافت کیا کہ بلا وجہ تو بدگمانی ہو نہیں سکتی آخر یہی مزاج شاہی کا باعث کیا ہوا کارشناس نے عرض کیا کہ شیخون کے بعد تمام وزیر و نکلو طلب کیا اور کہا کہ اب کیا تدبیر کی جائے میں نے عرض کیا کہ بوموں سے ہمیں جنگ کا یا را نہیں ہو مصلحت وقت اسکی تقضی ہے کہ ایچی خدمت شاہ بومان میں بھیج کر مصالحت کی بنا قائم کی جائے بادشاہ اس تجویز سے نہایت ناراض ہوا اور برہم ہو کر یہ حال میرا کیا گیا جو تو دیکھتا ہی شباب ہنگ نے پوچھا کہ آخر انکا ارادہ کیا تھا کارشناس نے کہا کہ ان کا قصد جنگ و پیکار کا ہی ملک بوم نے اپنے ایک وزیر سے استفسار کیا کہ کارشناس کے بارہ میں تیری کیا رائے ہے اسنے کہا کہ اس کو ہلاک کر ڈالنا مناسب ہو اس نظر سے کہ اسکے کلام سے بوسے نفاق پیدا ہی اگر یہ آتش شعلہ زن ہوئی تو اسکا فروزہ نانشکل ہی کارشناس اس تقریر کو سن کر رونے لگا اور کہا

| | |
|---|--|
| <p>مرخود دل در دمن دست دریش تو ایندم نمک بر جراحت مریش</p> | <p>دوسرے وزیر نے کہا کہ اسکا قتل کرنا آئین مروت کے بالکل برخلاف ہے جب کہ ایک شخص در ماندہ اور پافشاری اور امان چاہتا ہے تو اس کو پناہ نہ دینا مقتضائے مروت نہیں ہے دشمن کی تالیف قلوب کرنا ہر طرح مناسب ہے بادشاہ نے فرمایا کہ تفصیل سے بیان کر وزیر دوم گویا ہوا۔</p> |
| <p>حکایت ایک تاجر تھا نہایت الدار مگر عیب یہ تھا کہ بخیل اور کریم نظر تھا مگر عورت اسکی حسن و جمال میں بے فطرت تھی شوہر ہزار جان سے اس پر دالہ و شیدا تھا لیکن وصل پڑھ رہی نہیں ہوتی تھی ہر چند کہ شوہر طالب وصل تھا مگر وہ انکار ہی کرتی تھی۔ ایک شب کو ایسا اتفاق ہوا کہ چور اس کے مکان میں آئے عورت جاگتی تھی مگر مارے خوف کے شوہر سے پٹ گئی چور تو جاگ ہو جانے کی وجہ سے نہ رار ہو گیا مگر سوداگر نے بحالت مردار یہ مصرعہ پڑھا ہے</p> | <p>کیں بے بداری ست یارب یا بہ خواب</p> <p>بادشاہ نے وزیر سوم کی رائے دریافت کی اس نے عرض کیا کہ خلعت دے کہ اس کی پرورش کی جائے کیونکہ عاقلوں کا قول ہے کہ خاطر و تواضع سے دشمن کی جماعت میں تفرق ڈالتا چاہیے۔</p> |
| <p>چو در لشکر دشمن افتد خلافت تو بگذار شمشیر کین در خلافت</p> | <p>جیسا کہ فرزند بوری کی مخالفت نے زہد کی جان بچائی بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ کس طرح ہو بیان کر</p> |

اُس نے یوں بیان کرنا شروع کیا۔

حکایت ایک زاہد صبیح و شام عبادت الہی میں مصروف رہتا تھا ایک مرید نے ایک بھینس بطور نذر پیش کی ایک چور نے ارادہ کیا کہ زاہد کی بھینس کسی ترکیب سے لینا چاہیے چنانچہ اس راہ سے زاہد کے گھر گیا راہ میں ایک دیو اس کو مل گیا چور نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے جواب دیا کہ میں دیو ہوں فلاں زاہد کو قتل کرنے کے لیے جاتا ہوں چور نے بھی اپنا ارادہ ظاہر کیا اب دونوں مل کر زاہد کی طرف چلے چور کے لمبن یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر دیو نے پہلے اپنا دار کیا تو ہمایہ کے لوگ جاگ اٹھیں گے اور میرا کام ناقص رہ جائیگا اس طرح دیو نے بھی سوچا کہ اگر چور نے پہلے چوری کی تو میں محروم رہ جاؤنگا اسوجہ سے دونوں میں اختلاف پیدا ہوا اور اس شور و شغب میں زاہد کی آنکھ کھل گئی۔

چور در لشکر دشمن گرفتار خلاف

چرا تیغ باید کشید از غلات

جب کل وزیروں کی یہ راسب ہوئی تو وزیر اول نے پریشان ہو کر کہا کہ تمہارا حال مثل اُس بُرے عی کے ہوا چاہتا ہے۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ اُس کا حال کیونکر ہے اُس نے بیان کیا۔

حکایت ایک بُرے عقل و خرد سے بالکل معرا تھا اس کی عورت کسی مرد سے ناجائز تعلق رکھتی تھی لوگوں نے اس مرد سے بھار کو آگاہ کیا اور وہ تحقیق احوال کی طرف متوجہ ہوا۔ شام کے وقت اسے یہ ظاہر کیا کہ مجھ کو ایک ضرورت سے فلاں گاؤں میں جانا ہے اسوجہ سے میں دو تین دن نہیں آؤنگا یہ کہہ کر پوشیدہ طور پر پھر پھر ہی میں چھپ رہا عورت نے جانا کہ وہ تو گاؤں چلا گیا ہے اب اپنا کام کرنا چاہیے چنانچہ اس نے اپنے دوست کو بلایا اور

اُسکے ساتھ مصروفِ عیش و عشرت ہوئی جب کہ دونوں سرست بادہ طرب ہوئے تو اسکو کچھ آہٹ سی معلوم ہوئی اسنے آشنا سے کہا کہ تو مجھ سے پوچھ کہ تو کس کو زیادہ چاہتی ہو جیسا نے پوچھا تو عورت کہنے لگی اگرچہ خواہش نفسانی تجھ سے پوری کر لیتی ہوں مگر شوہر کو زیادہ عزیز رکھتی ہوں اور دینی محبت مجھ کو اُسکے ساتھ ہی بڑھئی جو گوشہ میں چھپا ہوا بیٹھا تھا یہ کلام عورت کا سنکے بہت خوش ہوا اور اس حرکت سے کچھ متعزز بھی نہوایا نہان تک کہ آشنا عورت کا چلا گیا بڑھئی صبح کو عورت سے اختلاط کرتا رہا اور اپنی رضا مندی و خوشی ظاہر کی اور اُسکی بدچلنی کو معذوری پر محمول کیا وزیر نے کہا کہ تم بھی بخار کی طرح دھوکا کھاؤ گے دشمن جب مجبور ہو جاتا ہی تو ہر طرح سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی فکر کرتا ہی۔ کار شناس نے کہا کہ اسی بار بے وفامیری مصیبت کو کمر سے کیا تعلق ہی وزیر نے کہا کہ تو نے عہد اپنا یہ حال بنایا ہی اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ دشمن کو ہلاک کرنے کی غرض سے لوگوں نے اپنے کو ہلاک کیا ہو مثل اُس بندہ کے ملک ہومان نے پوچھا کہ وہ کیونکر ہی اس نے بیان کیا۔

حکایت ایک جزیرہ مین جو نہایت سرسبز و شاداب تھا اور میوہ ہائے تر و تازہ اسیں بہت خوب ہوتے تھے بندروں کا ایک گروہ وہاں مقیم تھا ایک روز ایک ریچھ کا بھی گندہ اُس مقام مین ہوا اور میوہ کو دیکھ کر خرس کو ہوس پیدا ہوئی بندروں کی جماعت کو متفرق کرنے کا قصد کیا بندروں نے غوغا کر کے اُسکو گھیر کر خوب زخمی کیا ریچھ بھاگ کر اپنی قوم مین آیا اور مدد کا خواہان ہوا سب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ بندروں پر شیخون مار کر اپنا انتقام لینا چاہیے۔ سب قوم اس پر آمادہ ہو گئی۔

پراگتہ گی آرد انبوہ را

و ددل یک شود بر شکند کوہ را

اسنے عرصہ میں کہ شام ہو گئی اور ظلمت شب نے چہار جانب تاریکی پھیلادی ریچھ پہاڑ پر سے اتر اتر کر بندرون کے جزیرے کی طرف روانہ ہوئے حسب اتفاق بندرون کا بادشاہ آئستہ گمین چلا گیا تھا ریچھوں نے موقع پا کر باقی ماندہ اور موجودہ بندرون کو خوب ہلایا اور جزیرہ سے بھگا کر خود اس مقام پر قابض و متصرف ہو گئے اور اس ریچھ کو اپنا سرغنہ بنایا چند عرصہ کے بعد بندرون کا بادشاہ آیا اور یہ حال دیکھ کر اسکو سخت تعجب ہوا بندرون کی جماعت میں مسمون نامے ایک بندر نہایت غافل و غرور مند تھا اُسنے کہا کہ میں اپنی جان سے ہاتھ دھو کہ مطلب حاصل کروں گا اب مصلحت دلت ہلکی مقتضی ہو کہ میرے کان اور ہاتھ کاٹ کر دین ڈال دین اور بادشاہ مع اپنی جماعت کے اسی مقام پر چلا جائے تین چار دن کے بعد پھر اسی مقام پر ہر بفرانت تمام آکر آباد ہوں اور اپنا جنگل قبضہ میں لائیں غرض کہ اس تجویز کے مطابق عمل کیا گیا اور مسمون ملات پھر نالہ و زاری کر کے زخموں کی تکلیف سے کراہتا رہا اسکی خبر ریچھ کے بادشاہ کو ہوئی وہ ازراہ ترحم مسمون کے پاس آیا اور اسکا حال دریافت کیا۔ مسمون نے پہلے دلع و دشا سے بادشاہی ادا کی بعد از ان عرض کیا کہ میں وزیر شاہ ہوں یہ ہنگامہ جو واقع ہوا اسکے قلع و قمع کے بعد میں نے بادشاہ کو یہ صلاح دی کہ اطاعت قبول کرنا چاہیے اس میری تجویز پر وہ استدعا برافروختہ ہوا کہ غیظ و غضب میں آکر میرا یہ حال کیا جواب دے گا فرما ہے میں بادشاہ خراسان نے پوچھا کہ جماعت بندرون کی اب کس مقام پر ہو اُسنے کہا کہ ایک بیابان مردار زامی ہو آئیں سب مجتمع ہو رہے ہیں اور شخون مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں بادشاہ یہ حال سن کے نہایت برہم ہوا اور مسمون کو ایک خرس پر سوار کر کے بغرض لینے انتقام کے اس بیابان کی طرف روانہ ہوا جاتے جاتے جب دو پہر کا وقت آیا اور بادسموم کے جھوکھوں نے تمام صحرا کو کورہ آہنگران بنادیا اور تازت آفتاب نہاد درجہ تک پہنچ گئی بادشاہ نے گھبرا کر مسمون سے پوچھا کہ یہ کیسا بیابان ہے

جس کی ہیبت سے دل سینہ میں دھڑک رہا ہو میمون نے کہا کہ یہ میدان اہل ہی وہاں سے کوئی جا نہیں ہوتا اتنے عرصہ میں ہا دموم کا جھوکا ایسا تند تیز آیا کہ جس نے سب جھلسا دیا اور لوہ کے ہتھکے رقبہ میں مگر ڈھیر ہو گئے اس قصہ سے اہل یہ کہ اہل کینہ اپنا بدلہ لینے کی غرض سے جان کی بھی کچھ بڑا نہیں کرتے اور زندگی سے دست بردار ہو کر اپنا انتقام لے لیتے ہیں۔ بادشاہ بوان نے یہ تقریر سن کے کہا کہ یہ سراسر بہری ہو کہ چار ہی خواہی اور خیر اندیشی میں کسیکو اس قدر تکلیف پہنچے پس زارغ کو نہایت تعظیم و تکریم سے اٹھائے گئے اور حسب احکام شاہ بہت عزت و توقیر سے اُسکو رکھا۔ وزیر نے کہا کہ اگر میری عرض قابل پذیرائی نہیں ہو تو اس کے ساتھ مثل دشمنوں کے برتاؤ کیا جائے بادشاہ نے اس کی صلاح و تجویز سے منفرد ہو کر منہ پھیر دیا اور منظور نہ فرمایا اور کارشناس اسکی خدمت میں کمال اعزاز و کرام کے ساتھ بسر اوقات کرتے لیگا ایک روز عام دربار میں اسے سر مجلس بیان کیا کہ کوون کے بادشاہ نے مجھ کو بلا سبب مبتلا سے تکلیف دینا کیا ہو اسیلے میری خواہش یہ ہو کہ جب تک اُس سے انتقام اپنے کینے کا نہ لوں گا مجھ کو قرار نہ آئے گا۔ اور تا وقتیکہ زارغون کی صورت میں ہوں کبھی فائز المرام نہ ہوں گا۔ جن لوگوں نے زمانہ کا نیشب و فراز دیکھا ہو اُنکا یہ مقولہ ہو کہ جب کوئی ستم رسیدہ آتش ظلم سے جلتا ہو تو دعائیں جلد مقرون ہا جا بہت ہو جاتی ہو اگر بادشاہ سلامت پسند فرمائیں تو مجھ کو جلانے کا حکم دیدیں جب گرمی کی تش عسوس ہوگی تو اس وقت بصدق دل دعا کروں گا کہ اسی پروردگار مجھ کو ہم کی صورت میں مشکل کر دے اور قالب میں یوم کی ہیبت پر ہو جائے اطر ح قابو پا کہ بدلا چنانچہ اُس مجمع میں بومون کا وزیر اول بھی موجود تھا اُس نے بیان کیا کہ یہ شعبہ باز ہی ہر طرح کے رنگ بدلتا ہو اسکا جو ہر ہر صورت ناپاک رہیگا جیسے کہ اُس چوہے کا حال ہوا۔ بادشاہ متوجہ ہوا کہ بیان کردہ حال کس طرح گزرا اُس نے بیان کرنا آغاز کیا۔

حکایت ایک زاہد شب زندہ دار عبادت پروردگار میں مشغول رہتا تھا اور جو کچھ بارگاہ ایزدی سے طلب کرتا تھا اسکو ملتا تھا ایک جیل منقار میں چوہے کا بچہ دبائے ہوئے پرواز کر رہی تھی کہ بچہ اسکی چونچ سے چھوٹ کر زاہد کے سامنے گر پڑا زاہد کو رحم آیا اور اسے شفقت اسکے بارے میں دست دعا بلند کئے مستجاب الدعوات نے دعائے زاہد قبول فرمائی وہ فوراً ایک لڑکی حسین ہو گئی ایک مرید کے سپرد کر دی کہ وہ فرزندوں کی طرح اسکی پرورش کرے جبکہ وہ صدفون کو پہونچی تو زاہد نے دختر سے پوچھا کہ تیرا نکاح کس کے ساتھ کیا جائے اس نے جواب دیا کہ جو سب سے زیادہ زبردست ہو اسکے ساتھ میں اپنا عقد منظور کر دوں گی زاہد نے خیال کیا کہ ابرے زیادہ کوئی زبردست نہیں ہی لہذا اس سے کہا ابرے جو ابدی کہ جو ابھڑے زیادہ تو نا ہی جیسے دوش پر لیے یسے اڑتی پھرتی ہو جب ہوا سے استعالیٰ گئی تو اس نے کہا کہ پہاڑ سے میں بھی عاجز ہوں جب بدنے کوہ سے خواہش ظاہر کی تو اس نے کہا کہ چوہوں سے میں بھی پریشان رہتا ہوں وہ سب سے بڑھ کر ہیں دختر نے کہا بے شک مجھ سے سب پر غالب ہو وہی میرے نکاح کے لائق ہو زاہد نے پھر درگاہ باری تعالیٰ میں دعا کی وہ چوہیا ہو گئی اور ایک چوہے کے ساتھ چلی گئی کل شئی یدرجع الی اصلہ کا مضمون صادق ہوا زاہد اپنے کاشانہ عبادت میں واپس آیا اور یاد الہی میں مصروف ہوا اس داستان کے بیان کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف جاتی ہو ہر چند وزیر نے نصیحت کی اور حکایات خردمندانہ دعا قلانہ ہر ایک پیرایہ میں بیان کیے مگر بوموں کے بادشاہ نے اصلاً التفات نہ کی اور اسکے پند و نصائح کو مطلق خیال میں نہ لایا اور رفتہ رفتہ کو آ محرم اسرار شاہی ہو گیا ایک روز پوشیدہ طور پر اپنے بادشاہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ فلان پہاڑ میں ایک غار عقیق ہو دن کے وقت تمام بوم مٹی غار میں

مقیم رہتے ہیں اور اُس غار کے متصل ایک بارہنیزم خشک کا لگا ہوا ہی بادشاہ کو دن کو حکم دے کہ غار کے دہانے پر لکڑیاں جمع کریں اور مین اسپرگ لاکر رکھ دوں گا پھر بادشاہ یہ حکم نافذ کرے کہ تمام جماعت زراغون کی ایک ہی ساتھ اپنے اپنے پردن کو جنبش دے اس ترکیب سے نتیجہ یہ پیدا ہو گا کہ جو بوم غار میں رہے گا وہ دھوین سے گھٹ کر ہلاک ہو جائے گا اور جو مضرب ہو کر باہر نکلے گا وہ نذر آتش ہو کر جل بھن کے رہ جائے گا۔ غرض کہ اس ترکیب سے کارشناس نے تمام بوموں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ایک بھی جانبر نہ ہوا۔ ایک روز بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ تو مدت دراز تک بوموں کی صحبت میں رہا ہو اسے جواب دیا کہ حضور وقت پر جو کچھ مناسب ہو تا ہی ہر تنفس دی کرتا ہوں چنانچہ ایک مینڈک کا تذکرہ اسکا شاہد حال ہو جماعت فرمائیے۔

حکایت ایک سانپ سبب ضعف پیری کے نہایت ناتوان ہو گیا تھا اسکے ذہن میں یا کہ اس صورت میں غذا کی فراہمی کے لیے اب کم آزاری اختیار کرنا چاہیے پس ایک چشمہ کے کنارے گیا جہاں مینڈک بکثرت تھے تھے سانپ تھے مینڈک پر لوٹنے لگا ایک مینڈک کو اسکے حال پر تڑپا اور حال پوچھنے لگا اس نے جواب دیا کہ میری زندگی مینڈک کے شکار پر اب تک بسر ہوئی ہو گئی ایک واقعہ ایسا درپیش ہوا کہ عدا بھی اب شکار نہیں کر سکتا حتیٰ کہ مینڈک کا بادشاہ بھی آیا اور سانپ نے اُس سے سرگذشت اپنی بیان کی کہ مین نے ایک مینڈک کو شکار کرنے کا قصد کیا وہ بھاگ کر ایک زاہد کے مکان میں جا چھپا مین بھی گھسا زاہد کا لڑکا سو رہا تھا اسکے پاؤں کے انگوٹھے کو مینڈک سمجھ کر مین نے کاٹا اور وہ مر گیا زاہد نے میرے مارنے کا ارادہ کیا مین جنگل میں بھاگتا جاتا تھا آخر کو زاہد نے بدو عادی کے اسی پروردگار سے ذلیل و خوار کر اور مینڈک کے بادشاہ کا مرکب بنا اور ہرگز یہ مینڈک کپڑے

قادر نہ ہو لیکن بادشاہ ازراہِ ترحم جو کچھ تصدق اپنا مقرر کر دے وہ غنیمت سمجھ کر کھالیا کرے یہ دعا زہد کی مستجاب ہوئی اور میں بادشاہ کے مرکب بننے کو آیا ہوں۔ بادشاہ اپنا فخر سمجھ کر سانپ پر سوار ہوتا رہا ایک روز سانپ نے کہا کہ غریب پر در اس عاجز کی خوراک تجویز فرمائیے ورنہ بحالت گرسنگی کب تک سواری کے لائق رہوں گا۔

مینڈک کے بادشاہ نے دو مینڈک روز ایک صبح اور ایک شام مقرر کر دیے اور سانپ بہ آرام تمام بسر اوقات کرنے لگا۔

| |
|-----------------------------|
| ہر کار کہ عادت ملال انسزاید |
| در حالت احتیاج بدنہ مساید |

چنانچہ میں نے بھی صبر و شکر کر کے اسی پر قناعت کی بادشاہ نے کہا کہ بوم کو کمزور جانتے ہوں گے کار شناس نے جواب دیا کہ چار چیزوں کی قلت بھی کثرت پر دلالت کرتی ہے (۱) یہ کہ جقدر آگ زیادہ ہوگی یا کم ہوگی دونوں مقداروں میں قوت جلائیگی یکساں ہوگی (۲) قرض خواہ مقدار میں کم ہو یا زیادہ شرم قرض خواہی ایک دینار میں اور ہزار دینار میں برابر ہے (۳) بیماری اس کی تکلیف بھی کمی اور بیشی میں مساوی معلوم ہوتی ہے۔ (۴) دشمن اگر چہ کیسا ہی حقیر کیوں نہ ہو لیکن اُس سے ہرگز غفلت نہ کرنا چاہیے۔ سنا گیا ہے کہ ایک چڑے نے باوجود زبون اور قلیل الجشت ہونے کے مار توئی کیل سے پنا بدلہ لیا بادشاہ نے اسکی کیفیت دریافت کی کار شناس نے کہا۔

حکایت دھڑپون نے ایک گھر کی چھت میں جھونچہ بنایا تھا ایک بچہ پیدا ہوا اسکے لیے دونوں دانے لاتے تھے اور اُسکو بھرا دیتے تھے ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ نرنے جو اکر دیکھا کہ مادہ شور و فغان کر رہی ہے تو اسنے حال دریافت کیا مادہ نے کہا کہ میں ایک لمحہ

کے لیے کہیں گئی تھی جب واپس آئی تو دیکھا کہ ایک ماریساہ میرے بچوں کے مارنے کا ارادہ رکھتا ہی ہر چند میں نے اُس سے بہت منت و سماجت کی اور کہا کہ ہم دونوں نرو مادہ تجھ سے انتقام میں گئے اور جہاں تک ممکن ہوگا تیری ہلاکت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ نہیں گئے مگر سانپ ہنسنا اور کہا

دلیرے کہ اوشیر را پے کند
نہ بچون توئی عاجزی کے کند

آخر اُس ظالم نے میرے بچے کو کھالیا اور بام اُسی آشیانہ میں پڑا ہوا ہی۔ چڑے نے یہ ماجرا دیکھ کر بہت رنج کیا اور آتش فراق بجھ گئی اس کے سینہ میں مشتعل ہوئی۔ اُس وقت مالک مکان نے چراغ جلانے کے واسطے بتی کو تیل میں ڈبوایا اور چاہتا تھا کہ چراغ روشن کر کے چراغدان پر رکھے چڑیا نے بتی لیلی اور اپنے آشیانہ کے قریب کوٹھے پر ڈال دی صاحب خانہ کو یہ خوف ہوا کہ ایسا نہ کہ مکان میں آگ لگ جائے اور کل سامان جل کر خاک سیاہ ہو جائے اس اندیشہ سے بہت جلد کوٹھے پر چڑھا اور ہسا یہ کہ چند شخصوں کو بھی بلالیا جو لالھی لے کر اُس کے مکان میں دوڑ پڑے۔ سانپ نے جب اپنے سامنے شرارہ آتش دیکھا اور بام پر لوگوں کی آواز سنی فوراً آشیانہ سے سر باہر نکالا لوگوں نے اس کو سر نکالتے دیکھ لیا اور فی الفور لالھیان مار کر بہنم واصل کیا اس تذکرہ سے مقصود یہ ہے کہ سانپ نے اپنے دشمن کو حقیر و ذلیل سمجھا اور اُس کو کسی شمار و قطار میں نہ لایا آخر کار سراسر اس کا سنگ انتقام سے کچلا گیا بعد ازاں بادشاہ زاناغان یعنی فیروز نے بوجھا کہ بوموں کے طور و طریق رزم و بزم میں کس طرح پر تھے کار شناس نے عرض کیا کہ نہ ان کی رائے صائب ہی نہ راستی کی بو ان میں ہو البتہ ایک وزیر ان میں کا

نہایت زیرک تھا جس نے میرے قتل کی راس دی تھی لیکن اُس کی نصیحت کچھ
کارگر نہ ہوئی ۵

بایاز کو خواہ بعثرت بہ نشین
وز دشمن بد در من صحبت بر چین

باب پانچواں

مضرت غفلت اور مطلب کی نگہداشت کے بیان میں

راس دابلیم نے بید پایے برہمن سے کہا کہ جب کوئی اپنے دلی مقصد پر کامیاب ہو
تو اُسکی نگہداشت میں کیا کوشش کرنا چاہیے برہمن نے جواب دیا کہ اپنے مطلب کے تحفظ
میں اسکے چل کرنے سے بھی زیادہ کوشش درکار ہو اگر ایسا ہوا ہو کہ کم ظرف اور
بے عقل شخص حصول مقصد میں خود رفتہ ہو کر اپنی اصلی مراد کو بھی تلف کر دیتے ہیں جیسا
سنگ پشت کو بے محنت و مشقت کے ایک دوست مہربان اور خردمند بندر ملا تھا اور
نادانی کے باعث سے اُس بزرگ منش کو ہاتھ سے کھو دیا راس نے پوچھا کہ وہ کس طرح
تھا برہمن گویا ہوا۔

حکایت دریاے انضر کے ایک جزیرے میں ایک گروہ بندرون کا جمع تھا اور اُنکے
سردار کا نام کار دانا تھا اس کی بہار جوانی کو پیری کی خزان نے برباد کر ڈالا تھا نہ
جسم میں طاقت اور نہ آنکھوں میں بینائی تھی کار پر دازان سلطنت نے آپس میں مشورہ کیا

کر کے شاہی خاندان میں سے ایک جوان کو جو بہمہ صفت موصوف تھا حکومت کیلئے منتخب کر کے اپنا حکمران بنایا اور اُس پیر ناتوان کو معزول کر دیا۔ بے چارہ کار دانا اس ذلت کو گوارا نہ کر سکا اور اپنا چارہ کار سوسے غربت اور مسافرت اختیار کرنے کے نہ دیکھا۔ آخر کار توفیق الہی شامل ہوئی اور ایک جزیرہ میں جو میوہ ہاسے تر و خشک سے بھرا ہوا تھا جا پہنچا اور اُس جنگل کے تر و تازہ میووں پر فطاعت کر کے عبادت اور ذکر و معبود حقیقی میں مشغول ہوا ایک روز کار دانا انجیر کے درخت پر چڑھ کر انجیر کھا رہا تھا ناگاہ ایک انجیر اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر پانی میں گر اُسکی صدا بن کر خوش آئند معلوم ہوئی اس لیے یہ بار بار انجیر توڑ کر پانی میں پھینکتا تھا اور خوش ہوتا تھا اتفاقاً ایک سنگ پشت اُسی درخت کے نیچے پانی میں تھا وہ انجیر کو بہت رغبت سے کھاتا تھا اور یہ جانتا تھا کہ یہ بندر میرے لیے خاص کر انجیر توڑتا ہے اور محض مہربانی کی نظر سے بے سابقہ معرفت کے مجھ کو دیتا ہے اسکا ارادہ ہوا کہ سلسلہ مودت اور رابطہ اتحاد کو استحکم کرے پس سنے بن۔ کو آواز دی اور مرا ہم نیاز مندی بجالا کر نہایت گر جوشی سے گویا ہوا۔ بوزنہ نے بھی اُسکی ارا دمندی دیکھ کر کمال کشادہ روئی اور شگفتہ خاطر ی سے ملاقات کی اور بہت مہربانی سے پیش آیا۔ سنگ پشت نے کہا کہ مجھ کو آپ کی دوستی کی اُس تمنا ہی لیکن یہ خیال میرے پیش نظر ہے کہ آیا میں دوستی کے لائق بھی ہوں یا نہیں بوزنہ نے کہا کہ خردمند ان باریک بین کا قول ہی کہ تین گروہ سے اتحاد پیدا کرنا نہایت پسندیدہ ہے اول علماء و فقر کی جماعت سے جو ہمیشہ رضا جوئی پروردگار میں مصروف رہتے ہیں دوسرے وہ اہل کرم جو دوستوں کے خطا پوش رہتے ہیں اور نصیحت کرنے میں دریغ نہیں کرتے تیسرے وہ لوگ جو بے غرضانہ ملتے ہیں اور کسی طرح کی طمع اُن کو

نہیں ہوتی محض ماستبازی اور حق شناسی پر ان کی دوستی کی بنیاد قائم رہتی ہو اور اس طرح
تین گمراہ کی دوستی سے پرہیز کرنا بھی لازمی امر ہو اور وہ لوگ جو خواہشات نفسانی میں گستاخ
اور پائے بند ہوا و ہوس ہوں وہ کم کاذب اور بے اعتبار جو ہمیشہ غیروں کے کلمات غیر واقعہ
تجھ سے بیان کریں اور تیری باتیں دروغ آمیز اور دن سے کہیں سو ماحق اور سادہ لوحوں
سے احتراز کرنا ضروری امر ہو جو نیک و بد میں تمیز نہ کر سکیں جیسا کہ رنگون کا قول ہو کہ نادان
دوست سے دانا دشمن بہتر ہو جو دوست کہ جلیہ خرد سے معوا ہو اس کی مدد گاری میں سوا
نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں ہو جیسا کہ حاکم کشمیر - سنگ پشت نے کہا کہ وہ کس طرح بہر
ہو کار دانا نے کہا -

حکایت ملک کشمیر میں ایک بادشاہ تھا جس نے ایک بندہ پال رکھا تھا اور وہ بندہ
ہر روز بمقتضائے خلوص تمام شب کنار ہاتھ میں لیے ہوئے بادشاہ کے پلنگ کا پہرا دیتا
تھا قصداً ایک دزد زریک دور دراز مقام سے اس شہر کشمیر میں وارد ہوا ایک
رات کو اس نے اپنے رہائے جس سے دریافت کیا کہ کس محلے میں چلتا چاہیے ایک نادان
دزد نے جواب دیا کہ اس شہر کا ایک رئیس ہو جس کے اصیل میں ایک دراز گوش نہایت عمدہ
و فربہ ہو اور دو غلاموں کی محافظت میں رہتا ہو پہلے اس کو بے لین بعد ازاں ایک شیشہ گر
کی دوکان میں سینہ دیکر شیشہ ہاسے خوش رنگ اور بیش قیمت نقب کی راہ سے چرائیں
اور اسی دراز گوش پر لا کر اپنے قیاس گاہ پر لے چلیں دزد دانا اسکے کلام سنکر متعجب ہوا
اتنے عرصہ میں کو تو ال شہر گشت کرتا ہوا اس مقام پر وارد ہوا دزد عاقل تو دیوار کی
اڑ میں چھپ رہا اور دزد نادان گرفتار ہو گیا کو تو ال نے پوچھا کہ تو کون ہو اور کہاں
جاتا ہو اس نے کہا کہ میں چور ہوں اور میرا ارادہ ہے کہ رئیس شہر کے دراز گوش کو چرائوں

شیشہ گر کی دوکان سے قیمتی شیشوں کو نقب دیکر نکالوں اور دراز گوش پر لا دیکر لپکاؤں کو تو وال
 اسکی سادہ لوحی پر خندہ زن ہو اور کہا کہ ایسے دراز گوش کی فکر میں جس کی حفاظت کے لیے
 چند پاسبان متعین ہیں اور اس قسم کے شیشوں کے لیے جو نہایت ارزان بکتے ہیں تو اپنے کو
 ورطہ ہلاکت میں ڈالتا ہی اس سے تو بہتر تھا کہ خزانہ شاہی کا ارادہ کرتا تو کچھ دنوں میں بھی کرتا
 یہ کہہ کر چور کو حوالات میں بھیج دیا۔ دزد ریک کو بے وقوف چور اور کو تو وال کی گفتگو سے تھرج
 حاصل ہوا اور اُس نے اپنے دل میں کہا کہ میرا دوست نادان اور کو تو وال دشمن دانا تھا انجانہ شاہی
 کا ارادہ کرنا مناسب ہو پس قصر شاہی کے قریب آکر اس نے نقب لگانا شروع کیا۔ رات بھر
 خزانہ شاہی کی طمع میں تیشہ فولادی سے دیوار سنگین کا تھارہ بارے کچھ ٹھوڑی رات باقی
 رہی تھی کہ نقب تمام ہوئی اور دہانہ نقب کا خواب گاہ شاہی میں نکلا دیکھا کہ بادشاہ مسہری
 نذر نگار پر آرام کر رہا ہی اور ایک بند کپڑے پہنے ہوئے اور کنار ہاتھ میں یہ بادشاہ کے
 سر ہانے کھڑا ہی چوریہ حال دیکھ کر متعجب ہوا کہ بند رنگہ بانی کر رہا ہی اتفاقاً ایک بچھا چوٹیوں کا
 چھت سے بادشاہ کے سینے پر گرا بادشاہ نے خواب کی حالت میں سینہ پر ہاتھ مارا بندہ رنے
 دیکھا کہ بادشاہ کے سینے پر چوٹیاں پھر رہی ہیں تو غصہ میں کیا کہیں مجھ کو چوٹیاں پڑی
 گستاخی کریں کہ میرے خداوند نعمت کے سینے کو کھندل ڈالیں بس جھلا کر اسنے کٹار اٹھایا کہ
 سینہ شاہ پر مار کر چوٹیاں کو ہلاک کرے چوٹنے یہ حال دیکھ کر ایک جست کی اور بندہ کا
 ہاتھ مع کٹار کے خوب مضبوط پکڑ لیا بادشاہ کی آنکھ یہ آہستہ پکڑ لگی جو رو دیکھ کر پوچھا کہ
 تو کون ہی اس نے جواب دیا کہ میں تیرا دشمن دانا ہوں چوری کرنے یہاں آیا تھا اگر نادان
 دوست کو دیکھ کہ اگر ایک لمحہ توقع کرتا تو فوراً یہ کٹار مار کر خدا خواستہ حضور کی جتان کا
 خواہاں ہو جاتا اور شہستان شاہی کو خون سے رنگین کر دیتا بادشاہ حقیقت حال سے مطلع ہوا

اور چور کو سزا دے کہ اپنا ندیم خاص بنایا اور بندر کو پانچویں کر کے صلیب میں بھجوا دیلا ورنہ
 زیور خرد و سندی سے آراستہ تھا اس باعث سے اس مرتبہ اعلیٰ پر پہنچا اور بندر جو ہر عقل سے
 محروم تھا اسوجہ سے لباس عزت و حرمت اُس کے جسم سے اُترا کر خاکِ ندرت پر بٹھایا گیا
 اس داستان کے بیان کرنے سے مقصود یہ تھا کہ جو شخص عاقل ہو اسکو مناسبت ہو کہ اہل خرد
 سے دوستی اختیار کرے اور صحبتِ نادان سے محترز رہے اس قصہ کے بیان کرنے کے بعد بندر
 نے کہا کہ اوسنگِ پشت کیا تو اس قدر عاقل ہو کہ شایانِ دوستی تصور کیا جائے اُس نے
 جواب دیا کہ اسی دوستِ بادانش و فرہنگ تو نے میرے گوشِ دل کو زیور گران بہا سے زینت
 دی جواب یہ تھا کہ دوست کس قسم کے ہوتے ہیں کاروانا بولا کہ حکیموں کا قول ہو کہ بنائے ہر
 سے جو لوگ دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں وہ تین قسم پر منقسم ہوتے ہیں بعض اُن میں سے مثل غذا
 کے ہیں کہ بدن اُسکے کوئی چارہ کار نہیں ہوتا اور بغیر اُن کے مشاہدہ جمال کے شمعِ صحبت
 جلوہ گر نہیں ہوتی اور بعض دوا کے مانند ہیں کہ گاہ بیگاہ اُن کی ضرورت ہوتی ہے بعض
 درد کے مانند ہیں کہ ہمیشہ اُن سے تکلیف پہنچتی ہو بلکہ دوستی کے پیرایہ میں انواع و اقسام
 کے ضرر تصور ہوا کرتے ہیں سنگِ پشت نے کہا کہ دوستِ خالص در رفیقِ موافق کی شناخت
 کس طرح سے کرنا چاہیے کہ وہ لوازم و شرائط اتحاد کو بخوبی بجالائے بندر نے بیان کیا کہ
 جو شخص ان چھ صفات سے متصف ہو اُس کی دوستی میں کسی نوع کا نقصان عائد نہیں ہوتا
 اول وہ کہ تیرے عیوب سے واقف ہو کہ غیر و ن سے اُسکا اظہار نہ کرے دوسرے یہ کہ تیرے
 ایک ہنر سے آگاہ ہو تو اُسکو دس گنا کر کے لوگوں سے بیان کرے تیسرے احسان فراہمی
 نہ کرے چوتھے اگر کچھ فائدہ پہنچا ہو تو اُسکو خوب یاد رکھے کبھی بھولے نہیں پانچویں اگر
 تجھ سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو اس کی وجہ سے خشم آلود نہ ہو چھٹے اگر تو عذر خواہ ہو

تو اسے قبول کرے۔ جو ان صفات سے متصف نہ ہو تو وہ ہرگز لائق محبت و اتحاد نہیں ہوتا۔ سنگ پست نے کہا کہ مجھ کو یقین واثق ہو کہ میں عرصہ اتحاد میں ثابت قدم رہوں گا اگر تو اپنی دوستی سے مجھ کو سرفراز کرے گا تو یہ امر بعید از غریب نوازی نہ ہوگا۔ الغرض بند درخت سے نیچے اُترا اور سنگ پست بھی پانی سے کلکے درخت کے نیچے آیا اور دونوں میں عہد و پیمان ہو کر رابطہ اتحاد مستحکم ہو چنانچہ ان کی دوستی کی رفتہ رفتہ یہ صورت ہوئی کہ بندر نے اپنے ملک و حکومت کو فراموش کیا اور سنگ پست نے بھی اپنے اہل و عیال و مسکن کو بھلا دیا۔ غرض کہ اسی طرح پر ایک عرصہ دراز گزر گیا اور کچھ خبر سنگ پست کی اسکی مادہ کو معلوم ہوئی تو اسے اپنی ایک خواہر عنشیں سے اس داستان غم آلود کو بیان کیا اسنے جواب دیا کہ میں نے سنا ہی کہ تیرے شوہر نے ایک بندر سے رسم الفت پیدا کی ہے وہ دنیا کی کسی نعمت کو اسکی رفاقت سے بہتر نہیں جانتا سنگ پست کی مادہ یہ بات سنکر آتش غمیرت سے برا درختہ ہو گئی اسکے دوست نے سمجھا یا کہ رنج و غم کرنے سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا اسکی کچھ تدبیر کرنا چاہیے۔ سنگ پست کی مادہ کو بندر کے ہلاک کرنے سے بہتر کوئی تدبیر نہ سو بھی اپنے دوست کے صلح مشورہ سے اسنے اپنے کو پکارا ظاہر کیا اور سنگ پست کو اپنی علالت کی اطلاع دی بھروسے اِن کَیْدِ مَکْنَعِ عَظِیْمِ سنگ پست یہ خبر و محنت اثر سن کے بہت اندوہناک ہوا اور بندر سے رخصت لیکر اپنے وطن میں آیا مادہ کو رنجوری کی حالت میں بستر پہ پڑا ہوا دیکھا اسین بات کرنے کی طاقت نہ نہشت و برخاست کرنے کی قوت باقی تھی اسنے کیفیت علالت دریافت کی اور بہت کچھ دلجوئی کی باتیں کہیں لیکن مادہ نے مطلق جواب نہ دیا اسکی منہ بولی بہن سے پوچھا کہ یہ کیوں کلام نہیں کرتی نہ اپنا کچھ حال بیان کرتی ہے اسنے کہا کہ جب مرض کی کوئی دوا میسر نہیں ہے تو

وہ کیونکہ بات چیت کرے اور مغموم کیوں نہ ہو سنگ پشت یہ حال سن کے رونے لگا اور کہا کہ
 یہ کیسا درد ہو جسکی دوا ممکن نہیں اسنے کہا کہ مجھ بندر کے دل کے اس درد کا علاج نہیں
 ہو سکتا اور بیماری بدون اس دوا کے دفع نہیں ہو سکتی سنگ پشت نہایت اندوہناک
 ہوا اور سوسے ہلاکت یا زنگسار کا روان کے اسکو کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ عقل کہتی تھی کہ مکرر
 فریب سے ایک دلی دوست کے قتل پر آمادہ ہونا مری سے بالکل خلاف ہی اور طبع کا یہ
 قول تھا کہ عورت سے خانہ آبادی ہی اس کی جانب توجہ نہ کرنا اور ایک دوست سے جو
 اپنا ہم جنس اور عزیز بھی نہیں ہو دل بستگی کرنا خرد مندی سے بعید ہے۔ چونکہ آج کل
 زمانہ کی رفتار فتنہ پردازی اور بے وفائی پر مبنی ہو ا کرتی ہی اور اکثر عقل زار و زبون
 مغلوب اور طمع غالب رہتی ہی لہذا نفس خیرہ سر نے سنگ پشت کو اس امر پر آمادہ کیا کہ
 کوئی مکر و حیلہ کرنا چاہیے اور اُسکے ذریعہ سے اپنے یار زنگسار کو ہلاک کرنا تجویز کیا جائے
 آخر کار یہ قصد کیا کہ کسی جہانہ سے بندر کو اپنے سکون پر لائے غرض کہ اس نیت سے بندر
 کے پاس آیا بسندر مشاہدہ جمال دوست سے شاد کام ہوا اور خیریت عیال و
 اطفال کی دریافت کی سنگ پشت نے جواب دیا کہ جب تمہاری جدائی کا خیال پیش نظر
 ہوتا ہو تو زندگی و بال ہو جاتی ہی اسوجہ سے بدون دریافت خیریت فرزند و خویشاوند
 کے تیری ملازمت میں پھر آیا ہوں تاکہ میری غریب خانہ کو تو اپنا کنش خانہ تصور کر کے
 قدم نہ فرما دے اپنے قدم ہمیت لزوم سے کلبہ احزان کو روشن و منور کرے یہ حقیر بھی ہمہمانی
 کمال انہماط خاطر سے ادا کرے گا اور بد بھی تمام ہے اندیشہ جدائی ہم تم شب بسر کریں گے
 بوزنہ نے کہا کہ برا درجب ہمارے اور تمہارے مابین اس طرح کا خطا اور اتحاد ربط ضبط
 قائم ہو تو ہمہمانی کی کیا حاجت ہو یہ امر تو پست خیال اجاب کے اوصاف و اطوار میں

داخل ہو کہ ان کے واسطے ہر قسم کے تکلفات ظاہری کا برتاؤ کیا جائے اور خاطر و مدارات سے انکی تواضع میں درج نہ بقول شاعر

آن جا کہ دوستی ست تکلف چہ حاجت ست

مگر خیر جو تو کمینا میں جان و دل سے اُسے قبول و منظور کر دین کا تیری خاطر شکنی مجھ کو گوارا نہیں ہو لیکن ای دوست یہ تو بتلا کہ اس دریا سے عبور کرنے کی کیا تدبیر سوچی ہو سنگ پشت نے کہا کہ میں اپنی پشت پر سوار کر کے تجھ کو بہ آسانی تمام پار اُتار دوں گا اس گفت و شنید کے بعد بندہ درخت سے نیچے اُترا اور کچھ اپشت پر اپنی سوار کر کے دریا میں روانہ ہوا جب کہ وسط آب میں پہونچا تو اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ایک عورت ناقص العقل کی خاطر سے اپنے ایسے صادق الاقرار دوست کے ساتھ دغا بازی سے پیش آتا اور اُس کی ہلاکت کے درپے ہونا طریقہ آشنا پرستی کے بالکل خلاف ہو کوئی خردمند اس رذلت کو پسند نہ کرے گا چنانچہ اسی فکر میں حساباً توقف کرتا تھا سنگ پشت کے ان حرکات مضطربانہ سے بندہ کو خلیجان پیدا ہوا اس نے کچھ سے پوچھا کیا میرا بار تجھ سے اُٹھ نہیں سکتا جو تو اس طرح آہستہ روی کرتا ہو شاید متحمل نہیں ہو سکتا سنگ پشت نے جواب دیا کہ مجھے اس وقت یہ فکر لاحق ہوئی ہو کہ تجھ سا شفیق بزرگ منہ پر پہلے مرتبہ میرے گھر مہمان ہو اور میں بوجہ بیمار ہو جانے اپنے جفت کے اُسکے لوازم مہانداری کو اچھی طرح بجانہ لاسکون یہ بڑی بے شرمی کی بات ہو جس نے مجھ کو تردد و دقت کمر میں ڈال رکھا ہو بنہ رنے کہا تو اس کا کچھ اندیشہ نہ کر جہاں یک جہتی ہوتی ہو وہاں بیگانوں کی طرح رسوم ظاہر داری ادا کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہوتی

آن جا کہ دوستی ست تکلف چہ حاجت ست

بیگانہ را بر ہم تکلف کنند دوست

سنگ پشت چند قدم آگے بڑھ کر پھر ٹھہر گیا اور دل میں خیال کرتا تھا کہ مکرو فریب کے ذریعہ سے کسی دوست کی جان لینا بڑا ظلم ہے اور عورت کم عقل کی راس پر عمل کرنا سراسر طریق خودکشی سے بہت بعید ہے۔ چال دیکھ کر بندر کی بدگمانی اور بھی زیادہ ہوئی اسنے بحالت اضطراب اپنے دل میں خیال کیا کہ جب کسی دوست کی جانب سے کوئی اندیشہ پیدا ہو تو تدریجاً مناسب سے کام کرنا واجب ہے چنانچہ سنگ پشت سے کہا کہ اے یار یہ کیا وجہ ہے جو لمحہ بلمحہ تیرے تئیر بدلتے جاتے ہیں اور ہر دم کسی اندیشہ دور دور از میں متفکر و متروک رہتا ہے اس نے جواب دیا کہ اے یار اور معذور ہوں اور عورت بیمار ہے اس کی علالت سے اور بھی میرے مزاج میں تغیر پیدا ہو گیا ہے اور یہی وجہ سخت پریشانی کی ہے بندر نے کہا کہ عقل مند دن کا قول ہے کہ بیمار ہونا سہل ہے اور اس کی تیمارداری کرنا بہت مشکل ہے۔ سنگ پشت نے کہا کہ لعلبا نے ایسی دوا بتائی ہے جس کا ملنا بہت دشوار ہے بندر نے کہا وہ کونسی دوا ہے جو عطاروں کے یہاں نہیں ملتی اگر مجھے معلوم ہوگی تو تجھے بتا دوں گا سنگ پشت نے سادہ دلی سے جواب دیا کہ وہ دوا بندر کا دل ہے بندر یہ کلمہ سنتے ہی بحر فکر میں غوطہ زن ہو ا قریب تھا کہ جان کے خوف سے فوراً اس کا بڑا حال ہو جاتا مگر اس نے برعکس فکری عقل صبر اختیار کیا اور کہا کہ اے یار اور تمہارے فکر نہ کرو اس عورت پاک دامن کا معاملہ بہت سہل طریقہ سے ہو جائیگا ہمارے سینے سے قلب و جگر کو باہر نکال لینا اور پھر اسی مقام پر رکھ دینا بہت آسان امر ہے اگر کسی کو ہمارا دل کھانے کی احتیاج ہو تو ہم اس کو بلا اندیشہ خوف و خطر دیدیتے ہیں کیونکہ زندگی ہماری بدون دل کے بھی ممکن ہے۔ اگر کیفیت تم پہلے سے مکان پر مہدیتے تو میں دل کو اپنے ساتھ لیت آتا جس سے تیری عورت صحت پذیر ہو جاتی اور میں بھی دل سے مخلصی پاتا کیونکہ دل کے ہاتھوں تنگ آگیا ہوں بے دلی بڑی

آرام کی بات ہو۔ سنگ پشت نے پوچھا کہ دل کہاں چھوڑ آئے ہو اپنے ساتھ کیون نہ لیتے آئے بندر نے جواب دیا کہ ہمارے قوم و قبیلہ میں یہ رسم قدیم سے رائج ہو کہ جب کسی دوست سے ملنے جاتے ہیں تو اپنے دل کو ہمراہ نہیں لے جاتے کیونکہ دل جو ہر وہ دراصل منبع صدر رخ و محن ہی اور یہ امر مجھے نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ تیری جفت کی خاطر بغیر دل کے جاؤں اب تو گھر تک واپس چل تاکہ تیری مراد حاصل ہو جائے اور میں بدنامی سے بچوں۔ سنگ پشت فوراً واپس ہوا اور بہت خوشی سے بوزنہ کو پاتی کے کنارے پہنچا دیا۔ بندر جبت کر کے فی الفور درخت پر جا بیٹھا سنگ پشت نے تھوڑی دیر بعد آواز دی کہ اے یار نگلسار عرصہ بہت ہوتا ہے اور کام ہاتھ سے جاتا ہے بوزنہ ہنس کر بولا کہ تجھی سے میں نے بے وفائی کا سبق یاد کیا ہے سنگ پشت فریاد کرنے لگا کہ تیرا یہ گمان بالکل بے جا ہے بوزنہ نے کہا کہ اے احمق یہ فریب دہی ترک کر میری دہی حالت ہی جیسے کہ لوٹری نے کہا۔ سنگ پشت نے کہا اس طرح بندر نے بیان کیا۔

حکایت ایک شیر تپ دہی اور سخت خارش میں مبتلا ہونے کی وجہ سے شکار سے دست بردار ہو گیا تھا اس کی ذلک بے خوان احسان ایک لوٹری بھی تھی وہ شیر کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجالائی اور دیگر جانوران صحرائی بھی گرسنگی کے شاک میں ہوئے شیر نے کہا کیا کروں خارش کی وجہ سے بہت عاجز ہوں بہت کمزور ہو گیا ہوں یہاں تک کہ جسم پر بال تک باقی نہیں رہے طبیبوں کا یہ قول ہے کہ گدھے کا دل اور کان کھائے جائیں تو مفید ہوں گے مجھے یہی فکر ہے کہ یہ مراد کس تدبیر سے حاصل ہو لوٹری نے اس کے جواب میں کہا کہ یہاں سے قریب صحرائین ایک چشمہ ہے وہاں جھوٹی کپڑے دھویا کرتے ہیں اور اس کا گدھا ادھر ادھر چرتا رہتا ہے اس کو کسی حیلہ سے

میں اس جنگل میں نے آؤں لیکن بادشاہ اس امر کا اقرار کرے کہ فقط اس کے دل اور کان کھلینے پر کتفا کرے اور دیگر اعضا اسکے اور جانوروں کے لیے چھوڑ دے۔ شیر اس عہد و پیمان پر رضامند ہو گیا اور لومڑی شادان و فرحان چشمتہ کی سمت چلی اور دور سے گدھے کو دیکھ کر دعا و ثنا کرنے لگی اور بڑی مہربانی سے مزاج پرہیزی کی بزرگوں کا مقولہ سچ ہو۔

بہ شیرین زبانی و لطفت و خوشی
توانی کہ پیلے بموے کشی

گدھے نے جو یہ عنایت لومڑی کی دیکھی تو اپنی تکلیف بیان کرنا شروع کی کہ دھوبی دن بھر مجھ سے کام لیتا ہی اور میری خبر گیری کچھ نہیں کرتا لومڑی بولی کہ تو رضامند ہو تو میں تجھ کو ایک مرغزار میں لے چاؤں جہاں آبِ علف بکثرت موجود ہے قبل ازین میں ایک اور گدھے کو بھی لے جا چکی ہوں وہ بہت توانائی و تندرستی سے اُس مقام پر آرام پذیر ہو کر غرضِ اپنی چرب زبانی سے لومڑی گدھے کو لگا کر شیر کے پاس لائی۔ شیر فوراً اُس پر چھپا اور زخمی کیا مگر چونکہ شیر ناتوان تھا زخم کاری نہ لگے گدھا دبان سے بھاگا لومڑی شیر کی ناتوانی پر ملامت کرنے لگی شیر بہت آزرہ ہوا اور کہا کہ ای حق بے سرو پا تیری کیا مجال ہو کہ بادشاہوں پر معترض ہو اب ایسی فکر کر کہ گدھا پھر یہاں تک آجائے لومڑی دوبارہ گدھے کے قریب آئی گدھے نے منہ پھیر کے کہا کہ مجھے ہو کا دینے سے تیرا کیا مطلب حاصل ہوا لومڑی نے کہا کہ اے سادہ لوح اگر وہ شیر ہوتا تو بھلا تو بچ بھی سکتا تھا اصل میں وہ ایک طلسمی شیر ہے جس کو حکمانے اس غرض سے یہاں بنا دیا ہو کہ اُس کے خوف سے کوئی اس مرغزار میں آنے کا قصد نہ کرے۔

مین نے تجھ کو دست خیال کر کے اس راز سے آگاہ کیا آخر الامروٹری بلطائف اچیل گدھے کو پھر اُس مقام پر لائی اور پہلے سے سامنے آ کر شیر کو مزدہ دینے لگی اور سمجھا دیا کہ گدھا کیسا گرد پھرے اور نزدیک آئے مگر آپ اُس پر بالکل توجہ نہ کیجیے گا تا وقتیکہ اُس پر قابو حاصل نہ ہو جائے گدھا شیر کے قریب آیا اور بے حس و حرکت دیکھ کر اُس کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ بے شک طلسمی شیر ہی بس یہ بدل جمعی تمام خوب گھاس چر کر کرا سودہ ہوا اور سو رہا۔ شیر فوراً حملہ آور ہوا اور اپنی چاک کر ڈالا لوٹری سے کہا کہ تو یہاں ٹھہر مین چشمہ پر جا کہہ نہاؤن لوٹری نے غیبت جان کر دل اور کان کھائیے جب شیر غسل سے فارغ ہو کر واپس آیا ہر چند تلاش کیا دل اور کان نہ پائے پوچھا کہ یہ دونوں اعضا کیا ہوئے جو کہ علاج تجویز کیے گئے تھے لوٹری نے کہا ای بادشاہ یہ گدھا دل اور گوش دونوں نہیں رکھتا تھا اگر دل اس کے ہوتا تو میری باتوں پر کیوں فریفتہ ہوتا اور گوش ہوتے تو ایک سال مرتبہ زخمی ہو کر میری حیلہ سازی مین کیوں آتا بند رہنے کہا کہ لڑکچھ بے یہ قصہ مین نے اس غرض سے بیان کیا کہ مین دل دانا اور گوش شنوار رکھتا ہوں تیری باتوں مین نہ آؤنگا آخر کار سنگ پشت شرمندہ اور مایوس ہو کر وہاں سے یہ کہتا ہوا واپس ہوا۔

لائق ست اور بایدم در خون نشست | ناپا چرایارے چنین دادم ز دست

باب پہ چھٹا

عجالت اور شبانہ دگی کے نقصانات کے بیان مین

راے دانشم نے بید پاس برہمن سے کہا کہ کامون مین تعجیل کرنا کیسا ہو بعض لوگوں کا

قول ہو کہ اکثر کاموں میں عجلت کرنا ضرور ہے۔ برہمن نے کہا کہ جو شخص تعجیل کرنا مناسب جانتا ہو یہ اسکی بیقلی کی دلیل ہی چنانچہ زاہد کی حکایت جس نے بے فکری سے عجلت کے میدان میں قدم رکھا اسکی نصیحت کے واسطے کافی ہے۔ اسے نے کہا وہ بیان فرمائیے برہمن نے قصہ آغا ز کیا۔

حکایت ایک زاہد نے ریاضت اور تجرد کے بعد نکاح کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ اس باب میں اس نے ایک ہوشمند شخص سے صلاح کی دانائے کہا کہ یہ بات نہایت پسندیدہ ہو اور کھدائی سے اکثر فوائد متصور ہوتے ہیں اول شہوت رانی کم ہوتی ہے دوسرے بقائے نسل جو تجھ تک آبا و اجداد سے منتہی ہوئی ہو اسکا تحفظ رہتا ہے تیسرے نیک بخت بی بی امور خانگی کا سراپہ ہو لیکن رفیق شفیق ملنا چاہیے۔ زاہد نے پوچھا کہ کس قسم کی عورت سے نکاح کرنا بہتر ہو دانائے جواب دیا کہ زن پاکدامن سے جو تیری نگہبازی کرے اور تین قسم کی عورتوں سے پرہیز کرنا ضرور چاہیے اول وہ عورت جو بیوہ ہو دوم وہ جو متمول ہو اور اپنی مالداری کی وجہ سے تجکو حقیر و ذلیل سمجھے تیسرے وہ جو تجکو دھکتے قصد اپنے کو بیا رنما ہر کمرے زاہد نے کہا کہ کتنی عمر کی عورت سے نکاح کر دن جواب دیا نوجوان سے اسلئے کہ زن پیر کی محبت سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔

رہ برد بے رہ مرد ہر چند رہ بیچان بود

زن کن موخر بکن ہر چند زن از زن بود

عقل مندوں کا قول ہو کہ عورت چودہ سال سے بیس برس تک موضع امید اور مقام امن و امان میں رہتی ہیں اور بیس برس تک آرام دہ طالبان دل ہوتے ہیں اور تیس سے چالیس برس کی عمر تک صا جان مال و فرزند ہوتی ہیں اور چالیس سے پچاس تک عزت

اور نام کی پابند ہوتی ہیں اور جب چاہیں اس سے تجاوز کرتی ہیں تو بلائے جان ہو جاتی ہیں زائد ہونے کہا کہ عورتوں کے حسن و جمال کے بارے میں تیسرا کیا قول ہی جواب دیا کہ عورتوں کا حسن و جمال صرف ان کی پارسائی ہی باوصف ان جمیع صفات کے اگر حسین بھی ہو تو نور علی نور ہی زنِ خوب و خوش سیرت نہو تو ہمیشہ جان کے لیے عذاب ہو جاتا ہے عورت میں اگر خصالِ نیک ہوں گو وہ بد شکل بھی ہو مگر رونقِ خاندان ہی قصہ کوتاہ بہت تلاش کے بعد زائد کو ایک نونِ خوب و ذمہ کو ملی اور اس کے ساتھ شادی کر لی چند عرصہ میں وہ حاملہ ہوئی ایک روز زائد ہونے عورت سے کہا کہ خدا کے فضل سے لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کا نام بھلا سار رکھوں اور خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی اُسے تعلیم کروں اسکے بعد جب جوان ہو تو کسی عالی خاندان کے لڑکی سے اسکی شادی کر دوں اور اس کے یہاں بیٹے اور پوتے پیدا ہوں تاکہ میری بقائے نسل ہو عورت نے کہا کہ قبل از وقوع واقعہ ایسے خیالی پلاؤ پکانا کیا ضرور ہے کہ میں ویسا ہی حال نہو جیسا کہ ایک زائد ہونے روغنِ شہد بر باد کیا زائد ہونے پوچھا کہ طرح عورت نے بیان کیا۔

حکایت ایک مرد پارسا ایک تاجر کے ہمسایہ میں رہتا تھا تاجر ہمیشہ شہر و روغن کی خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور ہر روز زائد کے پاس بھی کسی قدر بھیجتا تھا زائد ہر اس سے کچھ اپنے صرن میں لاتا تھا اور باقی ایک گھر سے بیف خیرہ کر دیتا تھا جب گھر املو ہو گیا تو اسکے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ روغن انڈا زائد سے سیر ہو گا اگر اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کر ڈالوں اور اسکی قیمت سے پانچ کیکہ یاں مول لون اور وہ کیکہ یاں ہر شمشیر ہی کے بعد دود و بچے دیتی رہیں تو سال بھر میں ایک لگہ جمع ہو جائے گا اور انھیں کی قیمت سے میں ایک رت کے ساتھ عقد کروں اور اس کے بعد گزرنے مدت چل کے فرزند متولد ہو گا اور اس کو

مقبول تعلیم و تربیت کر دینگا اگر وہ کسی قسم کی بے ادبی کرے گا تو اسی لالچی سے جو میرے ہاتھ میں ہے خوب تاویب کرونگا اس خیال میں اس درجہ منہمک تھا کہ عالم محویت میں بسر بے ادب کو موجود تصور کر کے وہی لالچی اُس گھڑے پر مار دی فی القود ضرب خصا سے سوچو چور چور ہو گیا بموجب مصرعہ

این جملہ خیالها بیک بار گرے سخت

اس داستان کے بیان کرنے سے مقصود یہ تھا کہ ایسے خیال خام ہرگز نہ کرنا چاہیے۔
 المقصود زاہد کے گھر میں ایک لڑکا خوبصورت پیدا ہوا زاہد درگاہ خالق عزوجل میں
 سجدہ شکر نہ بجالایا اور نذر و نیاز و فتنیں مرادین ادا کیں زاہد دن رات فسہ زنیہ
 نو ترانیدہ کے مہدیہ و درش کے گرد رہتا اور اُس کی نگہداشت میں کوئی دقیقہ فرو گذشت
 نہ کرتا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ لڑکے کی مان فرزند کو باپ کے سپرد کر کے حمام میں
 غسل کرنے لگی اُسکو گئے ہوئے کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ حاکم وقت نے زاہد کو طلب کیا
 جب اُس نے کوئی چارہ نہ دیکھا تو لڑکے کو ایک نیوے کے سپرد کر کے بادشاہ کی خدمت
 میں روانہ ہو گیا۔ یہ نیولا ہمیشہ اُسکی غیبت میں اُسکے گھر کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ زاہد
 کے جانے کے بعد ایک ماریاہ قریب گہوارہ طفل کے آیا نیوے نے اُسکو دیکھ کر حبت
 کی اور گلا پکڑ کے کام اُسکا تمام کر دیا جب کہ زاہد خدمت سلطان سے واپس آیا تو خون
 آلودہ نیولا خوشی خوشی زاہد کی پیشوائی کے لیے دوڑا اپنے دل میں یہ خیال کر کے کہ
 مردہ زندگانی فرزند اُسکے باپ کو دون زاہد خشک مغز نے یہ جلتا کہ شاید اسنے میرے
 فرزند کو ہلاک کر ڈالا ہی بغیر استفسار و تنقیح کے نیوے کو اسقدر زور سے مارا کہ وہ بیچارہ
 فوراً ہلاک ہو گیا۔ جسوقت زاہد گھر کے اندر قریب گہوارہ پسر کے آیا تو اسکو صحیح و سالم پایا

اور ایک انعی خوشخوار کو اُس مقام پر پڑا ہوا دیکھا لگا شور و غل مچانے اور حالتِ افسوس میں کہتا تھا کہ کیا نالائق حرکت مجھ سے سرزد ہوئی ہو کہ میں نے بے گناہ ایک خیر خواہ رفیق کی جان لی نہایت اسنے اپنے کو لعنت و ملامت کی اور نفرین کر رہا تھا کہ اس عرصہ میں عورتِ حام سے آئی اور یہ کیفیت دیکھ کر اُس نے کہا کہ انجامِ عملت کا سواے پشیمانی اور ندامت کے اور کچھ نہیں ہوتا جیسا کہ بادشاہ نے اپنے باز کو کہ وہ محض بے گناہ تھا بقصور مار ڈالا تھا اور مدتِ عمر اس کا رنج و افسوس کرتا رہا ہزار ہا دن پوچھا کہ کس طرح تھا عورت نے بیان کیا۔

حکایت ایک بادشاہ اپنے باز کو بہت عزیز رکھتا تھا ایک روز اُس باز کو ہاتھ پر لیے ہوئے شکار کھیلنے چلا گیا اتفاقاً ایک ہرن سامنے سے نمودار ہوا بادشاہ نے اپنے اس مبارقار کو اُسکے پیچھے ڈال دیا اور تعاقب کر کے ہرن کو گرفتار کر لیا اس تک دو دو میں ملازمان شاہی سب پیچھے رہ گئے اس کے ہمراہ کوئی نہ جاسکا بادشاہ کو تمانتِ آفتاب کی وجہ سے تشنگی غالب ہوئی اور نہایت پریشان ہوا۔ رفتہ رفتہ ایک دامن کوہ کے قریب پہونچا بادشاہ نے دیکھا کہ پہاڑ کے اوپر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں فوراً ترکش سے ایک جام نکال کر اُس کے نیچے رکھ دیا تاکہ کچھ پانی اس میں مجتمع ہو جائے تو میں پی لوں جب کہ جام بہرہ زور ہو گیا بادشاہ نے پانی پینے کا قصد کیا لیکن اس اشنا میں باز نے لپٹا پر مارا کہ تمام پانی جام سے گر گیا اس حرکت سے بادشاہ کو نہایت غصہ آیا وہ پھر اُس جام کو بھرا بار دگر چاہا کہ پانی نوش کرے پھر باز نے وہی حرکت کی تمام پانی جام سے گر دیا اب کے مرتبہ بادشاہ نے رنجیدہ ہو کر بے سمجھے سوچے باز کو زمین پر پٹک دیا کہ وہ فی الفور ہلاک ہو گیا اتنے عرصہ میں بادشاہ کا رکا ہوا آہو نچا اور باز کو مردہ اور بادشاہ کو تشنہ دیکھ کر مہرہ فتراک سے کھولا اور چاہا کہ بادشاہ کو پانی پیلائے

بادشاہ نے فرمایا کہ مجھے اس آبِ شیرین اور خوشگوار کے پینے کی زیادہ رغبت ہو جو پہاڑ پر سے ٹپک رہا ہو اب تو پہاڑ پر جا اور اُس چشمہ سے پانی لاکو نہ کہ مجھ کو اس قدر تاب نہیں ہو کہ جب قطرات جمع ہوں تب میں پیوں۔ رکاب دار حسب الارشاد پہاڑ پر گیا اور چشمہ کے قریب پہنچ کر اس نے دیکھا کہ ایک اژدہا بے خونجوار لبِ چشمہ مرا ہوا پڑا ہوا اور لعابِ زہر آلود اُس کا اُس پانی میں مخلوط ہو کر قطرہ قطرہ ٹپک رہا ہو آبدار مضطر اور پریشان ہو کر زیرِ کوہ آیا اور وہاں کی کیفیتِ چشمہ ویدہ بادشاہ سے عرض کی اور مہرہ سے آبِ سرد جام میں بھر کر بادشاہ کے سامنے پیشکش کیا بادشاہ جام کو لب سے لگا کر چشمہ پر غم ہوا اور آبِ دار کو باز کی سرگزشت سے مطلع کیا آبدار نے بادشاہ کی محبت کی بہت سرزنش کی کہ وہ بے زبان آپ کا محافظ جان تھا اور اُس نے قصدِ آپ کے جان بچانے کو یہ حرکت کی تھی محض بے قصور اُس کو آپ نے ہلاک کیا اور شتابِ کاری کا یہ انجام ہوا کہ کفِ انوس ملنا پڑا۔

قطع

| | |
|--|-------------------------------------|
| زجامِ دل بکفِ صبر وہ گرت باید | کہ گوئے عیشِ بچوگانِ ہمدرد بانی |
| متاثر تو سنِ غفلتِ بعسہ عہدِ تعجیل | کہ آخرِ افگندیتِ برز میں بر سوئی |
| شتابِ در خطرے افگند کہ گریصہ سال | تو دوستِ دیارے زنی زانِ خطرِ بونائی |
| <p>لیکن شتابِ زائینِ حلمِ دے متاثر کہ غیرِ صبر و سکون نیست رسمِ دانائی</p> | |

باب ساتواں

دشمنوں سے علیحدہ رہنے اور ہوشیاری اختیار کرنے کے بیان میں

راے دہلیلم نے پیدا ہے برہمن سے کہا کہ اب بیان فرمائیے کہ جب کوئی شخص دشمنوں کے دام مکرو فریب میں گرفتار ہو جائے تو وہ کس عنوان سے اپنی زندگی بے سر کرے۔ برہمن نے کہا کہ اگر حیلہ و فریب سے کسی دشمن کے ساتھ دوستی کے پیرایہ میں اپنی گلو خلاصی تصور ہو تو وہی طریقہ اختیار کرے مگر خاصکر اُس کی التفات و محبت پر اعما د نہ کرے جیسا کہ موش و گربہ کے درمیان ہوا۔ راے نے دریافت کیا کہ وہ کس طرح پرہی برہمن نے کہا کہ۔

حکایت۔ ایک درخت کے تلے سوراخ تھا اور ایک موش اُس میں رہتا تھا وہ بہت ذکی الطبع اور زود فہم تھا اور اُس درخت کے قریب میں ایک بلی کا بھی سکن تھا۔ ایک روز صیاد نے دام لگایا اور پارہ گوشت دام میں باندھ دیا۔ گربہ جڑھیں کو گوشت کی بونے سے رام کیا اور چوہا بھی برائے تلاش معاش اپنے سوراخ سے باہر نکلا تھا کہ اسکی نظر بلی پر پڑی اور قریب تھا کہ اسکے خون سے بے ہوش ہو جائے لیکن جب اس نے نظر غور دیکھا تو بلی کو بستہ دام صیاد پایا اس کے جان میں جان آئی اور شکر مسدب لاسباب بجالایا دوسری جانب نگاہ پڑی کہ ایک نیولا اس کی تاک میں بیٹھا ہوا ہی اس نے ارادہ کیا کہ درخت پر چڑھ جاؤں وہاں ایک کو اسی گھات میں تھا اس کے خوں میں آیا کہ فی الحال اس سے

دو رنگوں کے شور و غل سے میری آواز تھم تک نہیں پہنچتی لہذا اس کی کوئی تدبیر کرنا چاہیے۔ مینڈک بولا کہ اے دوست تو ہی اس کی کوئی فکر کر چہے نے کہا کہ میرے ذہن میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک رشتہ دراز کہیں سے یہاں کہہ کے ایک سر اسکا تر سے پائون میں اور دوسرا سر اس دُور سے کا اپنے پیر میں بندھ لوں جب محکوب چشمہ آنے کی ضرورت ہو تو میں اُس تاگے کو جنبش دے دوں تاکہ میرے آنے کی خبر تجھ کو ہو جائے۔

القصد یہی راے قائم ہو گئی اور دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کے حال سے خبردار رہنے لگے ایک روز موش کنارہ آب آیا تاکہ مینڈک کو بلاے ناگہان ایک زارغ نے اسے دیکھ لیا اور ایک ہی جھٹ میں چوہے کو اٹھا کر جنگل کی طرف لے اُٹھا۔ وہ تاگا چونکہ دونوں کے پائون میں مضبوط بندھا ہوا تھا اسوجہ سے مینڈک بھی چشمہ کے باہر کھچ آیا۔ اور اسی دُور سے میں اُٹھا لگا ہوا چلا گیا دیکھنے والوں نے یہ حالت عجیب دیکھ کر کہا کہ عادت کے خلاف یہ بات دیکھنے میں آئی ہو کہ کوئے نے مینڈک کا فتکار کیا ہو خلاصہ یہ کہ مینڈک شومی مصابحت موش سے گرفتار ہوا۔ الغرض چوہے نے اس قصہ کو بلی کے گوش زد کر کے کہا کہ تجھ پر محکوب ہرگز اعتماد نہیں ہے۔

قطر

| | |
|-----------------------------------|-----------------------------|
| ہر آن کے کہ کند پیر و ملی بل خرد | بہج وجہ ملائے بحال او نرسد |
| آبِ تَجَرِبِ چون گردِ فتنہ بنشاند | غبارِ نفسِ بروئے کمالِ نرسد |
| بنائے رفعت اگر براساسِ حزم نہا و | |
| خللِ بہ تر بے جاہ و جلالِ او نرسد | |

باب آٹھواں

کینہ ورن کی چالوسی پر اعتما و نکر نی کے بیان میں

راے داہلیم نے بید پائے برہمن سے استفسار کیا کہ بنی نوع انسان میں سے جو کوئی متنفذ بد باطنی و بد خوئی میں گھر جائے تو اُسے کس طرح سے اپنی زندگی بسر کرنا چاہیے اور اگر اہل کینہ میں سے کوئی تعلق یا چالوسی سے پیش آئے تو اُس پر اعتما و نکر نی کیسا ہو۔ برہمن نے جواب دیا کہ جو شخص روح القدس اور عقل کل کے فیض سے بہرہ یاب ہو اُس کو اُس گزہ کے کردار و رفتار پر ہرگز ہرگز بھروسہ کرنا چاہیے اور اہل خرد کو بھی اس بات کو جائز نہ کہیں گے کہ کینہ ورون کی خوشامدانہ گفتگو پر اعتما دیکیا جائے یہ لوگ کبھی حق اعتبار نہیں ہوتے ان کی باتوں میں آجانا سرسراقت اور نادانی ہی چنانچہ بادشاہ اور چکاوک کے داستان اس کی پوری پوری مصداق ہے۔ راے نے پوچھا کہ کس طرح سے ہر برہمن نے بیان کیا۔

حکایت ایک شاہ حجابہ چکاوک نامے ایک مرغ کو ہی سے بہت الفت و محبت رکھتا تھا اور اکثر اُس سے باتیں کیا کرتا اور اُس کے کلاماں شیریں اور جواباں برجستہ سے محفوظ ہوتا تھا حسب اتفاق اُس چکاوک نے قصر شاہی میں انڈا دے کر بچہ نکالا اور اُسے ن شکوے سلطانی میں بھی فرزند خوشرو و فرزندہ خوب پیدا ہوا بادشاہ کو نہایت مسرت ہوئی چند عرصہ میں جب شاہزادہ میں قوت آئی اور کھیلنے کودنے لگا

ادھر چکا وک کا بچہ بھی بڑا ہوا اور شاہزادے کے پاس لہو و لعب میں مشغول رہنے لگا۔ شاہزادہ اسکو بہت چاہتا تھا اور نہایت الفت و محبت سے دو وزن کھیل کرتے تھے۔ چکا وک کا بچہ بہت ہل گیا تھا اور ہر وقت شاہزادہ کے پاس رہتا تھا چکا وک کا یہ معمول تھا کہ ہر روز دو پھل میوہ کے لاتا تھا۔ اُن میں سے ایک شاہزادہ کو دیتا تھا اور دوسرا اپنے بچہ کو کھلاتا تھا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ چکا وک کسی کام کے لیے کہیں چلا گیا تھا اور اسکا بچہ اپنی جگہ سے نکلا۔ شاہزادہ کے ہاتھ پر کو دا اور اپنے پنجے اُسکے ملائم ہاتھ کو زخمی کر ڈالا۔ شاہزادہ کو غصہ آیا اور بچہ کو زمین پر پٹک دیا کہ وہ فوراً ہلاک ہو گیا۔ چکا وک جب کہ واپس آیا اور اُس نے اپنے بچہ کو مراد کیا دیکھا کیا حرکت کی کہ جھنجھلا کر فی الفور شاہزادہ کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں اور وہاں سے پر داز کر کے ایوان شاہی کے کنگورہ پر جا بیٹھا بادشاہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اُس نے چاکر چکا وک کو کسی جیلے سے دم دلاسا دے کر دام فریب میں گرفتار کر کے سزائے معقول دے اس خیال سے خود بذات خاص زیرِ قضا ہی آیا اور چکا وک سے کہا کہ اے انیس غلگسار دای مونس دلدار اُتر آئے کہا کہ اے جہان پناہ خطا دار کو آرام سے زندگی بسر کرنے کی امید کجا ایسا خیال محال دل میں لانا سراسر بے عقلی پر معمول ہو شاید حضور نے داستانِ ناول اور چوڑان کی نہیں ماعت فرمائی بادشاہ نے پوچھا کہ وہ کس طرح پرہیز بیان کر چکا وک نے کہا

حکایت ایک درویش ریاضت کیش تھا جسکوہ انادل کے نام سے منسوب کرتے تھے اس عابد شب زندہ دار نے محض بارادہ رضا جوئی خالق و خوشنودی درگاہ الہی معترف دور و دراز اختیار کیا اتفاقاً اشناسے راہ میں کئی روز اس سے دوچار ہوا تھا اس گمان سے کہ اس کے پاس زرد جواہر ہو اُسکے قتل پر آمادہ ہوئے درویش بیچارہ اُس

اُس صحرا سے ہول خیز ترین حیرت زدہ و پریشان حال ہو کر چاروں طرف نظر کرتا تھا کہ
 ناگہاں جانور ان کلنگ جوق جوق وہاں سے گزرے اُن کو دیکھ کر زاہد انا دل نے آواز دی
 کہ اے کلنگو میں ان ظالموں کے پیچھے میں گرفتار ہو گیا ہوں اور کوئی دم میں قتل ہوا
 چاہتا ہوں تم حسبِ لشر میرے خون کا قصاص ان تمگاردوں کے لینا چورون نے زاہد کے
 اس کلام پر خندہ زنی کر کے کہا کہ نام تیرا کیا ہے اس نے بتلایا کہ دانا دل چور بہت ہنسے اور
 کہا کہ سوائے نام کے اور کوئی دانائی کی بات تجھ میں پائی نہیں جاتی اس لحاظ سے اگر
 بے خودی کو قتل کریں تو مباح ہے غرض کہ چورون نے زاہد سادہ لوح کو تہ تیغ کیا جب
 اس قتل کی خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تو ساکنان شہر کمال تحیر و متفکر ہوئے اور بالاتفاق
 کل اہل شہر نے قاتلون کی سرِ اُغر سانی میں کوئی دقیقہ سعی و کوشش کا فرو گذار نہ کیا
 کیا اور تفتیش قاتلون کی پیش نظر رکھی چنانچہ بعد مدت دراز کے عید کے روز اکشر
 باشندگان شہر عید گاہ میں جمع ہوئے اُن میں قاتلان دانا دل بھی موجود تھے اتنے عرصہ
 میں کلنگ بھی اُس مقام پر کہیں سے آئے اور چورون کے سردن پر اڑتے ہوئے
 شور و شغب کرنے لگے ان میں سے ایک چورون نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ کہیں یہ
 وہی کلنگ نہوں جو کہ ہنگام قتل دانا دل موجود تھے حسبِ اتفاق ساکنان شہر میں
 سے ایک شخص اُن لوگوں کے پاس بیٹھا ان کی گفتگو سن رہا تھا اس نے اس واقعہ کی
 خبر حاکم شہر کو کر دی حاکم بھی چونکہ قاتلون کے تجسس میں تھا مطلع ہوتے ہی فوراً
 سب کو گرفتار کر کے تحقیقات شروع کی اور بعد ثبوت جرم کے سب کو بسزائے قتل عد
 قصاص کا حکم دیا اس داستان کے بیان کرنے کی علت غائی یہ تھی کہ بادشاہ کی رہے
 دین پر واضح و مبہین ہو جائے کہ حالت موجودہ پر نظر کر کے رہنمائے حسن و ہدایت

نہیں کرتا کہ میں تیرے فرمانے پر اکتفا کروں بادشاہ نے کہا استغفر اللہ میں جانا چاہتا ہوں
کسی قسم کا آزار تجھ کو نہ پہونچاؤں گا اور جس قدر الفت و محبت تیرے ساتھ ہو دیسی
دل بستگی مجھ کو اپنی اولاد کے ساتھ نہیں ہو میں تجھ کو فرزندوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں
چکا وک بلو کہ انسان حوادث زمانہ کے باعث بعض اوقات اپنی اولاد
کے ساتھ کیا کچھ سلوک نہیں کرتا مگر بادشاہ نے بڑھیا اور مہستی کی داستان نہیں
گوش گزار سہ مائی ہو بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ کس طرح پر ہو چکا وک
نے عرض کیا۔

حکایت ایک پیر زال کم سن سال کی ایک دختر تھی جس کا نام مہستی تھا اتفاقاً وہ
علیل ہو گئی بڑھیا لڑکی کی بیماری سے نہایت پریشان و مضطرب تھی اور ہر روز مہنگام مہم
یہ دعا کرتی تھی کہ بار آتسا تو اس نوجوان ناکتہ اسکے حال پر رحم کرے اور مجھ بڑھیا کو
جوانی زندگی سے سیر ہو اسپر نثار کر دے اتفاق سے اُس عورت کی ایک گ سے جنگل
سے واپس آئی اور باد چرخ خانہ میں شور بے کی بویا کر ایک پتیلے میں منھ ڈال دیا اور
بہت چاہا کہ دیگچی سے سر نکالے مگر یہ بات ممکن نہ ہوئی اُسی طرح پتیلے کو اپنے سر پر
یہ مطیع سے باہر آئی بڑھیا گاسے کو اس مہیب اور خوفناک ہیئت میں دیکھ کر ڈر گئی
اور خیال کیا کہ یہ فرشتہ قابض الارواح یعنی ملک الموت ہو جان تو بڑی بیماری
ہوتی ہو گھر کے کہنے لگی کہ ای ملک الموت میں مہستی نہیں ہوں مجھے چھوڑ دے
لہذا اُس کی جان لے۔ پس یہی قرین صواب معلوم ہوتا ہے کہ میں اس درطہ ہلاکت
سے برکنار رہوں بادشاہ نے فرمایا کہ دی چکا وک تھ میرا تیرے ساتھ مثل
قصہ اس بادشاہ اور مطرب خوش الحان کے ہی چکا وک نے عرض کیا حضور

ارشاد فرمایں وہ کیونکر ہی بادشاہ نے اپنی زبان فیض تر جان سے بیان کرنا شروع کیا کہ۔

حکایت ایک بادشاہ کی سرکار میں ایک مطرب خوش نوا ملازم تھا بادشاہ اکثر اُسکے نغمہ ہائے طرب انگیز سے محظوظ ہوا کرتا تھا اور یہ مطرب ایک غلام کو جو بڑا ذہین اور طبع تھا موسیقی کی تعلیم دیتا تھا اور ساز وغیرہ بجانا سکھاتا تھا الغرض وہ غلام زیر عرصہ قلیل میں اپنے استاد پر بھی فوقیت لے گیا اور بڑا صاحب کمال ہو گیا بادشاہ کو جب غلام کا یہ حال دریافت ہوا تو اُسکو اپنا مقرب خاص بنایا استاد کے دل میں آتش حسد شعل ہوئی آخر الامر موقع پا کر غلام بالکمال کو ہلاک کر ڈالا جب شاہ اس واقعے سے مطلع ہوا تو مطرب کو طلب کیا تاکہ سزا سے معقول دے جب مطرب حاضر ہوا بادشاہ نے از روئے عتاب اس سے کہا کہ کس چیز نے تیرے نفس کو اس بات پر آمادہ کیا کہ تو نے غلام کو بے تصور مار ڈالا کیا تو چاہتا ہو کہ میں اسوقت ایسا حکم نافض کر دوں کہ جس طرح تو نے شربت اجل پلا کر غلام کو ہلاک کیا وہی جام مرگ تجکو بھی پلایا جائے۔ مطرب نے کہا کہ اے شہر یار کامگار فی الواقع مجھے خطا عظیم سرزد ہوئی ہو جس سے بادشاہ کی آدمی عشرت و دبستگی غم و رنج سے بہل ہو گئی ہو لیکن بادشاہ اگر مجکو بھی اُسکے انتقام میں قتل کرنے کا حکم دیں گے تو پورا عیش و نشاط اپنا تلف کر دیں گے بادشاہ نے یہ بات پسند فرمائی اور اُسکے قتل کا عزم فرج کر دیا۔ یہ داستان اس غرض سے بیان کی تاکہ معلوم ہو کہ میری نصیحت خوشی و خرمی تو فرزند کی بصارت زائل ہو جانے کے سبب سے میرے ہاتھ سے جا چکی ہو اور تو بھی جو صدائے فراق سناتا ہو تو وہ آدمی مست و شادمانی جو باقی رہ گئی ہو وہ بھی برباد ہو جائے گی بس انجام کیا ہو گا۔ بچاؤ کئے کہا

کہ مین اُن اخص مین سے نہیں کہ جنکو طبیب در دتولنج کے مریض کو کہتا تھا کہ قبالبہ در دشکم کے علاج کے آنکھوں کی دوا کرنا زیادہ تر مفید ہوگی بادشاہ نے پوچھا مفصل سکا حال بیان کر چکا وہ نے عرض کیا کہ۔

حکایت ایک شخص طبیب کے پاس آیا کہ در دشکم سے بیتاب ہو کر زمین پر تر پٹا تھا اور دوا طلب کرتا تھا طبیب نے ہمارا ہیان مریض سے دریافت کیا کہ آج لے کیا کھا یا تھا جواب دیا کہ ایک ٹکڑہ جلی ہوئی روٹی کا۔ حکیم نے اپنے ملازم سے کہا کہ دوائے ترقی روشنی چشم نے آؤ تاکہ اس کی آنکھوں میں لگا دی جائے کہا کہ اے طبیب یہ وقت تسخر و مذاق کرنے کا نہیں، ہی مین در دشکم مین جان سے عاجز ہوں اور آپ داروے چشم طلب کرتے ہیں اس سے اُسکو کیا مناسبت ہے طبیب نے کہا کہ مین چاہتا ہوں کہ تیری آنکھیں روشن ہو جائیں اور تجھکو سیاہ و سفید مین تمیز ہو سکے اور بار دیگر نان سوختہ کھانے سے احتراز کرے عرض اس مثل کے بیان کرنے سے یہ تھی کہ بادشاہ کا خیال اس طرف نہ رجوع ہو کہ مین اُس زمرے مین سے نہیں ہوں کہ جو ساختہ اور سوختہ مین شناخت نہ کر سکے بادشاہ نے کہا کہ دوستوں کے مابین اس قسم کے بہت سے ماجرے پیش آتے ہیں لیکن جو شخص زیور دانش سے آراستہ و پیراستہ ہوتا ہے وہ آتش غضب کو آبِ تحمل سے بجھا دیتا ہے اور جب عفو ہونا ممکن ہے تو انتقام نہیں لیتا۔ چکا وہ نے کہا کہ اکثر بزرگوں کا مقولہ ہے کہ بعض اوقات جب کوئی شخص کسی کام کو سہل خیال کر کے گزرتا ہے تو وہ دشوار ہو جاتا ہے اور یہ کام تو از حد دشوار ہے پھر آسان کیونکہ ہو سکتا ہے۔ اسی شہر پار شاید حضور نے شاہِ طبرستان کا پیغام نہیں سنا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ وہ کیونکر ہی

چکاوک نے کہا کہ ۔

حکایت بادشاہ طبرستان کے ارکان دولت میں سے ایک رکن سلطنت سرتابی پر آمادہ ہو کر درپے فتنہ و فساد کے ہوا بادشاہ نے شفقت کی نظر سے چند نصائح و پندیر لکھ کر اسکے پاس بھیج دیے مگر اس کو رنما کے دل پر اصلاً مؤثر نہ ہوئے اور بادشاہ کے حضور میں بطور جواب یہ پیغام کہلا بھیجا کہ ہم اور تم مثل شیشہ و سنگ کے ہیں اگر سنگ کو شیشہ پر خواہ شیشہ کو سنگ پر ماریں تو دونوں صورتوں میں شیشہ ہی کا ضرر ہوگا ایسا کہ میں بھی شیشہ کے حکم میں داخل ہوں بادشاہ نے فرمایا کہ ہر چند میں نے مہربانی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا لیکن تو نے وہی کج روی قائم رکھی در راہ راست پر قدم نہ مارا ایسے شخصوں کو نصیحت کرنا بے سود ہے جیسے کہ زاہر نے بھیڑیے کو نصیحت کی تھی چکاوک مستفسر ہوا کہ حضور وہ کس طرح پر ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ۔

حکایت ایک ناہر عزت گزین کا گند صحرا کی جانب ہوا اس نے ایک بھیڑیے کو دیکھا کہ شکار کی تلاش میں چپ و راست نظر دڑا رہا ہی زاہر نے زبان نصیحت کھولی اور کہا کہ خبردار کسی بکری وغیرہ کے مارنے کا قطعاً ارادہ نہ کرنا کیونکہ اسکا انجام بہتر نہیں ہوتا بھیڑیے نے کہا کہ آپ اپنے پند و نصائح کو تو کر رکھیے اور فہمائش سے درگزر کیجیے دیکھیے اس بلندی کے نیچے بکریوں کا گلہ چر رہا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کی باتوں میں موقع شکار کا ہاتھ سے جاتا رہے اس مثل کے بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ ہر چند میں مجھ کو پند و نصیحت کرتا ہوں مگر تو ایک ہی بات پر قائم ہے چکاوک نے کہا کہ میں یقیناً در راہ راستی پران سے جا کر ایسے مقام پر جاتا ہوں کہ جہاں سے مجھے کوئی گرفتار نہ کر سکے گا۔ بادشاہ

لاچار ہو کر پوچھا کہ اگر جاتا ہی تو پھر کب تک آئے گا چکاوک بولا کہ حضور میرے دایرے کی امید ہرگز نہ کہیں اور یہ افسانہ میرا عرب اور نان پز کی داستان سے مشابہ ہی بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ کیونکر ہی چکاوک نے کہا۔

حکایت ایک عرب صحرائی یعنی بد بھوکا پیاسا شہر میں آیا اور نان بنائی کی دوکان پر روٹیوں کا ڈھیر دیکھ کر بے قرار ہو گیا شدت گرسنگی سے ازبس بیتاب تھا نان بنائی کے پاس جا کر کہنے لگا کہ میں پیٹ بھر روٹیاں کھا لون تو کقدر دینا رتوے گا۔ نان بنائی نے خیال کیا کہ یہ اگر بت ہی بھوکا ہوگا تو تین چار روٹیوں سے زیادہ نہ کھاسکے گا لہذا کہ ایسی کمین تو نیم دینا دے عرب نے نیم دینا دیا اور وجہ کے کنارے بیٹھ کر کھانا شروع کیا نان بنائی روٹیاں دوکان سے لاتا تھا اور عرب ان کو پانی میں بھگو بھگو کر نوش جان کر جاتا تھا یہاں تک کہ روٹیوں کی قیمت ایک دینار سے بھی زیادہ تجاوز کر گئی جب تو نان بنائی سے صبر نہ ہو سکا کہ کمان تک کھائے جائے گا عرب نے جواب دیا کہ جب تک وجہ کا پانی جاری رہے گا تب تک کھانا رہوں گا میری غرض اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ ہو کہ جب تک چشمہ جسم میں آب زندگانی قائم ہی اس وقت تک بیم و ہراس سے ہرگز باز نہ ہوگا اور بار و گرمیرے آنے کے لیے کوئی صورت متصور نہ ہوگی بس اس آخری جملہ پر اپنے کلام کو ختم کر کے کنگورہ قصر بادشاہی سے پرواز کر گیا۔

رباعی

بشنو سخن پاک ترا ز درِ شین
وز صاحب کبر و کینہ امین نشین

خواہی کہ نہ باشی بہ غم درِ رخِ حزین
از دشمن آرزو نہ تغافل مناس

باب نوان

عفو جبرائیم کے بیان میں جو بادشاہوں کے لیے سب سے بہتر صفت ہے

راے دابلیم نے بید پائے برہمن سے کہا کہ اب بیان فرمائیے کہ جب بادشاہ اپنے مقربان و درگاہ میں سے کسی اہل کار کو کسی خطا کی پاداش میں نظر انداز کر دے تو دوبارہ اسکو بحال کرنا چاہیے یا نہیں۔ برہمن نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ جہاں اپنا عفو پیشہ نہو تو جملہ کار و بار دنیوی معطل اور بے کار ہو جائیں گے اور انتظام ملکی میں خلل واقع ہوگا اور اس حال کے مناسب شیر اور گیدڑ کی داستان ہو، اس نے پوچھا کس طرح برہمن نے بیان کیا۔

حکایت ہندوستان میں ایک گیدڑ سمی بہ فریشہ تھا جس نے ترک حیوانات کر کے خونریزی کو قطعاً چھوڑ دیا تھا اور گوشہ تنہائی اختیار کر کے تارک دنیا ہو گیا تھا۔ اجاب اعدا اسکو اپنا پیشوا اور بزرگ سمجھ کر اس کی پیروی کیا کرتے تھے اور اسکی ہدایت پر عمل کرتے تھے جس مقام پر وہ رہتا تھا اسی قرب و جوار میں ایک بیشہ دلکش و فرحت افزا تھا اور کاجوے نامے ایک شیر اس بیشہ کا حاکم تھا ایک روز حضار مجلس اور ندیمان شاہی نے فریشہ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کی از حد تعریف کی یہاں تک کہ بادشاہ کو فریشہ کی ملاقات کی تمنا ہوئی ایک ملازم خاص کو اس کے طلب کرنے کے لیے بھیجا چنانچہ حسب الارشاد شہر یار فریشہ حاضر ہوا اور بادشاہ کی ملاقات سے شرف اندوز ہوا

ہوشاہ کو بھی اسکی مصاحبت اور آداب شناسی بہت پسند آئی اور مجلس شاہی میں ندیم و مجلس رہنے لگا۔ چند روز کے بعد ایک دن خلوت خاص میں طلب کر کے فریشہ سے کہا کہ میری رائے اس امر کی مقتضی ہوتی ہے کہ انتظام و انصرام جملہ مہات ملکی و مالی و نگہبانی کشور سب تیری رائے صوابا ندیش پر چھوڑ دوں اور تمام کاروبار تیرے سپرد کر دیے جائیں۔ فریشہ نے عرض کیا کہ جب کسی بے غرض اور مدبر شخص نے عنوان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی ہو تو ضرور اسپر و دیگر ہم جنسوں کو رشاک و حسد پیدا ہو جاتا ہے اور یہاں تک اسکی ذہبت پہنچتی ہے کہ غرض کو یوں کے اقوال کی تاثیر سے بادشاہ کا دل بھی پھر جاتا ہے اور یہاں پناہ نہ میری طبیعت میں کہ وہ فریب ہے اور نہ یمن شاہد نہ کارروائی پسند کرتا ہوں لہذا حضور اس خدمت سے خاکسار کو معاف رکھیں تو بہت مناسب ہے ورنہ میری وہی حالت ہوگی جو کمیون کی ہوئی کاجوی نے استفسار کیا اس طرح فریشہ نے عرض کیا۔

حکایت ایک درویش خدا پرست بازار میں چلا جاتا تھا ایک حلوائی نے اُس سے خوشی کی کہ تھوڑی دیر میری دوکان پر تشریف رکھیے تاکہ آپ کے کلمات معنیت آمیز سے میں اور دیگر سامعین ہر ہر مند ہوں۔ مرد عارث حسب درخواست حلوائی کے اسکی دوکان پر بیٹھ گیا حلوائی نے بطور تواضع ایک طشت ہر ارشہد درویش کے روبرو رکھ دیا طشت رکھتے ہی کھیاں بکثرت اسپر بیٹھ گئیں حلوائی نے پکھا جھلاکہ کھیاں اڑ جائیں جو کھیاں کہ طشت کے کنار پر بیٹھی تھیں وہ تو فوراً اُڑ گئیں اور جو درمیاں میں بیٹھی ہوئی تھیں ان کے پردہ بال شہدین آلودہ ہو گئے اور اُس میں چپٹ کر رہ گئیں یہ حال دیکھ کر درویش نے حلوائی کو مخاطب کر کے کہا کہ اے میرا اس طشت کو دنیا اور اس شہد کو نعمت دنیا اور ان کمیون کو نعمت خواران حربیں و شکم پر در خیال کرنا چاہیے وہ کھیاں جو کنارے بیٹھی ہوئی تھیں تھوڑے بہر قانع تھیں؟

پتکے کو جنبش ہوتے ہی آسانی اُڑ گئیں اسی طرح جب کہ بادکش اجل متحرک ہو گا وہ لوگ جو اپنے دلوں کو مکروہات دنیا میں مشغول کیے ہوئے نہیں ہیں اور کنارہ کش ہیں وہ سہولت سے نجات پائیں گے اور وہ لوگ جو اپنی تمام کوششوں کو دنیاوی کاروبار میں منہمک کیے ہوئے ہیں اُن کا انجام کارِ ذلت و خواری ہو اسی بادشاہ یہ داستان اس غرض سے بیان کی ہو تاکہ معلوم ہو کہ دنیا میں مصروف رہنا اور آزادانہ زندگی بسر کرنا فقہی جیسے بادشاہ کا حق ہی ہم کھینوں سے کیونکہ رستگاری ہو سکتی ہی پس لازم یہ ہو کہ مجھکو دامنِ نجات گوشہ تنہائی میں بسر کرنے دیجیے اس بار گراں کے نیچے نہ دبائیے۔ کاجو سے نے کہا کہ اسی فریشہ مابدلت کو تیری فہم و فراست کا خوب اندازہ ہو گیا ہی اور اُسپر اعتماد و اعتبار ہی پس اگر خردمند خدی و مندان کار پرداز کو کار و بارِ ملکی مالی میں دخل نہ کر دے گا تو سراسر بے انتظامی پھیل جائے گی اور مہات سلطنت میں خلل واقع ہو گا فریشہ نے کہا کہ حضور کا فرمانا درست و بجا ہی لیکن جو کوئی شخص بادشاہی کاموں میں مداخلت کرتا ہی اُسپر کل ارکانِ سلطنت حسد کرنے لگتے ہیں اور دشمن ہو جاتے ہیں شیر نے جواب دیا کہ جب تو نے ہماری حاجت اختیار کی اور تابع حکم اور مرصہ فرمان شاہ رہا تو اوروں کی عداوت سے کیا پاک ہو اُن لوگوں سے تو ہرگز کسی طرح کا خوف دہراں نہ کر فریشہ نے عرض کیا کہ جہاں پناہ اگر پروردگار عالم کی قسم کھائیں کہ غرض گویوں کے اقوال کی ہرگز نہ سماعت فرمائیں گے تو خیر حضور کے حکم کی تعمیل کر دے گا چنانچہ شیر نے عہد و پیمان کیا اور کل امورِ ملکی مالی کو فریشہ کے سپردگی میں دیدیا آخر الامر وہی صورت درپیش ہوئی جسکا اندیشہ تھا یعنی مصاحبوں کو یہ معاملہ ناگوار گذرا اور کل ارکانِ دولت و کار پر دازانِ سلطنت بالآخر اس امر پر آمادہ ہوئے کہ فریشہ کو خیانت کی تہمت سے متهم کر کے بادشاہ کے مزاج کو

اسکی جانب سے برہم کہ دین تاکہ وہ بادشاہ کے دل سے اتر جائے پس موقع پا کر ایک شخص کو حکیم کیلا
گوشت جو شیر کی چاشت کے لیے رکھا ہوا ہو چڑا کر فریشہ کے مسکن میں جا کر رکھ دے اُس سے
ایسی طرح عمل کیا جب صبح ہوئی اور کل حکام امر اور را اپنے اپنے معمول کے مطابق حاضر دربار
ہوئے فریشہ اُس وقت کسی کام کے لیے گیا ہوا تھا اور شیر اُس کے آنے کا منتظر تھا جب کہ چاشت کا
وقت آیا اور شیر بر اشتہا غالب ہوئی جو گوشت چاشت کے لیے رکھا گیا تھا اُسکی تلاش
ہونے لگی ہر چند دعوئہ ہاکین نہ پایا شیر برہم ہوا دشمنوں کو موقع ملا انھوں نے عرض کیا
کہ وہ گوشت جو جہاں پناہ کی چاشت کے لیے رکھا گیا تھا فریشہ مخفی طور پر اپنے گھر لے گیا
جو الغرض تمام خورد و کلان جانور دن نے متفق اللفظ ہو کر تہمت لگائی اور بادشاہ کا دل
فریشہ کی طرف سے منحرف کر دیا پس اسے حکم دیا کہ فریشہ کو حاضر کریں وہ بے جا رہ صادر
کے کمر و فریب سے غافل تھا دلیرانہ آگے آیا شیر نے پوچھا جو گوشت چاشت کے لیے کل
کے روز تیرے سپرد کیا گیا تھا کہاں ہو جواب دیا کہ مطبخ شاہی میں داخل کر دیا گیا تھا
کہ بوقت چاشت حضور میں پیش کیا جائے مطبخ بھی منکر ہو گیا شیر نے چند جانور دن کو بھیجا کہ
فریشہ کے مقام چاکر خانہ تلاشی کرو چونکہ انھیں لوگوں نے یہ چالاکی کی تھی کہ گوشت خود
چڑا کر دمان رکھ دیا تھا فوراً گئے اور گوشت لا کر حاضر کر دیا فریشہ متحیر ہو گیا اور سمجھا کہ جس
بات کا اندیشہ تھا وہی سامنے آئی شیر کے دوزار و سلطنت میں سے ایک گرگ بھی تھا جو
ہمیشہ فریشہ کے ساتھ لاف زنی محبت و الفت کی کیا کرتا تھا جب گوشت اُس کے گھر سے
اٹھا تو وہ بادشاہ کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ حضور الابرار کے قتل کا حکم صادر کیا
جائے شیر بڑے سوچ میں پڑ گیا اتنے میں ایک سیاہ گوش جو بہت مہر چڑھا تھا سامنے حاضر
ہوا اور عرض کیا کہ باوجود ثبوت ایسے جرم سنگین کے اس کام میں غور و تامل کی کیا ضرورت ہے

جو صاحب حکومت رخصت الہی کا طالب ہوا اسکو زمین ہو کہ مجرم کو سزا دے جیسا کہ بادشاہ بغداد نے اپنی محبوبہ خاص کو فلاح دینوی کے لیے سزا دی تھی کا مجھ سے نہ دریافت کیا کیونکہ سیاہ گوش نے بیان کیا۔

حکایت شاہزادہ چین کو سفر دریا کی خواہش پیدا ہوئی باپ سے اجازت حاصل کر کے اپنے ملازمن کے ہمراہ کشتیوں پر سوار ہو کر دور دوراں ممالک کا سفر اختیار کیا بعد طو مراحل سفر شہر بغداد میں پہونچا۔ فرمانروا نے بنیاد نے نہایت عمدگی سے لوازم مہانداری ادا کیے اور موافق اس کے مرتبہ کے قدر و منزلت سے پیش آیا بوقت نخصت شہزادہ چین نے ایک ماہ پیکر کینزک خلیفہ بغداد کے محل میں بھیجی۔ فرمانروا نے بعد ازاں اس کے حسن جمال کو دیکھ کر مفتون ہوا اور ہر روز چند عرصہ کے کمال محبت و انعت بڑھ گئی اور ایسا اس کے حسن زاہر کش و عابد فریب میں دلدادہ ہوا کہ بالکل انتظام ملکی سے غافل ہو گیا ایک شب بادشاہ نے عالم خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ امی بادشاہ تجھے کیا ہو گیا ہے جلد ہوشیار ہو اور انتظام کار و بار سلطنت میں مشغول ہو چنانچہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر انتظام مملکت اور دادرسی رعایا میں مصروف ہوا اور حکم دیا کہ یہ کینزک ہماری خلوت سرا میں نہ آنے پائے لوڈی ایک روز فراق شاہ میں بیتاب ہو کر بارگاہ شاہی میں چلی آئی بادشاہ اسکو دیکھ کر پھر شیفہ جمال بے مثال کینزک ہو گیا لیکن مٹا اسکو خیال آیا اور یہ حکم نافض کیا کہ یہ لوڈی قتل کر دی جائے پہلے اپنے محرم راز کو حکم دیا کہ اس کینز کو لجا کر درجہ میں غرق کر دے و شخص حسب حکم شاہ لوڈی کو محل سے باہر لایا اور دل میں خیال کرنے لگا کہ یہ لوڈی معشوقہ و منظور خلیفہ ہی شاید کل بادشاہ اپنے حکم سے پشیمان ہو کر پھر اسکو یاد کرے اور مجھ سے طلب فرمائے تو میں کیا جواب دوں گا اس خیال سے اسے تجویر کیا کہ اپنے مکان پر

نے جا کر اسے پوشیدہ رکھوں تو مناسب ہو الغرض چند روز کے بعد بادشاہ کے دل میں پھر کینہ کی یاد آئی اور اپنی حرکت سے منفعل ہو کر نہایت ملول و درنجیدہ خاطر رہنے لگا اور پریشانی سبب سنجہ بہ آشفنگی مزاج ہو گئی ایک روز اس میں دمدمیہ و محرم راز نے بادشاہ کی سرنگی دکھ کر اس کینہ کو حاضر کیا بادشاہ بقتضائے محبت بہت غمخوش ہو کر ہم صحبت ہوا لیکن پھر اسے کچھ خیال آیا اور حکم قتل دیا مگر تعمیل حکم میں تاخیر کی گئی چونکہ بادشاہ کو آبادی خلق اللہ اور رفہ رعایا کا بہت خیال رہتا تھا اور امور سلطنت کے انتظام میں از بس ساعی تھا مگر معشوقہ کے حسن و جمال کی محویت سے کام لے رہے تھے اس لحاظ سے بادشاہ نے خود اس جھگڑے کا فیصلہ ہی کر دیا یعنی ایک روز بادشاہ معشوقہ کے ساتھ لب بام دریا کی سیر میں مصروف تھا کہ ایک مرتبہ لونڈی کا ہاتھ پکڑ کر دریا میں پھینک دیا کہ وہ غریق بھر فنا ہو گئی اور بادشاہ بدستور واگستری خلافت میں مصروف رہنے لگا۔ یہ گوش نے کہا کہ اب بادشاہ اس قصد کے بیان کرنے سے مطلب یہ تھا کہ حاکم بغداد نے آسائش خلق کے لحاظ سے اپنی محبوبہ دلنو از کو اگرچہ وہ محض بے قصور تھی قتل کر دیا تو کیوں مجرموں کی سزا دی میں کہی کہ تاہو شیرانی یہ کہتا ہے باتوں سے آشفنتہ خاطر ہوا اور فریشتہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر اس جرم کے متعلق کوئی عند ہو تو بیان کر جو نہ فریشتہ بے قصور تھا اس خیال میں اسکی زبان سے جواب سخت نکل گیا اور کچھ اور بڑھا کہ روزند ازون نے اس کی سخت کلامی کی خبر بادشاہ کے حضور میں عرض کر دی الغرض فریشتہ کی درشت گوئی اور دشمنوں کی خوشامد ہاں کہ اکینز اور شیرانی اگر سب امور نے بادشاہ کے مزاج کو نہایت برہم کر دیا اور آئین فردوسی سے برگشتہ ہو کر شیر فریشتہ کی عمدہ خدمات اور اپنے عہد و پیمان سب فراموش کر گیا اور فریشتہ کو حکم قتل دیدیا مجرموں نے اس خبر کو جب مادر شیر کے سامنے بیان کیا تو وہ عاقلہ تھی سمجھ گئی کہ اس کا من

شیر نے شتابی کی ہو پس اس نے بجلت تمام تر کسی شخص کے ذریعہ سے جلا دے پاس پہنچا کہ تھوڑی دیر اس مجرم کے قتل کرنے میں تاخیر کر دینا کہ مجھ کو اس کے بارے میں شیر سے کچھ گفتگو کرنا ہو بعد ازاں خود شیر کے پاس آئی اور کہا کہ اقرۃ بعین فریشہ کے مقدمہ میں ذرا غور و تامل کرنا چاہیے شیر نے کہا کہ میں نے کسی کے کہنے پر فریشہ کے قتل کا حکم نافذ نہیں کیا ہو بلکہ اُس پر جرم سرقہ کا ثابت ہو گیا ہو اُس کی پاداش میں اُس کو سزا دینا لازم ہوا اور شیر نے کہا اے نور نظر بادشاہوں کو مناسب ہو کہ مجھ یقین دل کسی سے کبیدہ خاطر نہ ہوں اور فریشہ کی خوش نیتی زمانہ ملازمت میں مشاہدہ ہو چکی ہو شاید تجھ کو فراموش ہو گئی ہو مگر مجھ کو خوب یاد ہو اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دشمنوں نے اُس پر ضرورتاً تهمت لگائی ہو اور اگر یہ الزام اُس پر صحیح بھی مانا جائے تاہم یہ جرم ایسا سنگین نہیں ہو کہ اس کو حکم قتل دیا جائے اے بادشاہ تو نے اس کی خدمات کو پسند کر کے خود مرتبہ اعلیٰ پر سرفراز کیا ہو اگرچہ اُس سے کوئی قصور بھی سرزد ہو گیا ہو معاف کر دینا چاہیے اور غور کا مقام ہو کہ ایسے متدین شخص سے اتنی بڑی خیانت کیونکر ہو سکتی ہو اس وجہ سے کہ فریشہ نے تو عرصہ دراز سے گوشت کھانا بالکل ترک کر دیا ہو اس لیے حتی الامکان تم خود اپنے منہ منی عقل پر غور کر کے اس مقدمہ میں سوچو کہ وہ گوشت چرا کر کیا کرتا اگر فرض کیا جائے کہ وہ کھاتا بھی ہو تو کچھ ایسا ناوار بھی نہیں تھا کہ بادشاہ کا ناشتہ چاشت چرا کر لیجاتا محکوم یقین کامل ہو کہ اُس کے حاسدون نے ازراہ بعض وعداوت گوشت کو لے جا کر اُس کے مکان میں چھپا دیا تاکہ خواہ مخواہ اُس پر چھوٹی تهمت لگا کر بادشاہ کے دل کو اُس کی طرف سے پھیر دین اور ایسے کمزور فریب کا حاسدون سے جانب سے بروردی کار آنا کچھ عجیب کی بات نہیں ہو ایسے خبثت منیتی کے واقعات اکثر گزر رہے ہیں یہاں تک کہ لوگوں نے غیر کی ضرر رسانی کیلئے

اپنے نفس کو ہلاک کر ڈالنا پسند کیا ہی جیسا کہ اُس خواجہ نے غلام کو قتل کرنے کا حکم دیا
شیر نے پوچھا کہ کس طرح اور شیر نے کہا کہ -

حکایت شہر بغداد میں ایک شخص حاسد رہتا تھا جسکے ہمسایہ میں ایک نئے عبادت گاہ
اور شب زندہ دار کا مکان تھا اہالیان بغداد اس کی بہت عزت و توقیر کرتے تھے حاسد اپنے
ہمسایہ کی تواضع و تکریم دیکھ کر دل میں جلتا تھا اور اُس کے آزار پہ پوچھنے کی فکر کیا کرتا تھا
لیکن اُسکی کوئی تدبیر مفید طلب نہ ہوتی تھی آخر کار اُس نے ایک غلام خرید لیا اور اُس کی
ترسیت و شائستگی میں سچی بلیغ کرتا تھا اور اکثر اوقات تنہائی میں اُس سے کہا کرتا تھا کہ
تیری غور و پرداخت میں خاص ایک ضرورت کی وجہ سے کر رہا ہوں جب کہ ایک عرصہ دراز
گزر گیا اور غلام کو حق انخدمت اور ناک حلالی میں ثابت قدم پایا تو اپنا دلی مدعا اُس سے
ظاہر کیا اور بیان کیا کہ میں اس ہمسایہ سے نہایت بے ننگ آگیا ہوں اور بارہا میں نے
چاہا کہ کوئی بلا اس پر نازل ہو مگر کوئی صورت اُسکی ظہور میں نہیں آئی اس وجہ سے میری زندگی
تلخ ہو گئی ہی اور مجھ کو میں نے خاص اپنی غرض سے پرورش کیا ہو کہ آج کی رات مجھے
اس ہمسایہ کے کوٹھے پر فوج کر کے خوالہ سے ہنگام طلوع آفتاب جب لوگ مجھ کو کشتہ دھینگے
تو ضرور اُس کو خون کے الزام میں ماخوذ کریں گے جسکی وجہ سے اُسکی عزت و آبرو بلکہ جان
مال کو سخت نقصان پہنچے گا غلام بولا کہ ای خواجہ اگر تیرا مطلب زاہد کے دفع کرنے پر
ہی تو میں اُسکے قتل کرنے پر آمادہ ہوں خواجہ نے کہا کہ تیرا خیال بالکل غلط ہو شاید تو
اُس پر قادر نہ ہو سکے تو دوبارہ تاب مقاومت باقی نہ رہے اٹھ اور جلد خدمت کو بجا لاؤ
مجھ کو خوشنود کر میں تیری آزادی کا نوشتہ تجھے دیے دیتا ہوں اور یہ روپوں کی تھیلی
بھی لے لے اور کسی ملک میں جا کر تمام عمر عیش و آرام سے بسر کر۔ غلام نے کہا کہ ای خواجہ

کوئی عاقل اس تجویز کو پسند نہ کرے گا جو تو نے سوچی ہو اس لیے کہ دشمن کی ہلاکی اپنی حیات میں انسان کو مطلوب ہوتی ہو اور جب کہ تو خود ہی دائرہ زندگی سے خارج ہو گیا تو تجھ کو دشمن کی ہلاکی سے کیا فائدہ پہونچا۔ پس از انکہ من تمام بچہ کار خواہی آمد ہر چہ غلام نے اسی قسم کی بہت سی نصیحتیں پیش کیں مگر کچھ بجا آمد نہوئین اور اس کے دلیر اس کے پسند و نفع سے کچھ تاثیر کی الغرض غلام سادہ لوح نے دیکھا کہ خواجہ کسی طرح نہیں مانتا اور اصرار اسکا بڑھتا جاتا ہی لاچار سر اسکا کاٹ کر ہمسایہ کے بام پر ڈال دیا اور پڑا نہ آدھی مسح روپون کی تھیلی کے لیکر وہاں سے اصفہان کی طرف چلا گیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو اہل شہر نے خواجہ کو اس بزرگ منش عابد ذرا ہر کے سقف پر کشتہ دیکھ کر اسکو ماخوذ کیا اور کو تو ال شہر کو اس قلعہ کی اطلاع کی کو تو ال آیا اور تعیش حال کر کے زاہد کو پا بجولان کر زندان خانہ بھیجا اتفاقاً چند دنوں کے بعد ایک تاجر بغداد نے جو کہ شہر اصفہان کی جانب گیا ہوا تھا اس سوداگر نے اس غلام کو دیکھ کر پہچانا اور اس غلام نے بھی تاجر کو دیکھتے ہی خواجہ کا احوال اور شخص ہمسایہ کی کیفیت استفسار کی سوداگر نے تفصیل وار کل حالات کو بیان کرنا شروع کیا یعنی خواجہ کا مارا جانا اور اس مرد ہمسایہ کا گرفتار ہونا محبس میں جانا مشر و جا کہہ سنایا۔ غلام ان جملہ کو آفت کو سن کر کہنے لگا کہ عجیب قسم کا ستم اس زاہد بے گناہ پر واقع ہوا ہے اور اصل حقیقت اس معاملہ کی یہ ہو کہ خواجہ کے حکم کے مطابق خود مجھے یہ فعل سرزد ہوا ہے اور وہ مرد صالح اس واقعہ سے شخص لاعلم ہی پس اس نے رفتہ رفتہ کل کیفیت مشر و جا گذشتہ حادثہ کی تاجر سے بیان کر دی اور تاجر نے قافلہ کے لوگوں کو شاہد و گواہ کر کے اس جیسے کو خلیفہ بغداد کے حضور میں پیش کیا وہاں سے بعد تحقیقات وہ درویش بے قصور ثابت ہوا اور بند غم سے رہائی پائی

اس داستان کے بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بادشاہ کو وضع ہو کہ اہل حد نے اب تک کیسے کیسے ناشائستہ کام کیے ہیں اس پر یہ تجکو بیا ہے کہ دیدہ عقل سے بغور و تامل اس مقدمہ پر نظر کر اور غلبت کرنا اس میں اچھا نہیں ہو شیر نے اپنی مادر مہربان کی فہم و تفہیم سے متنبہ ہو کر فریشہ کو غلامت خاص میں طلب کر کے کہا کہ میں نے یہ جملہ کاروائی بمقتضائے مصلحت و دقت کی تھی اب تو کسی طرح کا اندیشہ نہ کر اور بیدل نہ ہو اور بدستور اپنے کام متعلقہ کی انجام دہی میں مصروف رہ فریشہ نے عرض کیا کہ تا وقتیکہ حضور والا اس مقدمہ کا فیصلہ قطعی اور تدارک واقعی نہ فرمائیں گے اس تہمت کا رنج میرے لیے سوا بن روح رہے گا کا مجھ سے فرمایا کہ دوبارہ تفتیش اس مقدمہ کی کس طریقہ سے ہونا چاہیے فریشہ نے کہا کہ جس گروہ نے میری بطنی اور خیانت پر اتفاق کیا ہو بادشاہ ان میں سے ہر ایک کو فرداً فرداً طلب فرمائیں اور ہر ایک سے بنظر لطیف و تہربیش آئیں اور اس عنوان سے اس کی تحقیقات فرمائیں تو یقین کلی ہو کہ ہر ایک کی مختلف گفتگو سے اصلی حقیقت افق کی منکشف ہو جائے گی چنانچہ بادشاہ نے حسب تجویز فریشہ ہر ایک کے جرموں کو معاف کر کے بخوشی خاطر ہر ایک کو علحدہ علحدہ طلب کیا اور مہربانی اور قہر سے اس ماجرے کا حال دریافت کیا ان میں سے بعض نے جو زیادہ تر فتنہ پروان نہ تھے حقیقت حال سے بادشاہ کو سن و عن آگاہ کر دیا بعد ازاں باقی ماندہ شخصوں نے بھی بہ نظر مصلحت و وقت اپنی خطاؤں کا اقبال کر کے کل سرگذشت ظاہر کر دی شیر نے برہم ہو کر چاہا کہ تہمت لگانے والوں کو منرا سے معقول دے لیکن مادر شیر نے کہا کہ یہ بادشاہ جب کہ تو نے ان سب کو اپنے ظل عاطفت میں پناہ دی ہو تو پھر انکو قتل کرنا فرمانروائی کے تو اعد سے کوسوں دور ہی لیکن اس خلاق عالم کا لاکھ لاکھ شکر یہ ادا کرنا لازم ہو کہ

تجربہ جو اس کام میں بخوبی تجربہ حاصل ہو گیا اسکو نوٹ در لکھ اور دوسری بار کلمات مکرر میسر سماعت نہ کر بادشاہ نے اپنی ان کا شکریہ ادا کیا اور فریشہ کو حضور میں طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ اپنے کام مفوضہ کو بدستور انجام دے فریشہ نے کہا بادشاہ کو ہمیشہ اپنے قدر و غضب پر قادر رہنا چاہیے اور عفو جبرائیل میں بہت عالی رکھنا ضروری ہے جیسا کہ بادشاہ میں نے باوجود ایک گناہ عظیم کے ارنگاب کے اپنے دربان کو نصیحت نہ کیا بادشاہ نے پوچھا کہ وہ کیونکر ہی فریشہ نے کہا کہ۔

حکایت شاہ میں نے اپنے دربان کو کسی وجہ سے معتبوب کر کے معطل کر دیا تھا آخر کار اُس نے اپنی تنگدستی سے مجبور ہو کر ایک تدبیر سوچی کہ اس میں چاہے جان جاتی رہے یا اپنی مراد پر فائز ہوں اس کو کر گذر دوں لہذا نوروز کے دن بوقت جشن پر بہار اپنے کسی دوست سے گھوڑا اور پوشاک عاریتہ مانگ لیا اور سوار ہو کر دربار شاہی میں حاضر ہوا اور دربان اسے دیکھ کر سمجھے کہ شاید بادشاہ کے اس کا قصور معاف کر دیا ہو اس خیال سے کسی نے اُسے نہیں روکا۔ غرض کہ دربان مجلس عیش و نشان شاہی میں آیا دیکھا کہ شاہ عالی جاہ بزم فرحت و انبساط میں جلوہ افروز ہو اور مہانوں کے ساتھ صحبت عیش و طرب میں مصروف ہو کر نشاط و شادمانی میں محو ہو اور بہت خوشی و خرمی کے ساتھ تخت نشاط پر رونق افروز ہو مگر بادشاہ نے دربان کو دیکھ لیا چاہا کہ سزا کا حکم دین لیکن پھر خیال آ گیا کہ ایسی خوشی و مسرت کی حالت میں غصہ میں آنا اپنے عیش و عشرت کو منغض کرنا ہو اور یہ علوم مرتب کے شایان نہیں ہے جب کہ دربان نے بادشاہ کے بشرے پر آثار خوشی و انبساط کے نمایان دیکھے تو اس نے جانا کہ میرا ہیساں آنا

بادشاہ کے خاطر مبارک پر گران نہیں گذرا ہی لپلپ سننے بھی کمر خدمت مستحکم کی اور
 ہر کام میں بلاتامل وخیل ہونا شروع کیا اور موقع پا کر ایک طبق طلائی چھپا کر اپنے
 گھر لے گیا بادشاہ سلامت نے اس حرکت کو بخشم خود ملاحظہ فرمایا لیکن اس خیال سے کہ
 تنگدستی اور شکستہ حالی سے یہ بہت عاجز ہو رہا ہے اس مجبوری سے اس نے یہ جرات
 کی ہو حبیب صحبت عیش برخواست ہوئی طبقیہ بن نے بہت لوگوں کو اس طبق کے گم ہو جانے
 پر متہم کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ان لوگوں سے کیوں مزاحمت کرتے ہو چھوڑ دو۔ دوسرے
 سال جشن نوروزی میں دربان مذکور چہر محابس عیش و سرور میں حاضر ہوا جب کہ
 بادشاہ کی نظر اسپر پڑی اسکو بلا کرتا ہستہ سے پوچھا کیا وہ طبق زرین صرف ہو گیا
 ہو دربان نے تسلیم کر کے عرض کیا کہ اے بادشاہ میں نے یہ فعل دیدہ و دانستہ کیا تھا
 اس وجہ سے کہ کثرت اہل دخیال کے باعث نہایت تنگدست ہو رہا تھا جان سے
 دست بردار ہو کر یہ حرکت ظہور میں آئی۔ غلام نے خیال کیا تھا کہ اگر یہ کام میرا پیشہ
 رہا تو چند روز باطمینان تمام زندگی بسر کروں گا جہاں پناہ اگر یہ مظلما ہر ہو گیا ہو
 تو قتل کا حکم صادر فرمائیے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تو نے راست راست کہہ دیا اسوجہ سے
 تیرا حال قابلِ ترحم ہی پس اسکو سرفراز کر کے پھر عمدہ قدیم پیرز و ممتاز فرمایا۔ میری
 غرض اس داستان کے ایراد سے یہ کہ بادشاہوں کی ہست عالی ہونا چاہیے اور
 خطا داروں کے سنگین جہلم سے چشم پوشی کرنا عمدہ صفت ہی پس بادشاہ نے فریشتہ
 کو پھر سرفراز فرمایا۔

باب دسواں

پادشاهِ افعال کے بیان میں

راے دابثلیم نے بید پائے برہمن سے کہا کہ اب اُن اشخاص کی داستان بیان کیجیے جو اپنے نفع کی غرض سے دوسروں کو ضرر پہونچانے سے باز نہیں ہوتے بید پائے برہمن نے کہا کہ نیکی اور بدی کی پادشاہ اس دار فانی میں حاصل ہو جاتی ہو جو شخص جیسا تم بتاؤ گی تھوڑے ہی عرصہ میں اسکا نتیجہ پالیتا ہو ۵

اگر دم از گندم بروید جو ز جو | از مکافات عمل غافل مشو

اور یہ شعر مطابق حال ہو ۵

کجا جگ نہیں کرے جگ ہی یہ یاں دن کو دے اور رات دے
کیا خوب سودا قدر ہو اس ہاتھ دے اُس ہاتھ دے

چنانچہ اسکے حوالہ ایک شیر صفت شکن اور مرد شیر شکن کی داستان ہو راے نے پوچھا کہ کس طرح بید پائے نے بیان کیا۔

حکایت ولایت حلب کے اطراف و جوانب میں ایک صحرا تھا جس میں ایک شیر تخت حکومت پر بیٹھا ہوا دام خون ناحق میں مشغول رہتا تھا ایک سیاہ گوش اُس کا ملازم تھا مگر اُس کے ظلم و جور سے بد دل ہو کر اسل مر کا خدا مان رہتا تھا کہ ترک ملازمت کر دے ہی خیال میں صحرا کے ایک سمت جا رہا تھا ناگاہ ایک چوہا اس کو نظر پڑا جو

نہایت کوشش و جانفشانی سے ایک درخت کی جڑ کاٹ رہا تھا وہ شجر ز بانِ حال
 سے کہتا تھا کہ اے ظالمِ ظلم کس لیے میری بناتِ حیات کو ہر بادِ کمرہا ہی جو ہے نے
 اس کی جڑ سے و فزع و فزع پر مطلق توجہ نہ کی اور بدستور جفا شکاری میں مشغول رہا ناگاہ
 ایک لمبی خونخوار پھینکا رین مارتا ہوا کمین گاہ سے باہر آیا اور ایک ہی لمحہ میں چوہے کو گھلیگا
 اور زیرِ درخت کندلی مار کر بیٹھ رہا اتنے میں ایک خارشیت آیا اور سانپ کی دم کو منہ میں
 دبا کر اپنا سر بیرون میں چھپا لیا۔ سانپ نہایت بے قرار ہو گیا اور اپنا سر خارِ پشت کے
 کانٹوں پر مارا حتیٰ کہ اس کا تمام جسم پھیلنے پھیلنے ہو گیا اور نہایت تکلیف سے جان نکلی جبکہ
 سانپ کا کام تمام ہو گیا تو ایک رو باہ گرسنہ کا وہاں گذر ہوا چاہا کہ خارِ پشت کا شکار
 کرے جو اس کا ایک لقمہ لذیذ تھا مگر وہ اپنا سر اندر کیے ہوئے تھا اس وجہ سے لومڑی کا
 قابو نہ چلا اور اس کو پلٹا دے کہ چند قطرے پنیاب کے اس پر کیے خارِ پشت سمجھا کہ اسپر
 مینہ برستا ہے اس لیے اس نے اپنا سر بیرون سے باہر نکالا لومڑی تو لگی ہوئی تھی ہی
 خزا سر کاٹ کر کھا گئی ابھی لومڑی کھا ہی رہی تھی کہ ایک کتا دہان دار دھوا اور لومڑی
 کو بچا کر چیر ڈالا۔ ناگاہ ایک چیتا آیا اور کتے کو چیر ڈالا دفعۃً ایک صیاد اس مقام پر
 آ پہنچا اور ناک و لدوز اس کی جانب چلا یا وہ اس کو فکار کر کے ایک پہلو سے دوسرے
 پہلو کی طرف نکل گیا صیاد نے کھال کھینچی تھی کہ اسی وقت ایک سوار آ پہنچا اور اس نے
 چاہا کہ کھال صیاد سے بھیرے لون صیاد نے کھال دینے میں انکار کیا اور رٹنے پر کراہہ
 ہو گیا سوار نے غصہ آبدار سے صیاد کے سر کو تن سے جدا کیا چیتے کا پوست اس سے
 نیکر روانہ ہو گیا چند گام چلا تھا کہ اسکے راہوار نے سکندری کھائی اور سوار زمین پر
 گر پڑا اس ضرب سے اس کی گردن ٹکست ہو گئی سیاہ گوش ان حالات کو دیکھ کر تائب ہوا

اور شیر کی خدمت گزار سی سے علیحدہ ہونے کا قصد مصمم کر لیا اور اسل را دہ سے حاضر ہو کر اُس صحرا سے چلے جانے کی رخصت کا خواستگار ہوا شیر نے سبب علیحدگی دریافت کیا تو اُس نے جواب دیا کہ اگر حضور دالا اپنی ہمت شاہانہ سے عہد و پیمان کرین تو بطور خیر خواہی حقیقت حال کو معرض بیان میں لاؤں شیر نے اُسکو دامن دی اور قسم کھائی سیاہ گوش نے کہا کہ جہاں پناہ ہمیشہ آپ کی نیت جا نور دن کی ضرر رسائی کی طرف مائل رہتی ہے نہ آپ خود کچھ خیال فرماتے ہیں نہ آپ کی سرکار میں کوئی شخص اس قسم کا موجود ہے کہ چند و نصائح سے بکڑے ان افعال ناشائستہ سے باز رکھے۔ شیر اس گستاخی سے برہم ہو گیا مگر عہد و پیمان کر چکا تھا لہذا اس خیال سے صبر اختیار کر کے خاموش ہو رہا اور کہا کہ جب تک جو کسی طرح کا آزار نہیں پہونچا تو بھر کیون تو بددلی و کنارتی کرنے پر آمادہ ہوتا ہی سیاہ گوش نے کہا کہ اسکے دو سبب ہیں ایک یہ کہ ظلم و ستم دیکھنے کی برداشت مجھ سے نہیں ہو سکتی اور نہ مروت اسکی مقتضی ہوتی ہے کہ یہ مظلوموں کے زار زائے سنا ہوں دوسرے یہ کہ شاید تجھے ان حرکات کی پاداش تجھ پر عائد ہو تو گہیوں کے ساتھ گمن بھی پس جاے اور تیری مصاحبت کے باعث میں بھی آتش عقوبت میں سوختہ ہو جاؤں شیر نے فرمایا کہ نہ تو نے جہاں کی سیر کی ہے نہ گرم و سرد زمانے سے کچھ تجربہ تجکو حاصل ہوا ہے پس تو افعال بد کی منزل کیونکر سمجھا اور عمل نیک کا بدلہ نیک تجکو کس سے معلوم ہوا۔ سیاہ گوش نے جواب دیا کہ عقل خدا داد بسکی رہنمون ہوتی ہے اسی کی مدد سے مجکو یہ راز منکشف ہو گیا ہے اور آج میں نے خیر خود مکافات اور پاداشِ مشاہدہ کیا ہے میں سیاہ گوش نے قصہ پیش اور خارشست اور رو باہ اور لومری اور کتے اور چیتے اور صیاد اور سوار کا جو معائنہ کیا تھا مشرے شیر نے بیان کیا

چونکہ شیر کا دماغ ہوا سے سخت و پندار سے بھرا ہوا تھا اس لحاظ سے اس نے سیاہ گوش
 کی نصیحت کو ایک افسانہ دروغ خیال کیا جب اس نے دیکھا کہ میرا افسانہ کچھ شیر
 کے دلیر اثر پذیر نہ ہوا تو وہ اس کے پاس سے دبے پاؤں باہر آیا اور شیر غضبناک
 ہو کر اسکا ستلاشی ہوا سیاہ گوش یہ حالت دیکھ کر ایک جھڑپی میں مخفی ہو گیا اور
 شیر اپنی رو میں اس جھڑپی کے قریب سے گزرا مگر اس کی نظر سیاہ گوش پر نہ پڑی
 جب شیر اس کی جستجو میں آگے بڑھا تو اسکو دو ہرن کے بچے دکھائی دیے جو جنگل
 میں چر رہے تھے اور ان کی مادر مہربان پاسبانی کر رہی تھی شیر نے ان کے شکار کا ارادہ
 کیا تو ہرنی چلا کر بولی کہ اے بادشاہ مجھے ناتوان کی آنکھیں ان بچوں کی جدائی میں
 گریان نہ کر ہرنی کمال رنج و اہم کی حالت میں دیوانہ وار ہر طرف صحرا میں دوڑتی
 پھرتی تھی کہ ناگہان اسکو سیاہ گوش نظر پڑا جس سے ہرنی نے اپنا کل حال زار بیان
 کیا سیاہ گوش نے اسکو بہت دلاسا اور تسلی دی اور کہا کہ تو اس قدر رنج و غم نہ کر
 کیونکہ تجھ سے ہی عرصہ میں شیر کو اسکا بدلہ ضرور مل جائے گا چنانچہ اس شیر کے
 دو بچے تھے جسوقت شیر نے ادھر ہرنی کے دونوں بچوں کا شکار کرنا چاہا تھا ادھر ایک
 صیاد نے شیر کے مسکن پر آکر اس کے دونوں بچوں کو مار ڈالا اور ان کے پوست کھینچ کر
 لے گیا جب شیر شکار کر کے اپنے جاے قیام پر آیا تو اس نے اپنے دونوں بچوں کو
 دیکھا کہ ایک گوشہ میں مرے ہوئے پڑے ہیں اور کھال بھی کوئی ان کی کھینچ لے گیا ہے
 شیر بچوں کا یہ حال دیکھ کر ڈاڑھ میں مار کر رونے لگا اور اس قدر اس نے گریہ دیکھا کیا
 کہ اس جنگل کے تمام وحوش و طیور اسکی یہ حالت دیکھ کر منموم ہو گئے شیر کے ہمسایہ
 میں ایک لیدر پارسا اور عزت گزین نقیم تھا وہ بھی یہ حال پر ملال سنکے برقم تعزیت

شیر کے پاس آیا اور کہا کہ صبر اختیار کر اور ہوش و حواس اپنے بجا رکھ تا کہ چند باتیں جو خدا سے تعالیٰ کے قدرت کا ملہ سے مجھے معلوم ہوئی ہیں تجھ سے بیان کروں اور زمانہ کی بے وفائی اور نامساعدت کا حال کہوں شیر نے کہا کہ تو بے گیدڑ کے پسند و نصائح گوش ہوش سے سننے جن کے سننے سے اس کے دل کو کچھ تسکین ہوئی جب گیدڑ نے دیکھا کہ شیر خواب غفلت سے کچھ بیدار ہوا اور سیری باتوں کو متوجہ بنا تو وہ اور بھی جسارت کر کے کہنے لگا کہ ہر اہل بتد کے لیے ایک انتہا ضروری ہو پس ہر غم کے بعد خوشی کی امید رکھنا چاہیے اور بعد ہر سوز کے ساز کا متوقع رہنا مناسب ہو شیر نے کہا ایو خردمند در گار جو بلا کہ نازل ہوتی ہو اسکی کوئی وجہ ضرور ہو اگر کہتی ہو پس آپ مجھے سمجھا دیں کہ یہ بلا میرے بچوں پر کس سبب سے عائد ہوئی شغال نے کہا کہ یہ تیرے افعال ذمہ کا نتیجہ ہو کیونکہ جو کچھ حیا دتیرا فتنے نے تیرے ساتھ کیا ہو اس سے ہزار درجہ بڑھ کر تو نے اور مظلوموں کے ساتھ برابر تاؤ کیا ہو اور تیرا قصہ ہو ہو اس ہیزم فروش کے قصے مثلاً یہ شیر نے پوچھا کس طرح گیدڑ نے بیان کیا۔

حکایت گذشتہ زمانہ میں ایک شخص ظلم شعار تھا جو در دیشوں کی ہیزم و ظلم و جور کے ساتھ ارزان سولے بیٹا تھا اور مال دار دن کے ہاتھ گران قیمت سے فرو کرتا تھا ایک دن اُس نے ایک در دیش کی لکڑیوں کو بچہ چھین لیا اور اُس محتاج کو ایک کوڑی بھی قیمت میں نہ دی۔ در دیش بے چارہ رونے لگا اتفاقاً اُس وقت ایک صاحب دل کا بھی گزر ہوا اور اُس نے اس شکر کو نصیحت کرنا شروع کی وہ ظالم اپنے غفلت کے نشہ میں غمور تھا کبیدہ خاطر ہو کر اپنے مکان کی سمت چلا گیا اقصاء اُسی شب کو ایک آتشزدگی ہوئی جو بڑے بڑے ہتھے اس ظالم کے مکان تک پہنچ گئی

اور اس کا کل سرمایہ بضاعت مال و متاع سب جھکڑا کستر ہو گیا جسکو وہ ستم پیشہ اپنی حالت اور سرسرایہ کی تباہی پر افسوس کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ آگ میرے انبار ہنرمین میں کس طرح لگ گئی اتفاقاً وہی حق پرست طالبِ ضاع الہی پھر وہاں پہنچ گئے جنھوں نے پہلے نصیحت کی تھی اور اس سے کہا کہ ای ظالمِ ظلم کیا ابھی تک تجھ کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ آگ دودلِ مظلومان ہی جہنم کے جلے دل کو تو نے ستایا ہو یہ اُسی کا نتیجہ ہے۔ ظالم کو خدا شناس کی اس نصیحت سے تنبہ ہوا اور اپنے افعال ناانسانہ سے دست بردار ہوا۔ شیرے گیدڑ نے کہا کہ اس داستان کے بیان کرنے سے میری غرض یہ ہو کہ جھکڑا معلوم ہو جائے کہ جو بلا تیرے فرزندوں پر نازل ہوئی ہو یہ انھیں مظالم کی پاداش ہی جو تو نے اوردن کے بچوں کے ساتھ کیے ہیں شیر نے کہا اور شغال زیرک اس معاملہ کو بالتفصیل بیان کر گیدڑ نے پوچھا کتا پ کی عمر کس قدر ہوگی اس نے کہا کہ چالیس سال کی گیدڑ نے کہا کہ اتنے زمانے تک تیری خوراک کیا تھی اس نے کہا کہ غذا میری جانور دن گوشت سے تھی اُسے کہا کہ جن جانوروں کو تو اتنی مدت تک کھایا کیا ہو کیا ان کے والدین نہ تھے جو اپنی اولاد کے رنج و الم میں جمرع و فزع کرتے اگر تو شروع ہی سے اُن کے رنج و ملال پر اپنا خیال رجوع کرتا اور خونریزی ترک کر دیتا تو آج کے دن تجھ پر یہ مصیبت نہ پڑتی شیر کو شغال کے یہ سخنان نصیحت آمیز بہت پسند آئے اور اپنے حال پر افسوس کرنے لگا کہ حقیقت ہو میں نے اپنی عمر گرانا یہ نشہ جاہ و منرت اور خوشامدگوئیوں کی مصاحبت میں تباہ و برباد کی اب کہ ہمارا جوانی گزر گئی اور پیری کی خزانہ نے اپنا رنگ جمایا لہذا بہتر یہ ہی معلوم ہوتا ہو کہ طالبِ رضا الہی رہوں پس شیر نے خونریزی کرنے بلکہ گوشت کھانے سے توبہ کی اور میوہ صحرانی پر اپنا قوت

منہصر رکھا جب گیدڑ نے دیکھا کہ شیر نے میوے کھانا شروع کیے اگر ہمیشہ اپنی غذا یہی رکھے گا تو کیا عجب ہو کہ یہ جنگل میوؤں سے بالکل خالی ہو جائے گا اس وجہ سے کہ جو ہم چھوٹے جانوروں کی ایک برس کی غذا ہو وہ قوی الجشت ہو اسکو دس ہی روز میں کھا جائے گا پس وہ گھبرا کر دوبارہ شیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے کہا کہ اے بادشاہ اب آپ کیا تناول فرماتے ہیں شیر نے جواب دیا کہ فی الحال میوہ ہا تر و خشک پر قناعت اختیار کی ہے گیدڑ نے کہا کہ یہ بھی کچھ ٹھیک نہیں ہے اب زیر دستوں کی ایدہ پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی ہے شیر نے کہا اس کی وجہ کیا ہے گیدڑ نے عرض کیا کہ تو نے اس صحر کے میوے کھانا شروع کیے ہیں جو آزاد قند و جانور ان صحرائی کا ایک سال کا تھا وہ تو دس روز میں صاف کر دیتا ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بھوکوں مرجسائیں گے اور اس کا وبال تیری گردن پر ہوگا اور یقیناً اس کا بدلہ تجھ کو بہت جلد مل جائے گا پس یہ کام تو پہلے سے بھی خراب نتیجہ پیدا کر دیگا اور مجھ کو اندیشہ ہے کہ تیرا حال اس سڑکا سانہو جسے کہ بندروں کے میوؤں پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا شیر نے پوچھا کس طرح گیدڑ نے کہا۔

حکایت اگلے زمانہ کا تذکرہ ہو کہ ایک بندر نے تارک الدنیا ہو کر صحر میں گوشہ نشینی اختیار کی تھی اس جنگل میں انجیر کے چند درخت تھے ان کے سوا اور کسی قسم کا میوہ نہ تھا بندر نے خیال کیا کہ اگر کل انجیر کھا لے جائیں گے تو موسم سرما میں بالکل بے توشہ و برگ رہنا پڑے گا اس لیے بندر نے اپنے دل میں یہ تجویز قرار دے لی کہ اس سے بہتر کوئی صلاح نہو گی کہ ہر روز انجیر کے ایک درخت کو بھاڑ کر ضرورت کے موافق اس میں سے کھا لیا کروں اور باقی کو خشک کر کے ذخیرہ کر رکھوں

کہ موسم سرما میں بفرانغت بسر وقات ہو سکے اسی طرح سے وہ روز چند درختوں کو ہلاتا ان میں سے جب قدر پھیل گرتے کسی قدر اس میں سے کھا لیتا اور باقی جمع کرتا جاتا تھا کہ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ بندر حسب معمول درخت پر بیٹھا ہوا انجیر نیچے گر رہا تھا اور کچھ کھاتا بھی جاتا تھا کہ ناگاہ ایک خوک نکار کے پھندے سے نکل کر اُس مقام پر وارد ہوا اور وہ جس درخت کو دیکھتا تھا میوؤں سے خالی پاتا تھا رفتہ رفتہ اُسی درخت کے نیچے آیا جب بندر بیٹھا ہوا انجیر کھا رہا تھا بندر نے جب سور کو دیکھا خوف کے مارے سم گیا اور دل میں کہنے لگا کہ یہ کالی بلا کہاں سے نازل ہوئی ہے۔ سور نے بندر کو دیکھ کر سلام کیا بندر نے بھی بغض باطنی سے جواب دیا کہ مر جا آپ کا قدم میمنت لزوم اس کلبہ احزان میں ایک نعمت غیر مترقبہ شمار کرنا چاہیے لیکن پیشتر سے آپ کی رونق افزوری کی کیفیت معاد ہوتی تو لوازمات مہمان داری کے مہیا کرنے میں کچھ دقت نہوتی کیونکہ وہ یہاں موجود نہیں ہیں اور آپ کی شان کے لائق اُس سامان کا جلد فراہم ہونا باعث شرمندگی نیاز مند ہو۔ سور نے کہا کہ تکلیف اٹھائی کہ کچھ ضرورت نہیں ہو میں بھی دور دراز مقام سے آنے میں نہایت خستہ ہو رہا ہوں لہذا جو کچھ موجود ہو ازراہ عنایت مرحمت فرمائیے۔ بندر نے لاچار ہو کر اُس درخت کے انجیر گرا دیے جب پڑ بیٹھا تھا اور سور نے کمال رغبت سے پسند کر کے کھانا شروع کیے یہاں تک کہ درخت میں اور زمین پر کوئی پھیل باقی نہ رہا پھر بندر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے میزبان طلیل القد میں بہت گرسنہ ہوں ایک درخت اور جھاڑ دے بندر نے طوعاً و کرہاً دوسرا درخت جھاڑ دیا تھوڑے ہی عرصہ میں سور نے اُس کو بھی صاف کر دیا بعد ازاں اُس نے تیسرے درخت کی طرف دانت لگایا اور اشارہ کیا۔

تب تو بندر گھبرا یا اور کہا کہ اے مہمان عزیز رشتہ محبت نہ توڑ کیونکہ اب تک جو تجھے میں نے
 بیشک کیا ہے وہ میرا ایک مہینہ کا آرزو تھا اب مجھ میں زیادہ طاقت مہانداری کی نہیں ہے
 سورنے کمال غضبناک ہو کر کہا کہ یہ جنگل ایک مدت تک تیرے قبض و تصرف میں آج سے
 اب یہ میری ملک ہے۔ بندر نے کہا کہ یہ غیظ و غضب آپ کی شان کے لائق نہیں ہے کیونکہ کمزوروں
 کے رنجیدہ کرنے سے نتیجہ نیک نہیں نکل سکتا۔ اس جواب سے خوک اور بھی غصہ میں آیا اور
 جست کر کے درخت پر چڑھ گیا کہ بندر کو درخت سے نیچے گرا دے ہنوز پہلی ہی شاخ پر
 چڑھنے نہ پایا تھا کہ اس کے بوجھ سے شاخ ٹوٹ گئی اور خوک بادیہ ضلالت میں پلندے ہو کر
 جہنم وصل ہوا۔ یہ داستان اس لحاظ سے بیان کی کہ تو بھی اس طرح دوسروں کے حصہ کا میوہ
 بجز و ظلم کھا لیتا ہے جب کہ یہ گروہ شدت گرسنگی سے بھر کھون مریگے تو ان کا وبال تیرے دہر
 ہو گا یہ کیسی رویشی و قناعت ہے جس میں دوسروں کا نقصان شامل ہو نصیحتیں سن کر
 شیر نے میوہ ہاے ترکا کھانا ترک کر دیا اور صرف آب و گیاہ پر قناعت کر کے رضائے الہی
 کی جستجو میں مشغول ہوا۔

باب گیارہواں

حرص کے نقصانات کے بیان میں

راے دہلیم نے بید پائے برہمن سے کہا کہ اب یہ بیان فرمائیے کہ جو کوئی شخص قدم
 اپنے صدمہ اعتدال سے باہر رکھے یا اپنی بساط سے زیادہ کوشش کرے تو اس کا کیا حال

ہوتا ہی۔ برہمن نے کہا کہ اے بادشاہ ایک درویش گوشہ نشین اور مہمان ہوس پیشہ کی مددستان اس حال کی نظیر ہی۔ اسے دہلیسٹم نے پوچھا کہ کس طرح بید پاس برہمن نے بیان کیا۔

حکایت ایک مرد گوشہ نشین اور صاحب تقویٰ دھارت تھا ایک روز ایک مسافر اسکے یہاں مہمان ہوا ازاہرنے پوچھا کہ کہاں سے آتے ہو اور کس طرف جانے کا ارادہ ہو مہمان نے کہا کہ اے درویش میں اہل فرنگ میں سے ہوں اور نانوائی کا پیشہ کرتا ہوں ایک دھقان کے ساتھ میری الفت و محبت تھی ایک دن مجھے مہمان کر کے اپنے مکان پر لیگیا اور پوچھا کہ تیری زندگی کیونکر بسر ہوتی ہو اور کس قدر مال و متاع تیرے پاس موجود ہو اور اسکا منافع کس قدر حاصل ہوتا ہو میں نے جواب دیا کہ میری دکان کا سرمایہ بیس خردار غلہ جس کی آمدنی سے میرے اہل و عیال کی پرورش بخوبی ہو جاتی ہو دھقان نے کہا کہ میں خیال کرتا تھا کہ تیرے پیشے میں بے حد انتفاع ہو میں نے دریافت کیا کہ تمہارے فکر معیشت کیونکر ہوتی ہو اور تمہارا پیشہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ میری دکان کا سرمایہ قلیل اور منافع کثیر ہو میں نے تعجب کیا تو اس نے کہا کہ یہ حیرت کا مقام نہیں دیکھو ایک دانہ خشکاش کا جو کل دانوں سے خرد تر ہو جب بویا جاتا ہے اور سرسبز ہوتا ہے تو وہی ایک دانہ سے بیس کے قریب نہیں ان نکلتی ہیں اور ہر ٹہنی میں متعدد بالیاں ہوتی ہیں جن کے دانوں کا شمار غیر ممکن ہو اب اسی پر قیاس کر لو کہ زراعت میں کس قدر حاصل ہو جب میں نے یہ خنن دلاوینز دھقان سے سنے تو نفع کا خیال میرے دل میں پیدا ہوا اور دکان نان پزی کی بند کر کے زراعت کا سامان ہم پہنچانے میں مشغول ہوا میرے محلہ میں ایک درویش تھا نہایت ہوشیار جب اسے یہ کیفیت

معلوم ہوئی اُس نے مجھے بلا کر کہا کہ تو اپنا پیشہ ہرگز ترک نہ کر اور زیادہ طلبی کی طمع میں زیادہ سعی نہ ہو ورنہ تیرا بھی وہی حال ہوگا جو اس کلنگ کا ہوا میں نے پوچھا وہ کیونکر تھا درویش گویا ہوا کہ۔

حکایت دریا کنارہ ایک دھوبی کپڑے دھو رہا تھا اس نے دیکھا کہ ایک کلنگ بیٹھا ہوا کپڑے میں سے چھوٹے چھوٹے کپڑے چن چن کر کھاتا تھا اور اسی پر قناعت کر کے اپنے آشیانہ میں چلا جاتا تھا ایک دن ایک بانسہ تیز بہر دار کا وہاں گزر ہوا اور اُس نے ایک تپو کا شکار کر کے شکم سیر کر لیا اور اُرڑ کر چلا گیا کلنگ کے دل میں خیال آیا کہ یہ جانور نہایت حقیر اور قلیل ایشہ ہی مگر جانوران بزرگ قامت کا شکار کرتا ہو اور میں باوصف قوی القامت ہونے کے ایک مختصر چیز پر قانع رہتا ہوں یہ بے شک میری کم ہمتی کی دلیل ہو پس وہ کیڑوں کا کھانا ترک کر کے ترصد شکار کبوتر دتھو کا ہوا دھوبی کنارے سے پر سب متناظر دیکھ رہا تھا اتفاقاً ایک کبوتر اُسے نکلا۔

کلنگ نے اُرڑ کر پکڑنے کا قصد کیا کبوتر بہر دار کر کے اس کے سامنے سے چلا گیا کلنگ اس کے عقب میں سے آکر دریا کے کنارے گر پڑا اور اُس کے نیچے کچھ مین دھن گئے ہر چند اُس نے کوشش کی کہ نکل آئے مگر زور کرنے سے اور بھی زیادہ پھنس گیا اور بال و پر بھی اس کے کچھ مین بھر گئے دھوبی نے دُرُکے سک پکڑ لیا اور اپنے مکان پر لیے چلا گیا اشارہ راہ میں اس کا ایک دوست ملا اُس نے پوچھا کہ یہ کیا ہو اور تجھے کس طرح ملا ہی دھوبی نے کہا کہ یہ پرندہ جانور کلنگ ہی جو بانسہ کا کام کرنا چاہتا تھا اور انجام کار زبرد کا بلکہ خود اس پر ملا ہوا۔ اس داستان کے بیان کرنے سے یہ مقصود ہی کہ کسی شخص کو اپنا کام ہرگز نہ چھوڑنا چاہیے چونکہ حرص نے مجھے غلبہ کیا تھا

اسوجہ سے زاہد کی نصیحت نے مجھے کچھ اثر نہ کیا جو قلیل سرمایہ انداختہ کیا تھا وہ سب سامان زراعت سب سے ہم پہونچانے میں صرف کر دیا اور تخم خرپورے کا بویا لیکن اب اپنی زندگی اور اہل و عیال کی وبال ہو گئی اسکی یہ وجہ ہو کہ نان بنائی کی دکان سے تو روزانہ محاصل اسقدر ہوتا تھا کہ اہل و عیال کے خرچ کے لیے کافی ہوتا تھا اور اب زراعت کے دھند سے مین ایک مدت تک صبر و انتظار درکار ہو سکے بعد مین نے تصور کیا کہ بڑی غلط فہمی ہوئی جو اس خردمند دیرینہ سال کی ہدایت پر عمل نہ کیا اور اب وزمرہ کے مایحتاج سے عاجز اور درماندہ ہو رہا ہوں اس نظر سے اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ کچھ روپیہ قرض لون اور پھر وہی نان پزی کی دکان جاؤں پس شہر کے ایک تاجر کے پاس گیا اور اُس سے ایک رقم معتد بہ قرض لے کر بار دیگر نان فروشی کی دکان کھولی اپنے ایک ملازم کو اُس مقام پر چھوڑ دیا خود کبھی زراعت کی خبر گیری کرتا تھا اور کبھی دکان کے انتظام کے لیے بازار میں آتا تھا۔ اسی طرح چند مہینے گزر گئے دکان پر جو نوکر تھا اُس نے اسقدر خیانت کی کہ اصل سرمایہ اور نفع میں کچھ باقی نہ چھوڑا اور جو کچھ باقی رہا تھا اور زراعت میں لگا یا تھا آفت ارضی و سماوی کے پہونچنے سے وہ بھی سب برباد ہو گیا اور کچھ بھی ہاتھ نہ آیا انجام کار مین نے سرمایہ وہے سرو سامان ہو کر اُس درویش ناصح سے اپنی سرگزشت بیان کی اُس پیر دانانے بخندہ پیشانی جو ابدیاد کہ تیرا حال اس مردِ ادھیر کے مطابق ہی جس نے اپنی ڈاڑھی کو عورتوں کے ہاتھ سے برباد کیا مین نے پوچھا کس صورت سے بیان کیا۔

حکایت ایک شخص کی دو عورتیں تھیں ایک بوڑھی دوسری جوان تھی اور خود ادا میں تھا ایک شبانہ روز ایک عورت کے یہاں رہتا تھا اور یہ عادت کر رکھی تھی کہ گھر میں

آتے ہی عورت کے زانو پر سر رکھ کے سو جاتا تھا ایک دن بوڑھی عورت کے گھر آیا مجھ بل
اُس کے زانو پر سر رکھ کر سو گیا عورت نے خیال کیا کہ جتن قدر بال اس کی ڈاڑھی میں سیاہ ہیں
اُسکو چین ڈالوں تاکہ اس کی ڈاڑھی بالکل سفید دکھلائی دے اور جوان عورت متفرک رہے اور
اس مرد کا رجحان میری ہی جانب رہے دوسرے دن جب جوان عورت کے یہاں جانے کی
باری ہوئی تو وہاں گیا اور حسبِ عادت جاتے ہی سو گیا اُس جوان عورت کو بھی وہی
خیال پیش نظر ہوا جو اُس بوڑھی عورت کو بندھا تھا اس نے سیاہ بال اکھاڑنا شروع
کیے حتیٰ کہ چند روز میں ایک بال بھی اس شخص کی ڈاڑھی میں باقی نہ رہا درویش نے کہا
کہ تیرا حال بھی مشابہ اُسی کے حال کے ہے کہ کچھ سرمایہ تو اُس نے نان پڑی کی دوکان میں
صرف کیا تھا باقی ماتمہ ذرا عت میں تلف کیا۔ جب یہ حکایت میں نے سنی سمجھا کہ بُری
غلطی ہوئی اور قرضخواہ متقاضی ہونے لگے کوئی نثر میرے پاس باقی نہ رہی اس لیے رات
کے وقت منہ چھپا کر اس شہر سے بھاگ نکلا جا بجا ہر اسان ترسان پڑا پھرتا تھا چند روز
کے بعد یہ خبر معلوم ہوئی کہ میرے اہل و عیال سب فوت ہو گئے اور تمام جائداد اور املاک
قرضخواہوں نے لے لی میں یہ کیفیت سن کر وطن جانے سے ناامید ہو گیا اب اس
غرض سے پھر رہا ہوں کہ کوئی صاحبِ دل مل جائے تو اُس سے اپنے دردِ دل کی کوئی تدبیر
پوچھوں اس درویش نے اسکی باتوں سے راستی کی بو پائی کٹادہ دلی سے پیش آیا اور
کہا کہ اگرچہ تو نے بہت تکلیفیں اٹھائی ہیں لیکن تجربہ بھی خوب حاصل ہو گیا ہو گا
چند روز یہاں قیام کر تاکہ تیرا غم غلط ہو آخر کار یہاں میزبان کے دیدار سے خوش ہوا
یہاں قوم بنی اسرائیل میں سے تھا عبرانی زبان جو اسکی مادری زبان تھی کمال فصاحت
سے بولتا تھا یہاں فرنگی الاصل تھا اگرچہ عبرانی زبان سے نا آشنا تھا لیکن فصاحت اس

زبان کی اسے بہت پسند آئی اور اسے زاہد سے اس کی تعلیم کی خواہش کی زاہد نے کہا کہ زبان فرنگی اور عبرانی میں زمین آسمان کا فرق ہو خدا نخواستہ تو اس کے یاد کرنے پر قادر ہو سکا تو مفت میں پیری اور تیری اوقات ضائع ہوگی اور محنت و مشقت سب برباد ہو جائے گی مہمان نے کہا کہ جب دل کو محنت پر رغبہ کروں گا تو ضرور بالضرور فائز المرام ہو گا اور محنت کے بعد راحت پائوں گا چنانچہ اس صیاد نے تھوڑی سی محنت اٹھا کر نعمت کھلی چال کی تھی زاہد نے پوچھا کہ وہ کس طرح تھی اس نے بیان کیا۔

حکایت ایک صیاد مرغ و ماہی کے شکار پر اپنی گزران کرتا تھا ایک روز دامن پھیل کر بڑی کوشش سے تین جانوروں کو دام میں لایا اور آپ کینگا ہ میں بیٹھا تھا کہ اس درمیان میں ایک صدائے شور انگیز عربدہ آمیز گوش زد ہوئی صیاد اس خیال سے کہ مرغ وحشی بہادر بھڑک نہ جائیں کینگا ہ سے نکل آیا دیکھا کہ دو طالب علم آپس میں بحث کر رہے ہیں صیاد نے ہر چند منت و سماجت کی کہ شور و غل نہ کریں مگر طلبہ نے صیاد کے عذر پر کچھ خیال نہ کیا اور محبت و تکرار کرتے رہے آخر اسے مجبور ہو کر کہا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک شخص کو ایک ایک مرغ دون گا یہ کہہ کر اس نے جال لگایا اور نیوٹا بونوٹو گرفتار کر لیا۔ بعد ازاں صیاد نے ان طالب علموں سے بہت التجا کی کہ اگر مرغوں میں سے دو مرغ تمہارے حوالہ کر دوں اور ایک مرغ خود لون تو میرے اہل و عیال کی ہر اوقات کے لیے کتنی نہ ہو گا طالب علموں نے اس عذر کی کچھ سماعت نہ کی آخر الام صیاد نے مجبور ہو کر دو مرغ ان کو دیدیے اور کہا کہ جب کہ تم نے مرغ مجھ سے لیے ہیں تو جو کچھ مباحثہ قمر کر رہے ہو چھوڑو بھی اس سے آگاہ کر دو شاید وہ کسی وقت میرے بکا آمد ہو انھوں نے جواب دیا کہ ہم لفظ خفتہ پر بحث کر رہے تھے صیاد نے پوچھا کہ خفتی کے معنی کیا ہیں انھوں نے کہا

کہ غشی اُس کو کہتے ہیں جو نہ مرد ہو نہ عورت صیاد نے اس لفظ کو یاد رکھا اور اپنے گھر چلا آیا دوسرے دن جب حسب معمول دریا کنارے جا کر اُس نے جال لگایا قضا را ایک بھلی نہایت خوب صورت جال میں پھنس گئی وہ بھلی ایسی خوشنما تھی کہ اُسکا نظیر کسی کی نظر سے نہیں گذرا تھا صیاد کے دل میں آیا کہ اس بھلی کو زندہ بادشاہ کے حضور میں لے جاؤں تو کیا عجب ہو کہ وہ اس کی رنگینی و خوشنمائی دیکھ کر خوش ہو اور اُس کے صلے میں مجھ کو زر کثیر بطور انعام عطا فرمائے غرض کہ صیاد نے بھلی کو ایک طرف میں رکھ کر بادشاہ کے حضور میں پیش کیا بادشاہ بھلی کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ ماہی گیر کو ہزار دینار انعام مرحمت کیے جائیں لیکن بادشاہ کا ایک وزیر جو بہت شوخ و چالاک تھا اُسے آہستہ سے بادشاہ کے گوش حق نیوش میں عرض کیا کہ دریا بھلیوں سے معمور ہے اور صیاد بھی اس ملک میں جمعہ ادا کثیر ہیں اگر حضور اسی طرح سے ہر بھلی کے معاوضہ میں ہزار دینار بخشش فرمادیں گے تو یقین ہو کہ وہی روز میں خزانہ شاہی خالی ہو جاوے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اب میری زبان سے ہزار دینار نکل چکے ہیں کیونکہ میں اُس سے منحرف ہو سکتا ہوں یہ میری شان کے خلاف ہے وزیر نے عرض کیا کہ اُس کے لیے یہ حیلہ ہو سکتا ہے کہ بادشاہ سلامت اُس ماہی گیر سے استفسار فرمائیں کہ بھلی نہ جو یا مادہ اگر وہ کہے کہ نہ ہو تو حضور فرمائیں کہ اس کی مادہ لاؤ اور اگر مادہ کہے تو نہ کی فرمائیں اس سے کیجیے تاکہ اُس کے صلہ میں ہزار دینار جن کے دیئے جانے کا میں اقرار کر چکا ہوں تجھ کو عطا کروں تو کیا عجب ہو کہ وہ اس تدبیر سے عاجز ہو کر قلیل انعام پر خوش ہو جاوے پس بادشاہ نے صیاد کی جانب مخاطب ہو کر پوچھا کہ یہ بھلی نہ ہو یا مادہ صیاد بھی مرد زیرک اور جانبدار تھا اُس نے جواب دیا کہ سلطان عالم یہ بھلی نہ ہے نہ مادہ

بلکہ غصے ہی بادشاہ صیاد کی اس حاضر جوابی پر ہنس پڑے اور یہ کلام اُس کا بہت پسند فرمایا اور دو ہزار دینار دیے جانے کا حکم دیا۔ اس شل کے ایراد سے یہ غرض ہو کہ تھوڑی سی دانش حاصل کرنے کی بدولت صیاد کو اس قدر زور کثیر مل گیا۔ زائد نے کہا کہ فیہ جب تو اس درجہ مصر ہو تو میں بھی حتی الامکان تیری تعلیم میں کوتاہی نہ کروں گا چنانچہ اُسکو عبرانی زبان کی تعلیم کرنے لگا ہر حینہ کوشش میں لگتا تھا مگر کسی صورت سے اُس کی زبان عبرانی الفاظ سے آشنا ہی نہیں ہوتی تھی ایک روز زائد نے کہا کہ کیسی طرح تجھ کو عبرانی زبان نہیں آسکتی بلکہ زبان فرنگی جو تجھ کو یاد ہو وہ بھی بھول جائے گا اور تیرا حال اُس چکور کے مطابق ہوگا جسکی چال سیکھنے میں کو اپنی چال بھی فراموش کر گیا مہمان نے دریافت کیا کیونکر زائد نے کہا کہ۔

حکایت ایک کوٹے نے چکور کی خوش رفتاری دیکھی جو کہ نہایت ناز و اداسے چل رہا تھا اس کی رفتار کو سے کو بہت پسند آئی اس لیے اُس نے چال سیکھنے کی غرض سے چکور کی خدمت گزار کی اختیار کی اور اُس دھن میں خواب و خور تک ترک کر دیا۔ ایک روز چکور نے کوٹے سے کہا کہ تو ہمیشہ جو میرے پیچھے سرگردان و پریشان پھرا کرتا ہے اس سے تیرا مطلب کیا ہو کو نے کہا کہ تیری خوش رفتاری مجھ کو از حد پسند آئی تھی اس باعث سے میں خواہش کرتا ہوں کہ اُس رفتار مرغوب کو سیکھ جاؤں۔ چکور نے ایک تہقہہ مار کر کہا کہ تو بھی بڑا نادان ہو کہاں تو اور کہاں میں نہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجانبہ تیرا خیال بالکل خام اور قصورنا تمام ہو کو نے کہا کہ میں کسی طرح اپنے اس ارادہ کو نسخ نہ کروں گا۔ چنانچہ بے چارہ زور غرضہ دلاز تک چکور کے پیچھے سرگردان رہا مگر کبک درمی کی روش کو نہ سیکھ سکا بلکہ اپنی رفتار کو بھی بھول گیا۔ زائد نے کہا کہ

اس داستان کو اس غرض سے بیان کیا ہوتا کہ تو سمجھنے کے تو بے فائدہ کوشش کرتا ہو اور خاص اپنی حالت پر نظر کر کے متاثر نہ بنیں ہوتا یعنی تو نے نان بابی کا پیشہ ترک کر کے زراعت کرنا اختیار کیا اور آخر کار دونوں کو تباہ و برباد کرو یا چونکہ طالع اُس کا برگشتہ تھا اس وجہ سے اُس نے زاہد کے کلام نصیحت آمیز کو گوش ہوش سے نہ سنا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی مادی زبان کو بھی نسیا لیا کہ دیا اور عیسائی لغات کے بھی یاد کرنے پر قادر نہ ہوا۔

باب بارہواں

بادشاہوں کو اپنے امور میں دوراندیشی کر نیکی بیان میں

راے دانشمندی نے بید پائے حکیم سے کہا کہ بادشاہوں کے لیے تمام خصائل میں سے کوئی خصلت پسندیدہ تر ہی بید پائے برہمن نے کہا کہ ای ملک بادشاہوں کی صفات میں سے کوئی وصف حلم سے بڑھ کر عمدہ نہیں ہو اور ہندوستان کے راجہ کا قسم جو برہمنوں کے ساتھ پیش آیا اس حال کی نظیر ہو راے دانشمندی نے پوچھا کہ وہ کس طرح ہو اُس نے بیان کیا۔

حکایت ملک ہند میں ایک راجہ تھا جس نے بیلا راہ کی سرکار میں چند اشیا نادرہ تھیں جن پر کہ وہ غرور کرتا تھا اول یہ کہ اُس کے دو بیٹے تھے نہایت خوبصورت نیک سیرت ایک سہیل رین کے نام سے مشہور تھا اور دوسرا ماہ قنن کے نام سے نامزد تھا

دوم ان کی ماں کا نام ایران دخت تھا جس کے حسن عالم افروز اور عظمت و عظمت خدا داد کا شہرہ چار سو تھا۔ سوم ایک وزیر خوش تدبیر سی بیہ بلار تھا جس کے معنی ہندی زبان میں مبارک رو کے ہیں چہارم ایک منشی عطار در قم تھا جس کی لیاقت زبان روز خلاق تھی پنجہم تین فیل کوہ پیکر تھے جن میں سے ایک سفید اور دوسرے تھے ششتم دوشتر بختی نژاد مشہور آفاق تھے جو خوش رفتاری اور تیز روئی میں بے مثل تھے ہفتم ایک اسپ بادم صرصر نام بیعیل و نظیر تھا ہشتم ایک شمشیر آبدار نادر روزگار تھی راجہ ان نایاب چیزوں کو نہایت عزیز رکھتا تھا کہ اس کا بیان غیر ممکن ہو۔ اسکے ایک میں چند برہمن ازراہ نادانی جہات کی باتیں پھیلاتے رہتے تھے جسکی وجہ سے لوگ گمراہ ہوتے تھے چونکہ والی ملک محافظ دین و ملت ہندوکان خدا ہوتا ہوا اس لیے ہر چند وہ برہمنوں کو فہمائش کرتا تھا مگر وہ لوگ اپنی برگشتہ عالمی کیوجہ سے راجہ کی نصیحت پر کچھ خیال نہیں کرتے تھے لاجار ہو کر راجہ نے بوجہ حمیت دین ہزاروں فرد مانگان متعصب المذہب کو تہ تیغ کیا۔ منجملہ ان اسکے چار منافق شخص بظاہر تو اپنے طریق سے غرت اور حق کے معترف ہو کر راہ راست پر آئے مگر بہ باطن بادشاہ کی ملازمت اختیار کر کے کیسے کنسی کا موقع دیکھتے رہے حسب اتفاق ایک شب کو راجہ نے عالم رویا میں سات واقعات خوفناک و ہول خیز معاشرت کیے جن کی دہشت سے کبھی چونک اٹھتا تھا اور کبھی متفکر ہو کر آنکھیں بند کر لیتا تھا پھر دوسرا واقعہ اسکے پیش نظر ہوتا تھا۔ پہلی مرتبہ اس نے خواب میں دسرخ پھلیاں دیکھیں جو کہ دم کے بھل کھڑی تھیں۔ دوسری دفعہ یہ دیکھا کہ دو رنگین لطیفین اس کے پیچھے سے اڑتیں اور سامنے آکر اترتیں اور راجہ کو دعا دینا شروع کیا تیسری بار یہ دیکھا کہ ایک زرد سانپ جس پر زرد اور سفید دھاریاں تھیں اس کے پانوں کے گرد دھرتا ہوا لپٹ جاتا ہے

چوتھی مرتبہ کیا دیکھتا ہو کہ خود از سر تا پا خون میں آلودہ ہو پانچویں بار کیا دیکھا ہو کہ وہ شتر سفید پر سوار ہو اور جانب شرق اکیلا دوڑتا ہوا جا رہا ہو اور ہر جانب دوڑتا ہو۔ لیکن دود و آلودگیوں کے سوا اور کوئی شخص اس کے ہمراہ نظر نہیں آتا ہو چھٹی دفعہ خواب میں دیکھا کہ آگ اس کے سر پر روشن ہو اور اسکی کوہِ طرف پہنچتی ہو ساتھ میں مرتبہ دیکھا کہ ایک مرغ اس کے سر پر بیٹھا ہو اسکی پیشانی پر چنچن مار رہا ہو اس خیر خواب سے راجہ ایسا خوف زدہ ہوا کہ بے اختیار اس کے منہ سے چیخ نکلی گئی۔ اس حال کو سنکر تملوت سر اس کے ملازم حاضر ہوئے اور خواب کی تعبیر میں غور و فکر کرنے لگے آخر کار راجہ نے بتایا ہو کہ دور اندیشی سے قطع نظر کر کے برہمنان خبت باطن کو طلب کیا جنھوں نے ازراہ نفاق اپنے آپ کو خیر خواہ ظاہر کر کے راجہ کے مزاج میں رسوخ پیدا کر لیا تھا ان سے خواب متوجش کی کل کیفیت مشرح بیان کی اور تعبیر چاہی۔ برہمنوں نے راجہ کے بشرے سے آثارِ خوف دہراں مشاہدہ کر کے کہا کہ اس خوابِ عبرت خیز کی تعبیر سخت مشکل ہو کچھ مہات طلب کی اور عرض کیا کہ ہم اس رخصت میں باہم مشورہ کر کے اور اپنی کتابوں میں دیکھ کر جو تعبیر کر سکیں ہمارے ذہن میں آئے گی حضور میں عرض کریں گے۔ راجہ نے ان کو مہلت دیدی برہمنوں نے وہاں سے بھٹکے شورہ کیا اور خلیہ میں اپنے دیگر ساتھیوں سے کہا کہ اب کینہ دیر سینہ نکالنے کا موقع مل گیا ہو اب جو چاہیں گے وہ منظور کرالیں گے چنانچہ کل خواں نشین نے ازراہ خبت باطنی و کورمکی کے اسی راسے پر اتفاق کر کے راجہ کے پاس جا کر کہا کہ یہ معاملہ بہت ہی مشکل ہو اور سخت اندیشہ ناک ہو لیکن اگر تو ہمارے قول پر عمل کرے گا تو امید ہو کہ یہ مشکل آسان ہو جائے گی ورنہ ملک موردنی پر بہت جلد زوال آجائے گا اور ہاتھ سے نکل جائے گا بلکہ راجہ کی زندگی بھی معرض خطر میں معلوم ہوتی ہو راجہ ان تو کو

سن کر ایسا پریشان خاطر ہوا کہ بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر میں جب کہ غش سے افاقہ ہوا
 تو راجہ نے اُن بے ایمانوں سے کہا کہ جو کچھ اس بلا سے عظیم کے دفعیہ میں تم لوگوں نے تجویز
 کیا، جو وہ جلد بیان کر دتا کہ مطابق اُس کے عمل کیا جائے پس اُن ناکاروں نے بیان کیا
 کہ وہ دونوں بھلیاں جو دم کے بل کھڑی تھیں راجہ کے دونوں فرزند ہیں اور وہ سانپ
 جو راجہ کے پانوں میں پست گیا وہ ایر ان دخت ہو اور وہ دو لطین دوسرے ہاتھی ہیں اور
 وہ قاز بڑا سفید ہاتھی جو اوڑھ شتر اہوار اسب سمندر خوار ہی اور دونوں فرار شتر ان بھی
 ہیں اور وہ آگ جو راجہ کے سر پر روشن تھی بلا روزیر ہو اور وہ مرغ جو بادشاہ کے سر پر
 منقارین مارتا تھا کمال منشی ہو اور وہ خون جس سے کہ بادشاہ کا جسم آلودہ تھا اُس شمشیر سے
 مراد ہو جس کو دشمن راجہ کے سر پر مارین گئے اور جسم کو خون سے آلودہ کریں گے اور اس بلا کے
 دفع کرنے کی یہ تدبیر قرار پائی ہے کہ راجہ دونوں بیٹوں اور اُن کی ماں اور وزیر اور منشی
 اور ہاتھیوں اور ادنٹ اور گھوڑے کو اسی شمشیر سے قتل کریں اور ہر ایک کا تھوڑا تھوڑا خون
 ایک ظرف میں لیکر جمع کریں اور شمشیر کو توڑ کر ان تمام کشتوں کے ساتھ زمین میں دفن
 کریں اور اُس خون کو دریا کے پانی میں ملا کر ایک جگہ رکھیں اور بادشاہ کو بھا کر افسوں
 پڑھیں اور اسی خون سے راجہ کی پیشانی پر طلسم لکھیں اور اُس خون ناب سے شانہ اور سینہ
 کو آلودہ کر کے روغن زیتون سے چرب کریں اس تدبیر سے ممکن ہو کہ راجہ کو کوئی ضرر نہ پہنچے
 راجہ ان باتوں کو سن کے کمال متردد ہوا اور کہا کہ تمھاری اس تدبیر سے میرا ہی مر جانا
 بہتر ہے اگر میں اُن چیزوں کو جو میری باعث خوشدلی اور سرمایہ میری سلطنت کے ہیں
 تلف کر دوں گا تو مجھ کو اپنی زندگانی سے بدون ان کے کیا لطف حاصل ہوگا شاید تم نے
 حضرت سلیمان اور بلکہ کی داستان کو سنیں سنا ہر بہنان بد اندیش نے عرض کیا کہ وہ

ارشاد فرمائیے راجہ نے بیان کیا۔

حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ملائکہ مقربین میں سے ایک فرشتہ پالیہ میں آب حیات بھرا لایا اور عرض کیا کہ اسرار ایزدی سے تجھ کو معلوم ہوا ہو کہ اگر اس جام کو آپ نہ نوش کریں گے تو بہت جلد اس دارنا پائیدار سے رحلت کر جائیں گے اور اگر پی جائیے گا تو حیات ابدی پائیے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خیال کیا کہ اس باب میں دانشمندان زمانہ سے مشورہ کرنا چاہیے چنانچہ حسب حکم خردمندان دواب و وحش و طیور کے اقسام سے ہرگز وہ کے جانور حاضر کیے گئے اور انہیں اس راز سر بستہ کو ظاہر کیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ دانشوران ملک سے کوئی شخص باقی تو نہیں ہی جو اس صلاح اور شورے میں حاضر ہوا ہو کسی نے عرض کیا کہ فلان بگلا موجود نہیں ہی حضرت نے اُسے طلب فرمایا اور گھوڑے کو بلانے کے لیے حکم دیا گھوڑا حسب احکام گیا مگر بگلے نے گھوڑے کے کہنے پر کچھ التفات نہ کیا اور اپنے گوشہ سے باہر نہ نکلا بعد ازاں کتے کو بھیجا بگلا کتے کے بلانے سے بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا حضرت سلیمان نے ارشاد کیا کہ تجھ کو ایک امر میں مشورہ کرنے کے لیے طلب کیا ہی لیکن پہلے صلی مقصد ظاہر کرنے کے تو یہ تہلکا کہ گھوڑے کے بلانے سے کیوں نہیں آیا جو بعد انسان کے اشرن حیوانات کی صفت سے موصوف ہو اور کتا جو کہ سب کے نزدیک ذلیل و خوار ہی اسکے کہنے سے بلا عذر چلا آیا بگلے نے بعد اظہار نادانی و کمینہ کے عرض کیا کہ اے بادشاہ افس و جان اگرچہ گھوڑا حسب ظاہر خوب صورت و خوشنما ہی لیکن بوسے و فاسکے دماغ میں نہیں نہ وہ چشمہ حق شناسی سے آنجور وہ جو خردمندان پیشین نے از روئے تجربہ دریافت کیا ہوا کہ اس پر زن و شمشیر و فادار کہ وید ہوان سے وفاداری کا امیدوار نہ رہنا چاہیے اور کتا جو کہ ظاہر از لیل و زویل ہی مگر وفاداری کا

لقمہ اُس نے کھایا ہی اور حق نمک خواری ادا کرتا ہی اور نہایت درجہ انسان سے موانست
 رکھتا ہی۔ مین نامساعدت بخت سے ایک گوشہ بین بعالم تنہائی پڑا ہوا تھا اسوجہ سے مین نے
 اُس بے وفا کے قول پر کچھ خیال نہیں کیا جب یہ دفا دار کا بلائے کے لیے آیا تو اُس کے کلام
 کو صحیح سمجھ کر بلاغذر بارگاہ عالی میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اسکے کلام کو پسند فرمایا اور اب حیات کا تذکرہ
 کیا بگلا عرض رسا ہوا کہ اب حیات کو آپ تنہا نوش فرمائیں گے یا عزیزوں اور دوستوں
 کو بھی اُس مین شریک کریں گے حضرت نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے اس نعمت عظمیٰ کو جس
 میرے ہی ذات کے لیے مرحمت فرمایا اور کسی کے واسطے حکم نہیں ہے بلکہ نے عرض کیا کہ اے
 شہنشاہ عالم پناہ بغیر دوستوں اور ہمدون کے کیا لطف زندگی ہو اگر سب لوگ تیرے درپردہ
 غریق بحر فنا ہو جا دیں گے تو تجھ کو کیا راحت و لذت نصیب ہوگی حضرت نے اُس حق شناس
 عاقبت اندیش کی رائے کو بہت پسند فرمایا اور اب حیات کے پینے سے انکار کر دیا۔ راہ نے
 کہا کہ میرا مقصد اس داستان کے بیان کہنے سے یہ ہے کہ اے برہمنو تیرا بھی طرح واضح ہو جائے
 کہ مین زندگی بغیر ان اعزاز و اجابجے ہرگز پسند نہیں کرتا اس نظر سے اس بلائے عظیم کی مذمت
 مین اور کوئی تجویز سوچو برہمنوں نے عرض کیا کہ بادشاہ کی زندگی مقدم ہو اگر اُس کی حیات
 باقی ہو تو زن و فرزند بہت سے ہو سکتے ہیں اور دولتخواہ بھی حسب دلخواہ سب ممکن ہو جائیگا
 مگر عمر رفتہ پھر آپس نہیں آسکتی چنانچہ راہ برہمنوں کی یہ باتیں سن کے ایک شبانہ روز ہی
 فکر و تدبیر میں غلطان و پیمان رہا کبھی درگاہ باری تعالیٰ میں نانہ و زاری کرتا تھا اور گاہ
 دفعیہ کی تدبیر میں طرح طرح کے خیالات کرتا تھا۔ بلا روزیر بادشاہ کی یہ حالت اضطرار
 دیکھ کر بیٹا نانہ ملکہ ایران دخت کی خدمت میں حاضر ہوا و عرض کیا کہ او ملکہ عالم جب سے
 کہ فردوسی راہ کے شرف ملازمت سے معزز و ممتاز ہوا ہی اُس وقت سے تا ایدم حضور محمد صلی

کوئی امر مجھ سے مخفی نہیں رکھا لیکن وودن سے برہمنان بد نہاد سے خلوت میں کیا کرتا ہی اور
 مجھ خیر اندیش سے کچھ صلاح و مشورہ بھی نہیں کرتا اور آج عالم تنہائی میں نہایت مغموم و
 ملول فکر و ترو دین بیٹھا ہوا ہی ایسا منو کہ برہمنان بدینت کوئی مکر جدید اختراع کرین
 جسکا انسداد غیر ممکن ہو جائے گا اور پھر کوئی تدبیر میں نہ پڑے گی۔ اگر یہ خیر طلب اپنی جانب
 سے کچھ پیش قدمی کرتا تو خلافت و اس شاہی جو مزاج عالی منقض ہو جائے اور کچھ مطلب
 بھی نہ نکلے اسوجہ سے حضور راجہ کے پاس قدم نہ فرما کر تشریف لے جائیں اور فکر و ترو
 کی وجہ دریافت کرین تو بہت مناسب ہو۔ ایران دخت بموجب تجویز وزیر کے فوراً راجہ
 کے خلوت سرا میں لگئی اور بکر شہ و نانہ دریافت حال کیا راجہ نے ملکہ کی خاطر سے اس خواب
 موحش کا حال جو شب گذشتہ کو اس نے دیکھا تھا اور برہمنان کی تعبیر اور اس بلا کے فعیع
 کی تجویز جو برہمنان نے بتائی تھی سب میں وین بیان کی ایران دخت نے از راہ دور اندیشی
 و دانشوری اپنے دلو کو تمام کر راجہ سے کہا کہ میری سی ہزار جانیں آپ پر سے تصدیق ہیں
 جہاں پناہ خود اپنی رائے جہاں آرا سے اس باب میں غور و تامل فرمائیں اگر برہمنان کی
 باتیں درست معلوم ہوں تو کوئی فکر و اندیشہ کا مقام نہیں ہی ہم سب حضور پر جان نثاری
 کو حاضر ہیں اور اگر کچھ بھی شک و شبہ ہو تو فوراً سوار ہو کر اس حکیم و تشنیر کے پاس تشریف
 لے چلیں جو کہ فلان غار میں بیٹھا ہوا ذکر الہی میں مشغول ہو آپ یہ سب واقعات اس
 درویش ریاضت کیش سے بیان فرمائیں اگر وہ بھی برہمنان کی رائے سے اتفاق ظاہر
 کرے تو پھر کچھ شک و شبہ کی بات نہیں ہی آپ بے تامل اس کام کو کیجیے اور اگر ان کے
 خلاف اپنی رائے ظاہر کرے تو راجہ کو اپنی رہنمونی عقل سے کام لینا ضرور ہی جو کچھ
 آپ کی رائے عالم آرا اقتضا کرے اس پر عمل فرمائیے خداوند کریم انجام بخیر کرے گا۔ راجہ کو

ایران دشت کی ان تسلی آمیز باتوں سے گو نہ تسکین ہوئی اور وہ سوار ہو کر حکیم رشونضمیر کی خدمت میں گیا اور بعد اسے مراسم معمولی کے اپنے خواب پریشان کا حال اور ہمنان بدنامی کی تعبیر کی کیفیت اور دفعیہ کی تجویز ان جملہ حالات کو مشروحاً بیان کیا۔ حکیم روشن دل نے کل حالات سن کے نہایت اظہار مسرت کیا اور کہا شہرہ ہو آپ کو نہایت مبارک خواب آپ نے دیکھے ہیں اور بہت جلد ان سب کا ظہور ہوگا۔ وہ دو مچھلیاں سرخ جوابتی دم پر کھڑی تھیں وہ دونوں قاصد ہیں جو بادشاہ سراندیپ کے پاس سے آئیں گے اور دو بڑے ہاتھی اور چار رطل یا قوت نادر و کیاب بطور تحفہ اپنے ہمراہ لائیں گے اور وہ دو طبین اور قاز جو عقب سے آرہے بادشاہ کے پاس آئی تھیں وہ دو اسپ عراقی اور ایک شتر را ہوار ہوں گے جو شہنشاہ دہلی بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں بھیجے گا اور دو سانپ جو بادشاہ کے باتوں سے پٹا تھا ایک تلوار ہے جو حاکم چین پیش کش کرے گا اور وہ خون جس سے کہ بادشاہ نے اپنے جسم کو آلودہ دیکھا ہے ایک خلعت گرانبہا برنگ لہر غوانی مرصع بجاہر آبدار ہوگا جو دار الخلافہ غزنی سے بطور ہدیہ دولت خانہ شاہی پر آئے گا اور وہ شتر سفید جبکہ کہ بادشاہ سوار تھا وہ سفید ہاتھی ہوگا جو راجہ پنجاب بادشاہ کے سے روانہ کرے گا اور وہ آگ جو بادشاہ کے سر پر چکیتی تھی ایک تاج مرصع بجاہر زواہر کا جو سیلون کا راجہ پیشکش کے طریقے سے آپ کی خدمت میں بھیجے گا اور اپنے سر پر سرخ کا منقارین مارنا جو دیکھا گیا ہو شاید کہ اس میں کسی قدر ناخوشی ظاہر ہوگی مگر خیریت سے گذرے گی جس کی انتہا یہ ہے کہ چند روز کے واسطے کسی دوست دلپذیر سے کچھ اعتراض کیا جائے مگر انجام اُسکا نیک ہوگا۔ اور جو آٹھ بار خواب دیکھے ہیں ان کی تعبیر یہ ہے کہ بلجی مختلف اوقات میں آٹھ دفعہ پیشکش لے کر حاضر ہوں گے راجہ اپنے خوابوں کی تعبیر زبان عجیبان

درویش صفا کیش سے سن کے نہایت خوش ہوا اور حکیم سے اُن خوابوں کی تعبیر جو
 برہمنان بدہناد نے ظاہر کی تھی بیان کی حکیم نہایت متحیر ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ یہ
 برہمنان بدہین موقع غیبت جان کر اپنے کینہ خواہی کی فکر میں ہیں اور دوستی
 کے پیرایہ میں چاہتے ہیں کہ اپنا کینہ نکال لیں اسوجہ سے بادشاہ کو مناسب یہ ہو کہ اپنے
 مرآتِ خاطر کو ان جھوٹی باتوں سے مکدر نہ کرے اور اس ملک مال کے شکریہ میں کسی
 نام نہاد کو اپنا محرم راز اور مقرب خاص نہ بنائے بادشاہ حکیم روضہ نصیر کا کمال شکر گزار ہوا
 اور شادان و فرحان مع انخیر اپنی دارالسلطنت میں واپس آیا چند روز نہ گزرے تھے کہ
 حکیم روضہ نل کے فرمودہ کے مطابق ایچی ہر ایک ملک کے مع تحف دہرایا کے بارگاہ شاہی میں
 کیے بعد دیگرے آنے لگے راجہ نے ملکہ ایران دخت اور بلار وغیرہ کو طلب کر کے بیان کیا کہ مجھے
 بڑی غلطی سرزد ہوئی جو میں نے اپنا مانی الضمیر دشمنوں پر ظاہر کیا اگر ملکہ ایران دخت
 یہ تدارک نہ بتا تیں تو تم لوگوں کا جو میرے باعث بقاے حیات دسرا یہ نہ شد لی ہو پڑی
 مشکلوں سے سامنا ہوتا۔ میری رائے اس امر کی مقتضی ہوتی ہو کہ ان تحفوں کو تمہیں
 لوگوں میں تقسیم کر دوں اس شخص جس ایران دخت کو جس نے اس صلاح نیک کی مجھ کو
 ہدایت کی اور میری جان کو اس تہلکہ عظیم سے بچایا چنانچہ حسبِ الحکم بادشاہ تاج اور
 جامہ حرم میں سے ایک کنیز نرم افروز نامے کے ذریعہ سے جو کہ راجہ کی منظور نظر تھی اور
 اسوقت وہاں پر موجود تھی لایا گیا راجہ نے ارشاد کیا کہ ان دونوں تحفہ جات میں سے
 پہلے ملکہ ایران دخت جو چیز پسند کرے وہ لے لے اور باقی دوسری کنیز نرم افروز کو عنایت
 کی جائے۔ ایران دخت کی خواہش تاج کی طرف زیادہ راغب تھی اسوجہ سے اُسے بلار
 وزیر کی جانب نظر کی مقصود اس اشارہ سے یہ تھا کہ وزیر دونوں میں سے جس چیز کی طرف

ایکا کرے وہ نے لی جاے۔ بلار اس رفز کو پہلے ہی تاڑ گیا تھا کہ راجہ کا منشا بزمِ افروز کو تاج
 مرحمت کرنے کا ہو اس نظر سے اُس نے جامہ کی طرف اشارہ کیا اتنے میں راجہ کی نگاہ بھی زیر
 کے اشارہ کیے پھر پڑ گئی کہ وہ آنکھ سے کچھ اشارہ کر رہا ہی ایرانِ دخت نے اس خیال سے
 کہ راجہ بشارت سے آگاہ نہوتا جے لیا اور بلار دیر بھی گھبرا گیا اور اپنی آنکھ جیسی کہ
 اشارہ کے وقت رکھی تھی اسی طرح کچھ رکھی تاکہ راجہ کو اشارہ کا گمان نہ ہو اس حرکت
 کو فراقی خیال کر لین پتا نہ بعد اس واقعہ کے وزیر چالیس برس تک اس منصب پر مامور
 رہا مگر زیب بادشاہ کے حضور میں جاتا تو آنکھ دیسی ہی میسر ہی رکھتا جیسی اشارہ کے وقت
 تھی القصد ایرانِ دخت نے تو تاج سے سرفری پائی اور خلعتِ ارغوانی بزمِ افروز کو
 عطا فرمایا۔ ایک روز راجہ ملکہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ تاجِ مرصع زیب سر لیے ہوے
 طبقِ زمین پر از شیر با تھمین رکھ ہوئے کھڑی تھی اور راجہ اُس طبقِ مین سے جبرعہ جبرعہ
 شہر نوش جان کر رہا تھا کہ اتنے میں بزمِ افروز جائے ارغوانی زیب جسم کیے ہوئے سامنے
 سے ایک ہلکی دھماکہ بول گئی راجہ کا دل اُسکا ناز و انداز دیکھ کر بے چین ہو گیا کھانے سے
 ہاتھ کھینچا اور بزمِ افروز کو طلب کر کے ایرانِ دخت سے مذاقاً کہا کہ یہ تاج تو بزم کے لائق
 تھا یہ کلام سن کر ایرانِ دخت کو نہایت غیرت آئی اور غصہ کی حالت میں بے خود ہو گئی
 اور غیظ میں آکر اُس طبقِ شیر برنج کو راجہ کے سر پر ڈال دیا جس سے تمام چہرہ اور ڈاڑھی
 وغیرہ سب لودہ ہو گئی۔ راجہ ملکہ کی اس گستاخی پر نہایت غضبناک ہو گیا اور طیش میں
 آکر بلار دیر کو حکم دے دیا کہ یہ شوخ دیدہ لائقِ گردنِ زونی ہیے جا کر اسے قتل کر دو
 بلار دیر نے اتفاقاً ملکہ کو وہاں سے لے گیا اور اپنے مکان پرے جا کر پوشیدہ کر دیا اور
 نگہین صورت بنا کر راجہ کے سامنے آیا تعمیل حکم کی اطلاع حضور میں عرض کر دی تھوڑی

دیر میں راجہ کے دل سے غصہ اُتر گیا اور ملکہ کے حسن بے مثال اور خدایات پسندیدہ کو یاد کر کے
 باخاطر نگیں ملوں و محرومن رہنے لگا اگرچہ وزیر محرم راز تھا مگر مصلحت وقت سمجھ کر خاموش
 رہتا تھا راجہ کسی پر اپنا رنج ظاہر نہ کرتا تھا دل ہی دل میں کہیں یہ خاطر رہتا تھا وزیر راجہ
 کی حالت سے واقف تھا اس سے راجہ کی یہ حالت دیکھی نہ گئی اور ایک موقع پر باکو عرض کیا
 کہ جو مرض لا علاج ہو اسکا افسوس کرنا فضول ہو رنج و کاشش سے کوئی فائدہ نہیں لازم تھا کہ
 حضور حکم دیتے وقت انجام کار پر نظر فرما لیتے اور غصہ پر قابو رکھتے تاکہ بعد کو پیشانی
 اٹھانا نہ پڑتی جیسا کہ بادشاہ ذی القراع ازراہ دور بینی اپنے غضب کو معطلوب
 کر کے نہایت خوشدلی سے اوقات بسر کرتا تھا راجہ نے پوچھا وہ کس طرح وزیر بنے
 عرض کیا کہ

حکایت ملک مین مین ایک بادشاہ تھا جس کو شکار کا نہایت شوق تھا ایک دن
 شکار کے لیے گیا بہت دوا دوش کی گشتکار ہاتھ نہ لگا بادشاہ پریشان خاطر ہو کر ہر طرف دیکھنے
 لگا ناگاہ ایک خارکش مفلوک روزگار ہو پست آہو پہنے ہوئے اس برابان مین کھڑا
 فراہم کر کے محنت کا راتھک کر ایک بٹھر کے سہارے بیٹھا تھا بادشاہ کو شکار نہ لےنے کی گنجائش
 مین دور سے یہ معلوم ہوا کہ ہرن بیٹھا ہی کمان اٹھا کر ایک تیر مار دیا جس سے وہ بیچارہ
 زخمی ہو گیا جب بادشاہ قریب پہنچا تو اس غریب کی حالت دیکھ کر نہایت افسوس کیا
 اور علاج کے لیے ہزار دینار عنایت فرمائے بعد ازاں بادشاہ اپنی دربار حکومت میں
 واپس گیا اور اپنے دل میں عہد کر لیا کہ آئندہ جو کام کروں گا بغیر سوچے اور سمجھے ہرگز نہ
 نہ کروں گا۔ اُس شہر کے نواح میں ایک عابد تھا جو رخصتے آسمی کی طلب میں رات دن
 مشغول رہتا تھا بادشاہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اُس کی خدمت میں چل کر

نصیحت حاصل کرنا چاہیے چنانچہ زاہد ریاضت کیش کے پاس گیا اور استدعا کی کہ آپ مجھ کو کوئی نصیحت ایسی اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائیے کہ جو دنیا میں باعث فزید جاہ و جلال اور آخرت میں شفع گناہان ماضی و حال ہو اس درویش صافی طہنت نے کہا کہ وہ فضلت جو بزرگوں کی دولت ظاہری اور سرمایہ باطنی ہو غصہ کو فرو کرنا اور محکم غیض و غضب صبر و تحمل اختیار کرنا ہی بمصدق وَالْكَاطِبِينَ الْغَيْصَ وَالْعَاقِبِينَ عَنِ النَّاسِ کے۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ صبر اختیار کرنے کی تدبیر ارشاد فرمائیے درویش نے کہا کہ ربابِ حوول کو لائق و لازم ہو کہ اپنے ملازموں میں سے جو شخص عقل و دیانت و راستبازی میں ممتاز ہو اسکو اپنا محرم راز بنائے اور اجازت دے کہ غصہ کے وقت حتی الامکان ناشائستہ حرکات سے باز رکھے جب تک ایسا شخص آپ کو دستیاب ہو میں تین رقعے لکھ دیتا ہوں انکو آپ کسی مستعد خاص کے سپرد کیجیے کہ وہ ہمیشہ ان پر چون کو اپنے پاس رکھے اور آپ کی حالت کا نگران رہے جب وہ دیکھے کہ آپ کے مزاج میں غصہ کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور کسی کام میں غیظ و غضب کی علامتیں پائی جاتی ہیں تو ان میں سے ایک پرچہ آپ کو ملاحظہ کرا دے یقین ہو اگر دل وانا اور نخب رسا رکھتا ہو تو اسی رقعہ کے دیکھنے سے بری مزاج کی رفع ہو جائے گی اور غصہ تھم جائے گا اور اگر اس پرچہ کا دیکھنا مفید مطلب نہ ہو تو دوسرا رقعہ پیش نظر کرے اور جو نفس سرکش اسپر بھی مطمئن نہ ہو تو تیسرا رقعہ معائنہ کرائے ہیں میں امید کرتا ہوں درگاہ باری تعالیٰ سے کہ اس آخری رقعہ کے ملاحظہ سے ظلمت غصہ کی نورِ علم سے بدل ہو جائے گی۔ بادشاہ کو زائد کی اس ہدایت سے نہایت خوشی حاصل ہوئی اور زاہد نے تین رقعہ لکھ کر ایک غلام متہب کے حوالے کیے پہلے رقعہ کا مضمون یہ تھا کہ اقتدار کے وقت عنان اختیار نفس ہمارہ کے ہاتھ میں نہ دے کیونکہ

اُس کی وجہ سے تجھے ہلاکت ابدی کا سامنا ہو گا دوسرا رقم اس مضمون کا تھا کہ غصہ کی حالت میں زیر دستوں پر رحم کر کہ زبردست تجھ پر لطف و کرم کرین تیسرا رقم اس عنوان سے تھا کہ کسی حکم کے اجرا میں حد شرع سے تجاوز نہ کر اور کسی وقت انصاف سے منحرف نہ ہو بعد ازاں بادشاہ زاہد سے رخصت ہو کر اپنے دولت خانہ پر آیا اور ہمیشہ خلوت جلوت میں اور حکمرانی اور شہنشاہی کے اوقات میں ملازم لوگ اُن رقموں کو پیش کر دیتے تھے اور اسی مناسبت سے اُس بادشاہ کو ذوالرقاع کہتے تھے۔ اس بادشاہ کے حرم سر میں ماہ پیکر نام ایک کینر تھی بادشاہ اُس کے حسن و فریب پر ایسا دلدادہ تھا کہ خاص محل سے ملقت نہ ہوتا تھا بادشاہ بیگم ہمیشہ آتش رنگ و صد مین جلتی رہتی تھیں اور لونڈی کے نکالنے کے لیے بہت سی تدبیریں اور حیلے سوچتی تھیں مگر کوئی معقول تجویز خیال میں نہیں آتی تھی۔ القصد ایک روز مشاطہ حرم سرا سے اس حال کو نظا ہر کیا اور برگشتگی طالع سے بادشاہ کے قتل اور لونڈی کے نکال دینے کے لیے اعانت کی خواستگار ہوئی مشاطہ بارہ بولی کہ میں اسکی تدبیر کیے دیتی ہوں کہ تھوڑا سا زہر ہلاہل تیل میں آمیز کر دوں اور لونڈی کے یہاں جا کر اس کی زرخدان پر ایک خال بنا دوں تو ہوں جسوقت بادشاہ اُس پر منہ رکھے گا سم قاتل کے اثر سے فوراً ہلاک ہو جائے گا اور جب کہ بادشاہ خود زندہ نہ رہے گا تو پھر کینر کا نکال دینا کیا چیز ہے؟ خاتون برگشتہ قسمت اس تدبیر کے سننے سے بہت خوش ہو گئی حسب اتفاق یہ کل سرگزشت ایک غلام شاہی پس پردہ کھڑا ہوا سُن رہا تھا اس نے ہر چیز کو شش کی کہ اس وقت ناگہانی سے بادشاہ کو مطلع کر دیا یا لونڈی کو یہ خبر ہو چلا دے لیکن غلام کو اس راز کے بیان کرنے کا موقع نہ ملا آخر کار بادشاہ جب لونڈی کے پاس گیا اور حسب معمول اُسکے بستر پر آرام فرمایا تو غلام تک حلال

اپنی جان سے ہاتھ دھو کر لوٹدی کے قریب آیا اور اپنی آستین سے خال پوچھنے لگا بادشاہ کی آنکھ کھل گئی غصہ میں شمشیر آبدارے کر غلام کی طرف چھپٹا اور خلوت سراسے باہر نکلے دوڑتا ہوا چلا آیا۔ عرض یگی نے فوراً تینوں رقعے پیش نظر کر کے بادشاہ کے غصے کو روکا بادشاہ نے صبر اختیار کر کے غلام سے اس گستاخی کی وجہ دریافت کی تو اس نے کل حال پوست کندہ بیان کر دیا بادشاہ ملکہ پر ملازحد غضبناک ہوا اور ہلکا کر بہت سختی سے پوچھا اُس نے انکار کیا اور اُلٹی اُمت لگائی کہ یہ غلام شوخ دیدہ اس کینسرے تعلق رکھتا ہی اگرچہ میں عرصہ سے واقف تھی مگر اب بادشاہ نے مجھ پر خود ملاحظہ فرمایا ہوا اب اس کے قتل میں تاخیر کی کیا ضرورت ہی۔ بادشاہ نے غلام کی طرف دیکھا اس نے عرض کیا کہ حضور کسی کو زہری آزمائش کا حکم فرمائیں اور یقین کامل ہو کہ بقیہ حصہ اس روغن کا مشاطہ کی ڈبیا میں موجود ہو گا اس کو اپنے سامنے منگو ایسے اور تحقیقات کر لیجیے چنانچہ تلاشی میں مشاطہ کے پاس سے ڈبیا ہوا ڈرا سا روغن اُسے چکھایا گیا تو فوراً وہ مگرئی ملکہ کو متعجب کر دیا اور غلام کی جان بخشی کر کے مرتبہ اعلیٰ پر ممتاز کیا۔ اس داستان کے بیان کرنے سے فائدہ یہ ہو کہ بادشاہ نے قتل اور غصہ کے ضبط کرنے کی بدولت اس بلا سے نجات پائی پس راجہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ امی بلار فی الواقع مجھ سے بُری غلطی اسکرام میں ہوئی مگر تجھ ایسے ہوش گوش کے آدمی سے بسا تعجب ہو کہ تو نے بھی کچھ غور و فکر اس امر خاص میں نہ کی وزیر نے عرض کیا کہ غلاموں کی بھی یہ مجال ہو کہ حکم شاہی کی تعمیل میں سرتابی کریں راجہ کو یقین آ گیا کہ رانی جہان فانی سے عالم باقی کو سہ ہاری ایک آہ سرودل پرورد سے بھری اور کہا کہ افسوس رانی کی ہلاکت نے مجھ کو سخت غمناک کر دیا ہی اور تیری جلد بازی نے اور بھی پریشانی میں ڈالا ہوا اب اسکا علاج کیونکر ہو سکتا ہو

وزیر نے عرض کیا کہ تین شخص ہمیشہ غم والہ ہیں آلودہ رہتے ہیں ایک وہ جو ہمیشہ بکاری میں مصروف رہتا ہے دوسرے شخص جو اپنے زمانہ فراغت والی میں نیک کام انجام نہیں دیتا تیسرا وہ شخص جو بے فکرہ وغور کے بلا سمجھے بوجھے کام کر گذرتا ہے اور انجام کا کچھ خیال نہیں کرتا چہرہ کار سے کندہ عاقل کہ باز آید پشیمانی : اب اس حالت میں سوائے صبر کے اور کچھ چارہ نہیں ہے جو شخص آغاز میں انجام پر نظر نہیں کرتا اسکا وہی حال ہوتا ہے جو اس کبوتر کا ہوا راجہ نے پوچھا کہ وہ کس طرح سے ہی وزیر نے بیان کیا۔

حکایت ایک کبوتر کے جوڑے نے شروع سرمایہ تھوڑے تھوڑے دانہ فراہم کیے تھے بخیال سوئم کر مائے اور ایک گوشہ آشیانہ میں وہ دانہ بطور ذخیرہ جمع تھے اور بڑی کیوجہ سے بہت معلوم ہوتے تھے لیکن جب فصل زمستان ختم ہوئی تو گرمی کی حدت سے خشک ہو کر دانے کم دکھائی دینے لگے۔ کبوتر چند روز کے لیے کمین چلا گیا تھا جب وہ واپس آیا تو اسے وہ دانے تھوڑے سے معلوم ہوئے اپنی مادہ کو مارنے پینے لگا کہ یہ دانہ میں نے گرمی کے لیے رکھا تھا تو نے سب کھا لیا ہر چند مادہ نے انکار کیا مگر نہ کو کسی طرح یقین نہ آیا انتہا یہ کہ مارتے مارتے نہ رہے مادہ کو بالکل ختم کر دیا بعد ازاں جب فصل بہار آئی تو دانوں میں پھر نئی پیدا ہو گئی اور مثل سابق وہ زیادہ معلوم ہونے لگے اس وقت کبوتر نے جانا کہ دانوں کی کمی کا باعث خشکی ہی اپنی عجلت ہے بہت نادم ہوا اور مادہ کے فراق میں ازارار مثل ابرو بہار روتا تھا ہجر میں جان کھوتا تھا۔ غرض اس داستان کے بیان کرنے سے یہ بھی کہ مرد عاقل کو کسی کام کے انجام دینے میں شتاب کاری نہ کرنا چاہیے چہرہ آخر میں مبارک بندہ ایست پوچھنے لگا اور بلار بے شک و شبہ میں نے جلد بازی کی لیکن تو نے مجھ سے بھی زیادہ عجلت کی حالانکہ تو میرے مزاج سے واقف تھا کہ میں بہت جلد بے صبر ہو جاتا ہوں تو تو زیرک و دانہ تھا

تھے اس قدر جلدی کرنے کیا ضرورت تھی ذرا تامل کر جاتا تو کچھ ہرج نہ تھا الغرض جب بلار کے دلو یقین کامل ہو گیا کہ راجہ کو بے حد رنج و ملال ہو اور بھیراری اسکی اپنی حد سے تجاوز کر گئی ہو اور اپنی غلطی اور جلدی پر اسکو نہایت انفعال ہو تو اُسے آہستہ سے عرض کیا کہ حضور ایران دخت زندہ ہو میں تو حضور کی عادت جانتا تھا اسوجہ سے میں نے قتل نہیں کیا راجہ یہ مژدہ جان بخش سنکے بہت خوش ہو اور دگاہ قادر مطلق میں سجدہ شکوہ بجالایا اور وزیر سے کہا کہ ای میرا حرم تو نے پہلے میرے سامنے اس عنوان سے بیان کیا کہ مجھے یقین واثق ہو گیا کہ ایران دخت کو اسنے ضرور قتل کر ڈالا ہے اب یہ بتا کہ تو نے میری رنجیدگی اور کاتھش کیوں جائز رکھی مجکو تیرے غمی و دین پر اعتماد تھا یا نہ تھا لیکن اچھوت کہ نتیجہ حسبِ لخواہ ظاہر ہوا بلار نے جواب دیا کہ حضور یہ سب محبت و تکرار دہل و تقریر محض اس مصلحت سے تھی کہ جہاں پناہ کے مزارج کا معیار صحیح طور پر معلوم ہوئے کہ حضرت اس حکم سے منفعیل ہین یا نہیں تب عرض کروں۔ القصہ بادشاہ نے بلار کے فہم و فراست کی بہت تعریف کی اور تحسین و آفرین کے کلمات زبان فیض تر جمان پر جاری ہوئے القصہ بلار نے حسبِ الارشاد ملکہ ایران دخت کو نہایت تعظیم و توقیر سے ملازمت میں حاضر کیا ایران دخت شرائط بندگی و شکریہ گزاری بجالائی اور بہا سے نازک کو منت گزاری میں واکسار راجہ نے فرمایا کہ زیادہ تر بلار کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ جس نے اپنی دانمندی سے تمھاری جان بچائی۔ بلار نے عرض کیا کہ غلام کو اگر حضور کے فہم و فراست پر اعتماد نہ ہوتا تو اس طرح کی مبادرت خودی سے کب ہو سکتی اور فرمان قضا جریان کی تعمیل میں تاخیر ہونے کی وجہ سے زندہ کیونکر بچتا پس ہر طرح پر حضور کا شکریہ لازم ہو مجھ ذرہ بے مقدار کی کیا حقیقت ہو راجہ نے بلار کی رنجیدگی طبع اور دورانِ اندیشی پر شاد کام ہو کر اس کو مرتبہ اعلیٰ پر فائز کیا۔

باب تیرھواں

ہیوفاؤن کے اقوال سے پرہیز کرنے کے بیان میں

راے دابٹلم نے کہا کہ اسی واقف اسرار خرد مندی اب یہ ارشاد فرمائیے کہ بادشاہ امور سلطنت کے انصرام میں کس قسم کے آئینہ اص کو ذیل کرے کیونکہ اکثر لوگ نیکون کے پیرایہ میں ظاہر ہوتے ہیں بید پاس حکیم نے کہا کہ اسی بادشاہ انسان کی طبع شناسی بہت مشکل ہو تا وقتیکہ مختلف کاموں میں چند مرتبہ اُن کا امتحان نہ کیا جائے اُن پر اعتماد کرنا بچا ہیے چنانچہ ایک سنار اور ایک سیاح کی داستان اس کے مناسب حال ہمارے دابٹلم نے پوچھا کہ وہ کس طرح ہی برہمن نے بیان کیا۔

حکایت فرمانرواے حلب اپنی دختر کے لیے زیور بنوار ہاتھا اُس نے ایک سنار کی تعریف سنی کہ وہ بڑا تیز دست اور صنار بے مثل و نظیر ہو پس بادشاہ نے اُس زرگر کو طلب کر کے حکم دیا کہ ہمارے پیش نظر بیٹھ کر زیور تیار کرے۔ سنار بڑا زبان آور و فیرین کلام تھا تھوڑے ہی دنوں میں اپنی چرب زبانی سے منظور نظر سلطانی ہو گیا اور اس قدر سوخ بڑھا کہ محرم راز ہو گیا ملازمان بارگاہ شاہی میں سے ایک خردمند نے بنظر خیر اندیشی عرض کیا کہ جہاں پناہ نے اسکے اعزاز و اکرام میں از حد مبالغہ کیا ہو سلاطین ضمیمہ بازاری انجمن اور پیشہ درون سے بہت کم مصاحبت رکھتے تھے اور اُن کے مرتبہ کو حد سے زیادہ نہیں بڑھاتے تھے بادشاہ نے فرمایا کہ اسی خیر سگال میں خوب سمجھتا ہوں کہ تو نے یہ بات خیر فرمائی

کی نظر سے کہی ہو لیکن یہ جوان نیک صورت ہوا دریا کیزہ روئی دلیل نیک سیرتی کی ہو پس اَلْظَّاهِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ اُس خیر طالب نے جواب دیا کہ اے ظلِ اشرف اقل لوگ ظاہری صورت پر کبھی اعتماد نہیں کرتے چنانچہ کسی حکیم نے ایک خوب شخص کو دیکھ کر محبت پیدا کی لیکن جب محاکم امتحان پر اسکو کسا تو کھوٹا پایا فی الغور اُس سے علم و ادب کی بات کرنے کہا یہ کوئی بات نہیں ہو نیک صورتی خوبی سیرت کی دلیل ہو اور اگر اسکی تربیت کی جائے تو یقیناً اخلاق پسندیدہ بھی اُس میں پیدا ہو جائیں گے جواب دیا کہ اے ملکِ عالم اہل کو اگر ہزار بار بھی تربیت کی جائے تب بھی اُس سے سوائے بدی کے آثار نیک ظاہر نہ ہوں گے اور نتیجہ عمدہ نہ نکلے گا جیسا کہ ملکر زادہ کو پیش آیا بادشاہ نے دریافت کیا کیونکہ اُس نے بیان کیا۔

حکایت بادشاہ فارس کے یہاں فرزند متولد ہوا جس کے شانے پر نل کھ دست ایک خال سیاہ تھا بادشاہ اُسے دیکھ کر نہایت رنجیدہ ہوا اور حکماء عصر سے خاصیت اُس مرغ کی دریافت کی اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم نے کتب نجوم میں دیکھا ہے کہ جس شخص کے جسم میں اس قسم کا نشان ہو تا ہوا بالضرور ملک گیری اور کشور کشائی میں ضربِ اشل ہو جاتا ہے یعنی یہ علامت کمال سعادت کی ہے مگر ساتھ ہی اس وصف کے ایسے شخص کو خطرات بھی بہت پیش آتے ہیں بادشاہ یہ حال سن کے بہت خوش ہوا مگر خطرہ کے سننے سے کچھ ٹھگنی بھی لاحق ہوئی۔ شہزادے کے زیرِ محل ایک بد سیرت چار کا بھی مکان تھا جہاں پر کہ شاہزادہ جب چار برس کا اُسکا سن ہوا کھیلا کودا کرتا تھا سوچہ سے اُس سے اور چار کے لڑکے سے ہناوتِ الفت و محبت پیدا ہو گئی تھی۔ وزیر نے عرض کیا کہ اے جہاں پناہ شاہزادہ کو چار کی صحبت سے علم و ادب نہ رکھے ورنہ نتیجہ بہتر نہ ہوگا۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر اسکو ابھی منع

کر دینا تو کیا عجب ہو کہ شہزادہ محزون دیکھ کر غماز ہو جاے اور اسکی باعث سے کوئی مرض اسکو
 لاحق ہو یا پہلے چند روز کے بعد جب وہ سن تمیز کو پہنچے گا اور ہوش سنبھالے گا اُس وقت
 تھوڑی ہی نصیحت کرنے سے وہ خود بخود اُس کی صحبت سے نفرت کرنے لگے گا وزیر خاموش ہو رہا
 بادشاہ نے چار کو طلب کیا اور فرمایا کہ تو ہمارا ہمسایہ ہو اور میرا فرزند دلبند تیرے لڑکے سے
 الفت رکھتا ہو اس لیے تجھ کو چاہیے کہ ہر وقت شاہزادہ کا نگہبان و محافظ رہ کر چنانچہ چار
 شاہزادے کی خدمت گذاری و نگہداری میں بہت کچھ سعی و کوشش کرتا تھا اور شاہزادہ
 کو بھی اُس کے لڑکے سے اس درجہ محبت بڑھ گئی تھی رفتہ رفتہ اکثر اوقات اُس کے گھر میں
 رات کو بھی رہنے لگا اور روز بروز چار کی عمدہ خدمات کی وجہ سے بادشاہ کا اعتبار بھی
 زیادہ ہوتا گیا۔ اتفاقاً بادشاہ کسی ضرورت سے سفر کو گیا تھا اور خادم و خدمتگار شہزادہ کو
 کسی جشن یا میلے کی تقریب میں جواہرات بیش بہا پہنا کر باغ کی میسر کوئے گئے تھے۔ چار
 نے دیکھا کہ یہ جواہرات ہزاروں تاجروں کے سرمایہ سے بڑے ہوئے بلکہ خزانچ ملک کے
 برابر ہیں اور فی الحال بادشاہ بھی موجود نہیں ہو سید ان خالی ہو اس لیے بہتر معلوم ہوتا
 ہو کہ اس لڑکے کو دور دراز فاصلے پر کسی شہر میں لے جا کر فروخت کر ڈالوں اور ان جواہر
 نگہبان بہا سے بعینہ عشرت زندگی بسر کروں یہ خیال اس کمینہ بدصل کے دل میں پیدا ہوا
 آخر کار اس کم غبت نے خدمتگاروں اور خادموں اور خود شاہزادہ کو مار دے بے ہوشی
 پلائی کہ سب حلق سے اترتے ہی بے ہوش ہو گئے ہیں اسنے شہزادہ کو ایک بڑے صندوق
 میں بند کر کے ایک شتر تیز رفتار کی پشت سے باندھ دیا اور راستہ کے لیے کچھ توشہ ہموار
 لے کر بلخ سے روانہ ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اُس بادشاہ کی عملداری سے گذر کر دوسرے
 ملک کی سرزمین میں داخل ہوا اور یہاں باغ میں خادم و خدمتگار وغیرہ دو پہر تک

اسی طرح بیہوش تختہ بنے ہوئے پڑے رہے جب داروغہ باغ آیا اور ان سب کو بیہوشی کی حالت میں دیکھا تو روغن بادام کو پیرانے سر کہ میں لگا کر ان کی ناک میں ٹپکا یا اب وہ لوگ ہوش میں آئے شاہزادہ اور چار کو بہت کچھ دھو دھو نڈھا لیکن دونوں میں سے کسی کا سر بخ نہ پایا آخر کار انھوں نے ملکہ کی خدمت میں جا کر یہ تمام سرگزشت سنائی بلکہ تمام بات اپنے فرزند کے غم میں گریہ و زاری کرتی اور اپنا سر زمین پر ٹکراتی رہی یہاں تک کہ صبح طلوع ہوتے ہی طائر روح اسکا قفس غصری سے پرواز کر گیا جب کہ بادشاہ نے اپنی دار السلطنت میں مراجعت کی زن و فرزند کی مفارقت میں آہ و زاری کرنے لگا۔

انک حسرت دیدہ خونبار سے بہانا تھا اور خیال کرتا تھا کہ جو شخص ہو خواہاں ہل دانش و خرد کی نصیحت گوش ہوش سے بنین منشا وہ ہمیشہ اسی قسم کے رنج و غم میں گھرا رہتا ہی آخر الامر اسے صبر اختیار کیا اور صبر چارہ کا حال سینے کہ وہ شہزادہ کو ملک شام میں بیگیا اور ایک سافر تاجر کے ہاتھ زرد جو اہر کے بارے فروخت کر ڈالا سوداگر نے لڑکے کو دس سال تک بھنی غلامی میں رکھا اور تعلیم و تربیت میں اسکی پرورش کرتا رہا جب شاہزادہ حسن خدمت اور آداب شناسی میں خوب ماہر ہو گیا تو تاجر خفہ کے طور پر بادشاہ فارس کے حضور میں لے گیا چونکہ شاہزادہ اپنے والدین سے صغیر سن میں علیحدہ کر دیا گیا تھا اس باعث سے بادشاہ اس کی شناخت نہ کر سکا اور سوداگر سے بیش بہا قیمت پر خرید کر کاپنے خدام خاص میں داخل کیا اس درمیان میں اس لڑکے کو ایک جوہری سے جس کے سپرد جوہر خانہ شاہی تھا محبت پیدا ہو گئی اس بدگھر جوہری نے شاہزادے کو جوہر ملازمت کی نسبت معزز و ممتاز ہو گیا تھا ازراہ مکہ و فریب یہ دم دیا کہ توجب بادشاہ خواب راحت میں مصروف ہوا انگشتی ان کی انگلی سے نکال کر مجھے لارے تاکہ میں نیک ساعت دیکھ سکوں

تیرے زریب انگشت کردون بشرطیکہ تو عہدہ وزارت پر مجھے سرفراز کرے کیونکہ اُن کو بھی
 پر ایسا نقش کندہ ہو جس کی تاثیر یہ ہو کہ جو کوئی شخص اُسکو ساعت سعید میں اپنی انگلی
 میں بہن لے تو وہ لامحالہ بادشاہ ہفت کشور ہو جاتا ہو۔ شاہزادہ بچاؤ کم عمر نشیب فراز
 دنیا سے ناواقف اُس بدصل جوہری کے فریب میں آگیا اور بوقت شب بادشاہ
 کی خواجگاہ میں گیا جب بادشاہ آرام خاص میں مصروف ہوا اور غفلت طاری ہوئی رُکے
 نے آہستہ آہستہ اپنا ہاتھ بڑھا کر انگوٹھی اتارنا شروع کی بادشاہ اچانک بیدار ہو گیا
 اور اس حرکت ناشائستہ سے نہایت غیظ و غضب میں آکر اس کے قتل کی حکم جلا دو دیدیا
 جلاو نے قاعدہ کے مطابق اُس کے جسم سے پوشاک علیحدہ کی تو بادشاہ کی نظر اُس
 خال سیاہ پر پڑ گئی جو شاہزادہ کے شانے پر تھا جس دیکھتے ہی وہ بے ہوش ہو گیا جا
 نے یہ سانحہ عجیب دیکھ کر اُس کے قتل کرنے میں قدرے تاخیر کی اسنے عرصہ میں بادشاہ کو
 غش سے افاقہ ہوا تو فوراً اُس نے پہچان لیا کہ یہ تو میرا نور نظر ہے جس جلدی سے نئی فرزند
 جگر پوند کو سینے سے لگایا دیدہ بوسی کی اور نہایت پیارا و شفقت سے کہا کہ اے نور بصر
 میں نے دزیر کی بات نہ مانی اور تجکو چار کی صحبت میں رہنے دیا یہ اسیکا غیمازہ ہو کہ تو بھی
 ذلت و خواری کی تکلیف میں گرفتار رہا اور میں بھی بدقون تیری مفارقت کے رنج
 و الم میں بدیشان خاطر رہا شاہزادہ نے بہت عذر و معذرت کی اور عرض کیا کہ جوہری کی
 دوستی نے اغوا کر کے مجھ کو اس گستاخی پر آمادہ کیا تھا بادشاہ نے جوہری کو سخت سزا دی اور فرزند کو صحت
 کی تہہ بند بدل دیکینون کی صحبت سے اجتناب کے سادہ رنگہ اُنکی دوستی پر اعدا نہ کرے اس قصہ کے بیان کرنے
 فائدہ یہ ہو کہ برطینت اور زویل کی صحبت آزاد کو بندہ اور بندہ کو سرافگندہ کر دیتی ہو۔ اور یہ کہ
 اسی قبیل سے ہی اسلئے اسکی صحبت پر ہمیز رکھنا فرض ہو بادشاہ نے فرمایا کہ سلاطین عربوں

بغیر الہام آئی و القاسم غیبی کسی کام میں مبادرت نہیں کرتے اسی نظر سے جب کہ میں نے
 اسکو متعجب کر کے اعزاز خاص سے مشرف و ممتاز کیا ہی تو امید ہو کہ انجام بھی بخیر ہو
 وزیر خردمند نے دیکھا کہ میری عرض سنع قبول تک نہیں پہنچتی تو بے سود سمجھ کر خاموش
 ہو رہا حسب اتفاق ایک روز بنا کر کوٹا ہزاری کے زیور کے لیے جواہرات کی ضرورت ہوئی
 ہر چند اسنے تلاش کیا مگر اس میل کے کہیں دستیاب نہ ہوئے آخر کار جب اسکو یہ معلوم
 ہوا کہ فلان جوہری کی دختر کے پاس اس قسم کے جواہر موجود ہیں سارنے اسکو طلب کیا
 دختر جوہری نے ہر چند عذر دیا کہ اسکا کیا کہ میرے یہاں اس طرح کے جواہر نہیں ہیں لیکن
 ظالم سارنے کچھ سماعت نہ کی اور بھجور اسکو شہزادی کے پاس بھیج دیا۔ اس بے چاری نے
 لاکھ لاکھ انکار کیا کہ ہرگز اس قسم کے جواہر میرے پاس نہیں ہیں مگر کچھ سود مند ہوا سنگلی
 زر کرنے شاہزادی سے اس کے قید کرنے کی اجازت لی چنانچہ قید ہی کی حالت میں جان
 بحق تسلیم ہو گئی جب یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی کہ فلان جوہری بے گناہ ہلاک کی گئی
 تو شہزادی پر عتاب شاہی نازل ہوا یہ خبر پاتے ہی سار خوف کے مارے مفرد ہو کر
 روپوش ہو گیا ملکہ نے بنظر مصلحت یہ مناسب سمجھا کہ چندے بھی کو لے کر شہر سے باہر ایک
 بلخ میں اوقات گزاری کرے جب تک کہ شہر بار کا غصہ فرو ہو جائے الغرض اس خیال سے
 وہ بلخ میں مقیم ہوئی سار کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی وہ بھی وہاں پہنچا شہزادی نے اسکو
 دیکھ کر کہا کہ اوتباہ کا رظام و مکار تو یہاں بھی آپہنچا کیا کوئی اور آفت تازہ لایا جاتا ہے
 اور فتنہ خواہید کو جگہ نامعلوم ہو جا دور ہو یہاں سے ورنہ تیرا آنا پھر وبال جان ہو جائیگا
 سار نے وہاں سے پریشان ہو کر صبح کی راہ لی جب آفتاب غروب ہو گیا اور تارہ کی شب
 محیط عالم ہوئی تو اس نے رات بسر کرنے کے لیے ہر سمت جگہ ڈھونڈھی لیکن اندھیری

سات مین اسکو کوئی مقام نہ مل سکا تھارا اُس جنگل مین شکاریوں نے شکار رکھنے کی غرض سے ایک غار کھود رکھا تھا اور اُس مین ایک بندر ایک سانپ ایک شیر یہ تینوں جانور پہلے ہی سے بوجہ تاریکی کے گر چکے تھے سار بھی سیاہی شب مین اُسی گڑھے مین جا پڑا یہ ہوزی جانور خود ہی اپنی اپنی مصیبت مین گرفتار تھے کوئی کسی سے خبردار نہ لکے کسی نے کسی کو ڈار نہ پوچھا یا غمگنہ چند روز اسی صورت سے گزر گئے اتفاقات روزگار سے ایک مسافر جہان دیدہ جو بزم حیات شہر سے باہر نکلا تھا اسکا گزہ بھی اُس غار پہنچا اور اُن سب کا یہ حال دیکھ کر ہریشان خاطر ہو گیا۔ اُس مرد مسافر نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگرچہ یہ انسان اپنے کیف کردار کے باعث سے اس مصیبت مین مبتلا ہوا ہوگا لیکن شرط مردت مقضیٰ اسکی نہیں ہو کہ اُس کو اسی حالت گرفتاری مین چھوڑ دوں پس اُس نے ایک سی گڑھے مین لشکا دی پہلے بندر اُس سے لپٹ گیا مسافر نے اسکو کھینچ لیا دوسری بار پھر سی غار مین ڈالی تو اب کی مرتبہ سانپ لپٹ گیا اُس نے اسکو بھی باہر نکالا۔ تیسری بار شیر پنجہ سے سی پکڑتا ہوا چڑھ آیا جب کہ یہ تینوں جانور باہر نکلے تو اپنی اپنی زبان حال سے مسافر کو دعا مین دینے لگے اور شکر یہ بولا کہ اگر ہم سے ہو سکا تو ہم اِس احسان کا بدلہ ضرور دین گے **حَدَّثَنَا الْاِحْسَانُ لَا الْاِحْسَانِ** بندر نے کہا کہ مین اِس پہاڑ پر جو کہ شہر کے متصل ہو سکے گویا ہوں اگر آپ دہان قدم رنجہ فرمائیں گے تو مین ضرور حق خدمت ادا کرونگا شیر نے کہا کہ مین فلان صحرائ مین مقیم ہوں جو کہ فلان شہر کے اطراف مین واقع ہو اگر آپ دہان تکلیف فرمائیں گے تو مین شرائط نیاز مندی بجالانے مین دریغ نہ کرونگا۔ سانپ نے کہا کہ شہر کے قریب فلان مقام پر میرا سکن ہو اگر آپ کا کبھی اُس طرف گزر ہو تو مین بجا اور غمی خدمت سے قاصر نہ ہونگا لیکن فی الحال اِس نیکی کے بدلے مین تجکو نصیحت کرتا ہوں

کہ اس دھڑلے دھڑلے سے باہر نہ نکالنا اور نہ خطا اٹھاؤ گے اور بہت کھٹ افسوس ملو گے
 کیونکہ اس شخص کا اور چار سالہ چند ہی روز رہا اگر اس کے بشرے سے راستبازی اور آشنائی
 کے آثار زمین ظاہر ہوئے مریح نے اُنکا کہنا نہ مانا اور اُس سنار کو بھی گڈھے سے باہر نکالا۔
 سنار نے بعد بہت سی سپاسگذاری کے عرض کیا کہ اگر آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں گے
 تو مجھ کو نہایت عزت و توقیر حاصل ہوگی اور لوازم حق اخذ مت دل و جان سے بجا لاؤنگا مسافر
 نے کہا کہ میں نے اس قصد سے اپنا وطن چھوڑ کے سیاحی اختیار کی ہو کہ دنیا کی میرے نیک
 بدین تمیز کر سکوں اگر حیات مستعار باقی ہی تو پھر ملین گے اگر خدا لایا میں یہ اقرار کر کے
 سب سے رخصت ہوا اور آپ آگے چل کھلا اور ایک سال کی مدت میں اکثر اقطاع عالم
 کی سیر کر کے تین سو دینار سرخ اس نے پیدا کیے اُن کو یہ ہوئے یہ اپنے وطن کو واپس
 جاتا تھا کہ قریب شہر کے اس دامن کوہ کے نزدیک پہونچا جہاں کہ بندر کا مسکن تھا شام
 ہو گئی تھی یہ وہیں اتر پڑا رات کے وقت چور دن نے اس کا زرقند ب لٹ لیا اور اُس
 بیچارے کے ہاتھ پاؤں باندھ کھڑا سی غار میں ڈال دیا جو کہ شامہراہ سے فاصلہ پر تھا ناگاہ
 بندر کا اس طرف گزر ہوا اس نے پہچانا اور اپنے محسن کو گرفتار بلا دیکھ کر ازراہ ترحم دریافت
 حال کیا اور قید سبکی کاٹ کر اپنی جائے سکونت پر لے گیا جو خس و خاشاک وغیرہ سے مٹی
 مٹی اور میوہ تر و خشک بطور ماحضر پیشکش کیا اور کہا کہ آج یہیں قیام کیجیے تاکہ میں ہرنون
 کی سرگزشتانی کر کے مال گم گشتہ کے ملنے کی کوشش کروں بس بندر چور دن کی تلاش میں
 اُن کے پیروں کے نشان پر روانہ ہوا چور تمام ہات کے چلنے سے تھک کر ایک چشمہ کے
 کنارے اسباب رکھ کے سو رہا تھے قریب صبح بندر بھی وہاں جا پہونچا اور پستارے کو
 کھول کر دیوین کی تعمیلی نکال لی اور ایک گوشہ میں لے جا کے دوسو گھنٹی کر دیا اور دوبارہ چلے

باقی ماندہ اسباب کو اور کسی مقام پر پوشیدہ کر آ یا الغرض بندر نے مسافر کے اسباب کے علاوہ چور دن کا مال بھی اٹھا کر چھپا دیا اور آپ ایک درخت پر جا کر بیٹھ رہا کہ دیکھوں سرگزشت چور دن کی کیا ہوتی ہے۔ چو جب خواب غفلت سے بیدار ہوئے تو انھوں نے اپنے مال و اسباب کا کہیں پتہ نہ پایا نہ کوئی انسان و حیوان ان کو اس مقام پر دکھائی دیا آپس میں کہنے لگے کہ پرانے افسانہ گوئیوں نے جو جنات و پری زاد کے قصے بیان کیے ہیں شاید یہ دیرانہ مقام انھیں کا سکھ ہی یہاں سے جلد بھاگنا چاہتے ہیں چو راہی جان بچ جائے جان کر جنوں کی دہشت سے شہر کی طرف بھاگ گئے اب بندر بہت خوشی کے ساتھ مسافر کے پاس آیا اور اس مقام پر لے گیا جہاں کہ مال پوشیدہ کر آ یا تھا مسافر نے اپنا مال لے لیا اور جو اسباب کہ چور دن کا تھا وہیں چھوڑ دیا اور بندر کا نہایت شکر گزار ہو کر خدمت ہوا اور آگے کا رستہ لیا۔ ناگاہ اب مسافر کا گذر اُس صحرائے میں ہوا جہاں کہ شیر میقیم تھا شیر کو دیکھتے ہی مارے خوف کے زہرہ ان کا آب ہو گیا لیکن شیر نے ازراہ مہربانی ان کی تسکین کی اور کہا کہ خوف نہ کھاؤ میں وہی شیر ہوں جس پر تمہارا احسان ہو ابھی تک میری گردن سے وہ بار احسان اتر نہیں ہوئی اور میں بھول نہیں گیا ہوں آپ ایک لمحہ توقف فرمائیں تاکہ میں کچھ شرائط میں رہانی و خدمت گزار کی باحسن وجہ ادا کروں چنانچہ شیر چار دن طرف گشت لگاتا ہوا میوہ جات کی جستجو میں اُس باغ میں پہنچا جہاں پردہ کی راجہ کی بیٹی رہتی تھی۔ اسے دیکھا کہ شہزادی زیور موتیوں اور جواہرات کا مریض پہنے ہوئے لب عوض تنہا بیٹھی ہے بس شیر نے جاتے ہی ایک ہی طمانچہ میں اُسکا کام تمام کیا اور زیور بیش بہا لیکر وہ مسافر کے پاس آیا اور کہا کہ معاف فرمائیے گا اس وقت سوئے اسکے اور کوئی شوا از قسم فواکھات تیار نہیں ہوئی ورنہ حاضر خدمت کرتا۔ الغرض مسافر نے زیور خوشی خوشی لے لیا اور شہر کچاںب

رواۓ ہوا اپنے دل میں اس نے خیال کیا کہ جب غیر جنس درندہ جانور نے اس قدر فاداری کی اور طرح خاطر داری سے پیش آیا تو کیا عجب ہو کہ ہم جنس زرگر سے جب ملاقات ہوگی تو وہ میرے احسانات کا نعم البدل بعنوان شائستہ ادا کر دے گا اور اسکے ذریعہ سے میں اس زیور کو جو گنجینہ جواہر ہمارا ہو عمدہ قیمت پر فروخت کر سکوں گا اس خیال باطل سے وہ صبح کو شہر میں وارد ہوا بادشاہ زادی کی ہلاکت کا چرچا تمام شہر میں پھیلنا ہوا تھا اور تمام رعایا ہلایا ساکنان شہر سرسبز و مضطرب ہو کر در دولت مملکت کی جانب جا رہے تھے اور سارے بھی اس حال کی گفتیش کے لیے اپنی قیامگاہ سے باہر نکلا تھا کہ اثنائے مین اس مرد جہانگیرہ سے ملاقات ہوئی سارے نہایت گرجہ جوشی سے ملا اور بہت کشادہ پیشانی سے پیش آیا اور اپنے مکان پر لایا بعد ازاں سے مرسم مہمان نوازی تمام اپنا افسانہ مینوائی و پریشانی کا اس سے بیان کیا مسافر نے کہا کہ برا در کچھ تشویش نہ کرو اس زیور کو لو اور اسکو فروخت کر کے جس طرح کی احتیاج ہو اسے بے تکلف خرید کر لو اور ان رقمات میں سے جو چہ پسوز تم بیکار تصور کرو وہ مجھے دیدینا سارے جب زیور کو دیکھا تو فوراً پہچان گیا کہ یہ تو شہزادی کا زیور ہوا ہے ظاہر بعد خوشنودی کہا کہ اچھا میں اس زیور کو بہت قیمت پر فروخت کر دوں گا اور بقدر ضرورت آئین سے کچھ لیکر اپنا سرمایہ روزگار بنا لوں گا بس سارے زیور لیے ہوئے اپنے گھر سے باہر نکلا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر اس زیور کو بیچے ہوئے بادشاہ کے پاس چلا جاؤں اور اسکو دکھا کر شاہزادی کا قاتل شخص کو بتا دوں اور اسکو مقید کر دوں تو امید ہو کہ بادشاہ میری عفو و تعصیرات کر دے اور عہدہ جلیل عنایت فرمائے چنانچہ اپنے دل میں منصوبہ سوچ کر براہ راست بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ خانہ زاد نے شاہزادی کے قاتل کو بت ثبوت کے گرفتار کیا ہے میں حسب حکم بادشاہ کے سپاہیوں کو لے گیا اور مسافر کو لے گیا۔

زیور سمیت ماخوذ کر کے بادشاہ کے حضور میں حاضر کر دیا مریا ح نے جب سنا رکھی یہ ہوفانی
 دیکھی تو کہا کہ یہ بدلا میرے احسان کا ہو جو میں نے اسکے ساتھ کیا تھا۔ بادشاہ نے گمان
 کیا کہ شاید اپنی بریت جرم کے لیے اس قسم کی گفتگو کرتا ہو اور زیور بھی مزید ثبوت کے لیے
 دلیل کافی ہو پس یقینی ہی قاتل ہو پس اس نے حکم شہید کیا کہ آج اس مجرم کو ہر کوچہ و
 بازار شہر میں پھرا کر باجولان کیا جائے کل اسکو قصاص کا حکم دیا جائے گا اور اپنی اعمال پر
 اس کے پاداش میں نرے موت کا مستوجب ہو گا قصداً اسی سانپ بھی پھرتا پھرتا اس طرف آکھلا
 دیکھا کہ مرد مسافر جس نے مجھ پر احسان کیا تھا گرفتار بلا ہو گیا ہی میرا کہنا نہ مانا آخر کو وہی
 خرابی پیش آئی جسکا گمان تھا یہ مسافر پر بکتا جھکتا ہوا ملاست کنان قریب آیا مسافرنے
 کہا کہ اب برا بھلا کہنے سے تو کچھ حاصل نہو گا بان اگر کوئی تدبیر میری رہائی کی ہو سکتی ہو تو
 کرو اور ایسے وقت بد میں میری جان بچاؤ۔ سانپ نے کہا کہ میں نے جاکر بادشاہ کی دلدہ
 کو کاٹا ہو اور تمام شہر کے اطباء اسکے علاج سے عاجز ہو کر بیٹھ رہے ہیں تو اس بوٹی کو لے اور
 بادشاہ کے پاس جب جانا تو پہلے اپنی کل سرگزشت بیان کر دینا بعد ازاں اس بوٹی کو بادشاہ
 کی مان کو کھلا دینا کیسا عجب ہو کہ بادشاہ خوش ہو کر اسکے معاوضہ میں تیری جان بخشی
 کر دے جبوقت کہ بادشاہ ان کے بالین پر بیٹھا ہوا بیٹی کے غم میں اور مان کو ساپ کے کاٹنے
 کے صدمہ سے رنج و فکر میں مبتلا تھا سانپ نے اپنی سوراخ سے باہر نکلا کہ آؤ دی کہ علاج
 مار گزیدہ کا اس بے گناہ کے پاس موجود ہو جو پانچ ہر حالات میں مقید ہو بادشاہ نے ملازمت
 سے کہا کہ دیکھنا کوٹھے پر کون ہو ہر چند لوگوں نے تلاش کیا مگر کسی کا پتہ نہ آیا جس سے
 بادشاہ کو یقین ہو کہ بیشک یہ سروس غیبی کی صدا تھی پس مسافر کو مجلس سے بلا کر حاضر
 کیا اور مار گزیدہ کی دوا کے لیے اس سے خواہش کی مسافرنے کہا کہ علاج اس زہر کا میرے

پاس موجود ہی لیکن پہلے میری پریشانی کا حال بادشاہ سلامت سماعت فرمالین
 کیونکہ میری سرگزشت عجیب و غریب ہو بعد ازاں میں مارگزیده کی دوا حاضر کر دوں گا
 پس بادشاہ نے اس کو اپنے حضور میں طلب کیا اور تمام قصہ دوا انگیز اس کا سماعت
 فرمایا ابتدا سے انتہا تک جو کچھ سوانحات اس مرویہ ساح پر گزرتے تھے اور پرستجا بلور
 جو اسکی چشم عجب بین کے معائنہ میں آئے تھے سب مشروح اور مفصل بیان کیے بادشاہ کو
 اس کی تقریر فصاحت آمیز اور ہفت غیبی کی صدا سے تعجب انگیز سے اسکی استیانی کی
 صداقت ہو گئی بعد ازاں مسافر نے بوٹی نکالی اور دودھ میں گھول کر مار بادشاہ کو پلا دی
 حلق سے اترتے ہی اسکو شفا حاصل ہوئی بادشاہ نے مسافر کو خلعت پیش بہا اور انعام فرما
 سے شخص کو از فرمایا اور سار مردم آئنا در محسن کش کو دار پر چڑھانے کا حکم دیا اور آخر کار وہ
 اپنے کردار مکافات کو پہنچا۔ سچ ہو

اس دار مکافات میں سن دی غافل
 بیدار کرے گا آج کل پاسے گا

باب چودھواں

انقلاب روزگار پر التفات نہ کرنے کے بیان میں

لاے دہلیم نے یہ داستان سن کر حکیم روشن راے و دانائے فرست پیراے سے کہا
 کہ اب میری استدعا یہ ہے کہ آپ اس امر میں کچھ تقریر فرمائیں کہ اکثر عاقل و سخی لوگ

کیونکہ گرفتار رنج و الم اور زخمی تیغ ستم ہو جایا کرتے ہیں اور جاہل و تنگ دل کس باعث سے بعیش و عشرت نہ مذگانی بسر کرتے ہیں۔ برہمن دانش آموز نے جواب دیا کہ وہی انسان برگزیدہ خلائق ہی جو کارخانہ قضا و قدر میں کچھ مداخلت نہیں کرتا ہر کام کو سزا آئی سے وابستہ جانتا ہو تدبیر کو مقدم تقدیر پر نہیں سمجھتا جیسا کہ ایک شہزادہ نے شہر سطور کے دھماکے پر یہ عبارت لکھوا دی تھی کہ اسباب اور وسائل ظاہری ناسخ کے ذریعے جتنی دن وقعت و غفلت نہیں رکھتے اور شیل اس کی ایک دلچسپ داستان کے ساتھ نہایت موزون ہی رائے نے دریافت کیا کہ وہ کس طرح برہمی برہمن دانشور نے گوہر آبدار سخن کو درج دہانے کا لکھ دیون تقریر کرنا آغاز کیا کہ۔

حکایت شاہ یرنان دوفرزند جگر پیوند رکھتا تھا جو نہایت خوبصورت اوصاف ظاہری اور سیرت باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے جب کہ اس بادشاہ کو پیغام اجل پہونچا تو بڑے بھائی نے اپنی چرب زبانی اور شیرین کلامی سے اس کا نسلطنت کو مسح کر کے اپنی طرف مائل کر لیا اور تخت سلطنت پر رونق بخش ہوا چھوٹے بھائی کے دل میں یہ خیال شکمن ہوا کہ ایسا ننو بھپھر کوئی شخص حملہ آور ہو کہ ہلاک کر دے عزم سفر کیا اور یکہ و تنہا بنفس نفیس بے زاد و واسطہ ساف دور دراز طو کرنے لگا ناگاہ ایک جوان حسین قبول صورت بھی اس شہزادہ کے ہمراہ ہولیا جو گردش زمانہ ناہنجار سے عازم سفر ہوا تھا شہزادہ اس جہان رعنا کی ہمراہی سے بہت خوش ہوا اور نہایت شگفتگی خاطر سے دونوں قطع راہ کرنے لگے۔ دوسری منزل میں ایک سوداگر جہہ نہایت ذکی و خردمند جس نے حنا مانا ترک کر کے صعوبت سفر اختیار کی تھی ان دو ٹون سے آکر ملاقی ہوا اس نے بھی محبت پسند کی تیسری منزل میں ایک پسند دہقان جو فن زراعت کا بڑا ماہر اور کشاورزی میں

پاس موجود ہو لیکن پہلے میری پریشانی کا حال بادشاہ سلامت سماعت فرما لیں
 کیونکہ میری سرگذشت عجیب و غریب ہو بعد ازاں میں مار گزیدہ کی دوا حاضر کر دوں گا
 پس بادشاہ نے اس کو اپنے حضور میں طلب کیا اور تمام قصہ دوا انگیز اس کا سماعت
 فرمایا ابتدا سے انتہا تک جو کچھ سوانحیات اس مرویہ ساح پر گزرتے تھے اور پرستجا بلوہ
 جو اسکی چشم عجب بین کے معائنہ میں آئے تھے سب مشروح اور مفصل بیان کیے بادشاہ کو
 اس کی تقریر فصاحت آمیز اور ہفت غیبی کی صدا سے تعجب انگیز سے اسکی است بیانی کی
 صداقت ہو گئی بعد ازاں مسافر نے بوٹی نکالی اور دودھ میں گھول کر مادر بادشاہ کو پلا دی
 حلق سے اترتے ہی اسکو شفا حاصل ہوئی بادشاہ نے مسافر کو خلعت پیش بہا اور انعام فرما
 سے شخص کو از فرمایا اور سنار مردم آزار محسن کش کو دار پر چڑھانے کا حکم دیا اور آخر کار وہ
 اپنے کردار مکافات کو پہنچا۔ سچ ہو

اس دار مکافات میں سن ای غافل
 بیدا کرے گا آج کل پائے گا

باب چودھواں

انقلاب روزگار پر التفات نہ کرنے کے بیان میں

لاہ دہلیم نے یہ داستان سن کہ حکیم روشن راہ و دانائے فرست پیرا سے کہا
 کہ اب میری استدعا یہ ہے کہ آپ اس امر میں کچھ تقریر فرمائیں کہ اکثر عاقل و دہشی لوگ

کیونکہ گرفتار رنج و اہم اور زخمی تیغ ستم ہو جایا کرتے ہیں اور جاہل و تنگ دل کس باعث سے بعیش و عشرت زندگانی بسر کرتے ہیں۔ برہمن دانش آموز نے جواب دیا کہ وہی انسان بگزیدہ خلافت ہی جو کارخانہ قضا و قدر میں کچھ مداخلت نہیں کرتا ہر کام کو سزا آئی سے وابستہ جانتا ہو تدبیر کو مقدم تقدیر پر نہیں سمجھتا جیسا کہ ایک شہزادہ نے شہرِ منظر کے حوالہ سے یہ عبارت لکھوا دی تھی کہ اسباب اور وسائل ظاہری ناسخ کے ذریعے چھپان و محنت و غفلت نہیں رکھتے اور شیل اس کی ایک دلچسپ داستان کے ساتھ نہایت موزون ہی رائے نے دریافت کیا کہ وہ کس طرح برہمن دانشور نے گوہر آبدار سخن کو درج دہا نکال کر یوں تقریر کرنا آغاز کیا کہ۔

حکایت شاہ یونان دوفرزند جگر پیوند رکھتا تھا جو نہایت خوبصورت اوصاف ظاہری اور سیرت باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے جب کہ اس بادشاہ کو پیغام اجل پہونچا تو بڑے بھائی نے اپنی چرب زبانی اور شیرین کلامی سے ارکان سلطنت کو مسح کر کے اپنی طرف مائل کر لیا اور تخت سلطنت پر رونق بخش ہوا چھوٹے بھائی کے دل میں یہ خیال شکن ہو کہ ایسا نہو مجھ پر کوئی شخص حملہ آور ہو کہ ہلاک کر دے عزم سفر کیا اور یکہ و تنہا بنفس نفیس بے زاد و واسطہ ساف و دراز طو کر کے لگا ناگاہ ایک جوان حسین قبول صورت بھی اس شہزادہ کے ہمراہ ہولیا جو گردش زمانہ ناہنجار سے عازم سفر ہوا تھا شہزادہ اس جوان رعنا کی ہمراہی سے بہت خوش ہوا اور نہایت شگفتگی خاطر سے دونوں قطع راہ کرنے لگے۔ دوسری منزل میں ایک سوداگر بچہ نہایت ذکی و خردمند جس نے حاتمیان ترک کر کے صعوبت سفر اختیار کی تھی ان دونوں سے آکر ملاقی ہوا اس نے بھی محبت پسند کی تیسری منزل میں ایک پسند ہقان جو فنِ زراعت کا بڑا ماہر اور کشاورزی میں

کامل تھا ان تینوں مسافروں کی مصاحبت میں شامل ہو واجب کہ یہ چاروں ہمدرد و ہم خیال
 مل گئے تو سفر کی صعوبات عزیز و اقارب کی مفارقت چندان دشوار معلوم نہ ہوئی نہایت
 خوش دلی سے قطع منازل و طوِی مراحل کرنے لگے القصر دور و دراز مسافت طوِی کر کے شہر
 نسطور میں داخل ہوئے اور حوالی شہر میں آسائش و آرام کے لیے ایک عمدہ مقام تجویز
 کر کے استقامت اختیار کی۔ ان چاروں کے پاس کچھ سامانِ معدودہ و شایعہ محتاج ضروری
 کا باقی نہ رہا تھا کہ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اب وہ وقت آ پہنچا ہے اور مقتضی
 اس کا ہے کہ ہر ایک اپنا ہنر دکھائے اور محنت و مشقت سے نعمت حاصل کرنے کی کوشش
 کرے تاکہ چند روز اطمینان کے ساتھ اس شہر میں اوقات بسر کرے۔ شہزادہ نے کہا کہ
 کل امور دنیوی تقدیر الہی کے ساتھ وابستہ ہیں انسان ضعیف البنیان کی جدوجہد سے
 انصرام نہیں پاسکتے پس عاقل کو مناسب ہے کہ خواہشات نفسانی اور امور دنیا کی
 خواستگاری میں چند ان کو شش و فکر نہ کرے کارخانہ قضا و قدر پر پورا بھروسہ رکھے
 خوب صورت جوان نے کہا کہ دولت زر حاصل کرنے کے لیے حسن صورت ایک عمدہ ذریعہ
 ہے جس جگہ کہ جیم جال جلوہ افروز ہوتا ہے وہاں مال کی کمی نہ ہونا ظن غالب ہے سوداگرچہ
 بولاکہ سرمایہ حسن و جمال معاملات دنیوی کے بازار میں دیر تک قیام نہیں کر سکتا
 حقوڑے ہی زمانہ میں اصل سرمایہ و سود میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا یعنی بہت جلد
 اُس کو زوال ہو جاتا ہے حصول دولت کے واسطے کارشناسی اور معاملہ فہمی کا وسیلہ بہت ہی
 فائدہ مند ہے دہشتان زادہ نے کہا کہ عقل اور تدبیر سے ہر وقت اور ہر جگہ کام نہیں
 نکلتا میں نے اکثر دیکھا ہے کہ بہت سے اہل خرد و زامدہ اور ناکام رہتے ہیں اور نادان
 کامیاب و فاضل المرام ہو جاتے ہیں بلکہ کسب و ہنر کی برکت سے انسان دولت مند ہوتا ہے

جب شاہزادہ کے کلام کی مکہ زوبت آئی تو اُس نے کہا کہ میں تو اپنے اُسی عقیدہ پر قائم ہوں جو کہ ابھی بیان کیا تھا اور تم دوستوں کی باتیں بھی لائق تسلیم اور بجا ہیں ہرگز میں اُن سے منحرف نہیں ہوں لیکن میرا مقصد اُن سے یہ ہو کہ ہم باہر سلسلہ قضا و قدر میں حکم الہی کے مطیع اور تسلیم و رضا پر گردن خم کیے ہوئے پیشانی خط تقویر پر رکھ کر حکم الہی کے منظر رہتے ہیں جس نے ہم کو خاک سے پیدا کیا اُسے سامانِ دوزی پہلے مہیا کر لیا ہو سمیت

عسم روزی مخور بہ ہم مزین ذراق دفتر
کہ پیش از طفل یزدیر کند بیتان مادر

جس طرح کہ اُس بیروہقان نے اپنا کام مرضی الہی کے اعتماد پر سپرد کیا تھا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی دلی مراد پر کامیاب ہو گیا تینوں رفیقوں نے پوچھا کہ اُسکا قصہ کس عنوان سے ہو شاہزادہ نے کہا کہ -

حکایت ایک دہقان کی آمدنی مصارف سے زائد تھی تھوڑے ہی زمانہ میں تین سو دینار خرچ اُس نے جمع کر لیے اور یہ ورد تھا کہ ہر روز دینار دن کی بھری تھیلی کو پیش نظر رکھتا تھا اور اُن کو شمار کر کے دل اُس کا فرحناک اور بشاس ہو جاتا تھا ایک دن حسبِ معمول دینار دن کو گینکر تھیلی میں رکھتا تھا کہ اس اثنا میں دغا زے پر کسی کے پائوں کی آہٹ معلوم ہوئی دہقان نے اس خوف سے کہ مبادا اس کیفیت سے کوئی واقف ہو جائے اس اندیشہ سے اشرافیوں کی تھیلی کو ایک گڑھے میں ڈال دیا اور باہر آکر اس دوست کے ساتھ کسی کام کی ضرورت سے ایک قصبہ میں چلا گیا اور جاتے وقت اپنی الجھانے سے کہتا گیا کہ کھانا لھیا کر رکھنا دہقان تو دھروانہ ہوا اور غور سے

کھانا پکانے کا بند و بست کرنا چاہا لیکن جب کہ اُس نے گھر سے کو پانی سے خالی پایا تو اُسکو
 گھر سے باہر لائی اور انتظار کرنے لگی کہ کوئی شناسا نظر آئے تو اُس سے پانی منگو اون
 قضا را اُس قریہ میں ایک قصاب شہر سے گائین خریدنے کی غرض سے آیا ہوا تھا وہ گایوں
 کو پیسے ہوئے دھقان کے مکان کے سامنے سے گذرا دھقان کی عورت اس قصاب کو
 خوب پہچانتی تھی اُس سے پکار کے کہا کہ ازراہ مہربانی تکلیف کر کے ایک گھڑا پانی کا مجھے
 لا دے قصاب نے منظور کیا اور عورت نے وہی سبوحہ جس میں اشرفیان دھقان نے
 جلدی میں ڈال دی تھیں پانی کے لیے قصاب کو اٹھا دیا قصاب نے گھڑا اٹھا لیا اور
 کندھے پر رکھ کر کنوین کی طرف چلا راستے میں گھڑا جو ہلّا اُس کی حرکت سے اس کو معلوم
 ہوا کہ گھر سے مین کوئی چیز ہی گھڑا کا ندھے سے اُتار کر جو دیکھا تو اُس میں اشرفیوں کی
 تھیلی پائی یہ نہایت خوش ہوا اور تھیلی صاف اڑالی دل میں خیال کرنے لگا کہ ان بناروں
 کو فضول خرچی میں صرف نہ کرنا چاہیے اور نہ اپنے پیشہ کو ترک کیا جائے الغرض وہ پانی کا
 لانا بھی اس نعمت غیر متبصر کی خوشی میں بھول گیا اور اپنے گھر کی راہ لی اور اس مال سے
 اُس نے چند فربہ اور قوی گائین خریدیں جب گائون کے باہر قدم رکھا تو اُس کے دل
 میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اس قدر روپیہ جو اس وقت میرے قبضہ میں ہو کہین غارت گم
 ہو جیو لوٹ نہ لیں دیکھیے کیونکہ اُن کے ہاتھ سے بچ سکتے ہوں اگر کسی مقام پر ان کو دفن
 کر دیتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہو کہ ہمارا نشان بھول نہ جاؤں اور اگر کسی کے پاس بطور
 امانت پر رکھتا ہوں تو کون میرا دست ایسا اماندار ہو کہ بھر مجھے واپس دے دیکھا۔ ان
 سب امور پر نظر کر کے یہ نسب دادلی ہو کہ کسی حکمت عملی سے اس تھیلی کو گاسے کے حلق
 میں اتار دوں یہ تجویز سوچ کر قصاب نے اس بیچاری گاسے کو اس بلا میں مبتلا کیا اور

اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا قصار لاشنا راہ میں اس کا بیٹا مل گیا اُس نے چند کاموں کے لیے جو اُسے درپیش ہوئے تھے باپ سے کہا قصاب اُن امور کے سرانجام کرنے کو بھجھ قریح کی طرف پلٹا اور گائے کو اپنے پیسر کے حوالہ کر دیا لیکن اس نے اشرفیون کا ذکر کچھ لڑکے سے کیا تھا اس عرصہ میں دہقان نے اپنے دوست کے قریہ کو واپس آ رہا تھا اس نے نذران رکھی تھی اور بدت سے یہ منت مانی تھی کہ ایک فرجہ اور تو انا گائے جو مل جائے تو راہ خدا میں اُسے قربانی کروں جب کہ اس نے اس گائے کو موٹا تازہ دیکھا تو اُس نے مول لینے کی خواہش کی اور جب قدر قیمت قصاب کے لڑکے نے مانگی اُس سے زیادہ دے کر گائے کو اپنے گھر لایا اب اسکو اشرفیون کی تھیلی یا وائی اس نے ارادہ کیا کہ اسکو گھرے میں سے نکال کر اور کسی محفوظ جگہ میں رکھ دوں ہر چند اسے گھرے میں تلاش کیا لیکن کہیں اُس کا پتہ نہ پایا بی بی سے دریافت کیا کہ گھڑا کیا ہوا عورت نے کل کیفیت بیان کی دہقان نے خیال کیا کہ سوکا مرضی آہی کے اور چارہ کار کیا ہو سکتا ہی پس وہ سنگ صبر سینہ پر رکھ کر خاموش ہو گیا اور بجز تسلیم و رضا کے اور کوئی تدبیر اسکے ذہن میں نہ آئی۔ بعد ازاں گائے فوج کی گئی اور آلائش اُس کے شکم سے صاف کرنے کے لیے پیٹ چاک کیا تو تھیلی اشرفیون کی اُس میں سے نکل آئی۔ دہقان شادی مرگ کی حالت میں فطر مسرت سے بیہوش ہو گیا جب کہ سید غش سے افاقہ ہوا تو اُس نے تھیلی کو دھو کر اشرفیان اُس میں سے نکالیں اور بار بار آنکھوں سے تھیلی کو لگاتا اور بوسے دیتا تھا اور دل میں اپنے اسے مصمم ارادہ کر لیا کہ آئندہ اس تھیلی کو اپنی کمر کے سوا (اور کسی مقام پر نہ رکھوں گا پس اُس دن سے دہقان اشرفیون کو اپنی کمر سے جدا نہ کرتا تھا اسکی زوجہ اکثر کہا کرتی تھی کہ یہ فعل تو بالکل طریقہ توکل کے برخلاف ہو دہقان اُس کے جواب میں کہتا کہ جو عورت دنیا عالم اسباب ہو

اس میں تدبیر اور وسیلہ شرط ہی سوائے اسکے اور کوئی کام مفید مطلب نہیں ہوتا ظاہری اعتبار سے اپنے سرمایہ کی حفاظت کرنا ضروریات سے ہی اور بنظر باطن کل امور کو توکل کے سپرد کرنا بہت مناسب اور پسندیدہ ہی۔ عورت یہ کلام شوہر کا سن کے خاموش ہو رہتی ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ دہقان نہانے کی ضرورت سے چشمے پر گیا اور تھیلی کمر سے کھول کر کنارہ آب پر رکھ دی اور چشمہ میں غوطہ لگا یا جب غسل سے فارغ ہوا تو کپڑے ہینکر لے آیا ہی ہو تھیلی کا اٹھانا خیال سے اتر گیا حسب اتفاق ایک چرواہا اپنی موٹی کو پانی پلانے کے لیے صوب آب آیا اور ایک تھیلی چشمے کے کنارے پر رکھی ہوئی دیکھی فوراً اسے تھیلی اٹھالی اور نہایت خوش و مسرور تھیلی یہ ہمسے گھر آیا تھیلی کھول کر اشرفیان گنیں تو پوری سو تھیں اسے اپنے دل میں تصور کیا کہ یہ تین سو اشرفیوں کے بزرگ ہیں اگر ان میں سے کچھ بھی مصروف میں لاؤں گا تو تعداد میں کمی ہو جائے گی اور شاید کہ پھر ان کے پورے ہونے میں دشواری ہو اس نظر سے لائق لازم یہ ہو کہ ان اشرفیوں کو اپنی غریبی اور محتاجی کے وقت کے لیے بجنسہ ہینے دون پس اس سادہ لوح نے کسی مقام پر اشرفیوں کو پوشیدہ طور پر محفوظ رکھ دیا اور کسی سے اس کا تذکرہ درمیان میں نہ لایا اور معمول کے موافق اپنی گھر بانی میں مصروف رہا جب دہقان نہا دھو کر اپنے گھر پہنچا اور اسکو تھیلی یاد آئی تو بادل غلین اور خاطر حزن چشمہ پر آکر چاروں طرف تلاش کرنے لگا کہ میں اسکا پتہ نہ لانا آخر کار لاچار ہو کر بحالت مایوسی دیریشانی گھر میں واپس آیا اور کل حال پست کنہہ ابتدا سے انتہا تک عیال اطفال سے کہنا شروع کیا عورت نے اسکو بہت لعنت و ملامت کی اور کہا کہ تو نے اس مال کے فراہم کرنے میں کس درجہ غفلت و کوشش کی تھی اور بخل و تنگدلی سے ہماری معیشت میں تلخی و تکلیف جائز رکھی تھی آخر اب

اشک خونین دیدہ خونچکان سے بہاتا ہی اور اُس کی حسرت میں اٹھ اٹھ آنسو روتا ہی
 دہقان نے زوجہ سے کہا کہ بیشک تیر طعن و تشنیع بہت درست و بجا ہی افسوس افسوس
 کہ میں نہ رکی فرماؤں میں ایسا منہمک ہوا اور فضول سعی و کوشش میں رانگان وقت صرف
 کیا اور تکلیف پر مصارف اہل و عیال کی کچھ خیال نہ کیا یہ سب باتیں بیکار ہوئیں اور کوئی
 نتیجہ نیکاط ہر نہ ہوا وہ سب اہل تلفت ہو گیا اور کچھ حظ نفس اس سے ملانہ کا زہر میں صرف
 ہوا اب میں نے عہد کر لیا ہے کہ کبھی روپیہ پیسہ جمع نہ کروں گا جو کچھ میسر ہوگا عیال و اطفال
 میں خرچ کر دوں گا عسرت و تنگدستی ان کی روانہ رکھوں گا بس بخور ہو کر اسے نکل اختیار
 کیا اور اپنے کل مور کو کارساق حقیقی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ ادھر چہرہ اسے کا حال سننے کہ
 اشرفیوں کی تھیلی بغل میں دبا ہے ہوئے بکریاں چرا کر رہا تھا ایک روز قریب ایک چاہ
 کے کھڑا تھا کہ چند سوار اسکو دور سے آتے ہوئے نظر پڑے چہرہ اسے کے دل میں یہ خطرہ پیدا
 ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ سوار مجھ سے اشرفیان چھین لیں اسے اس خوف سے تھیلی کو کنوئین میں
 ڈال دیا ورنہ وقت ملتے تھے آفتاب غروب ہو گیا تھا وہ بکریوں کو پیے ہوئے اپنے گھر
 چلا گیا۔ اتفاقات زمانہ سے اسکے جانے کے بعد اس دہقان کا گزر اس کنوئین پر ہوا اُتوت
 ہوا بہت تیز و تند چل رہی تھی اسکی پگڑی اڑنے کے کنوئین میں جا پڑی اور پانی میں غرق
 ہو گئی دہقان آہستہ آہستہ کنوئین میں اتر لا اور غوطہ مار کے دستار کو ٹٹونے لگا کہ ناگاہ وہی
 تھیلی اشرفیوں کی اسکے ہاتھ میں آگئی شکر کارساق حقیقی بجالایا اور درگاہ قاضی احاجات
 و مسبلہ لا سباب میں سپاس گزاری کی اب اشرفیان جو شمار کین تو وہی پوری تین سو تھین
 شادان و فرحان مکان پر آیا اور بی بی سے کہا کہ دیکھ خداوند تعالیٰ نے مجھ کو اس قدر اشرفیان انہ
 غیب سے مرحمت فرمائیں ہیں کہ جہدِ گرم ہوئی تھیں پس بموجب اپنے عہد و میثاق کے

ان کو خرچ کرتا رہا اور اپنے لڑکوں بالوں کو نہایت عیش و آرام سے رکھنے لگا۔ دھر جب
چرواہا بکریوں کی نگہداشت سے فارغ ہوا تو راست ہی کو یہ کنوئین پر پہنچا اور اگرچہ چند
اشرفیوں کی تھیلی تلاش کی کہیں نہ پائی سب اتفاقاً دھقان کے مکان کی جانب سے اسکا
گزر ہوا دھقان نے اسے بلا کر اپنا مہمان کیا جیسا کل و شرب کے فراغت ہوئی تو دونوں باہم
گفتگو کرنے لگے چرواہے نے اپنی کیفیت بیان کرنا شروع کی اور اثناء کلام میں بار بار چشم پر غم
ہو جاتا تھا دھقان نے سبب بدیدہ ہونے کا دریافت کیا چرواہے نے آہ سردوں پر درد
سے کھینچ کر کہا کہ کیونکر دیدہ خونبار سے انشاک حسرت نہ بہاؤں اور با خاطر خزینہ نل غمگین
کیونکر گریہ و بکا نہ کروں کہ میں خدا کی دین سے تین سو اشرفیوں کا مالک ہو گیا تھا اور
انھیں کو میں اپنی حیات کا سرمایہ سمجھے ہوئے تھا فلان دن چند سواروں کے خوف سے
فلان کنوئین میں اس تھیلی کو پھینک دیا تھا دوسرے وقت جا کر جب اُن کو تلاش کیا تو
کہیں پتہ نہ پایا۔ دھقان نے یہ داستان پرالم سنی تو مغوم ہو کر اٹھا اور اپنی بی بی سے کہا کہ
اس لڑکے کو میں مال حلال سمجھے ہوئے تھا اور دست تصرف دراز کر کے بیدار رہنے اسکو خرچ
کرتا رہا لیکن اب معلوم ہوا کہ اس مال کا وارث یہ مہمان ہی لہذا بہتر ہے کہ جب قدر اشرفیوں
اب باقی ہیں وہ اس مہمان کی نذر کر دین اور اس راز کو مخفی رکھوں تاکہ اسکا دل ملول نہ ہو
عورت نے اسکی رائے سے اتفاق ظاہر کیا اور کہا کہ حق کو قدر تک پہنچا دینا اور طریق مہر
و توکل پر قدم رکھنا بہت ہی اولیٰ ہے اور اس تسلیم و رضا سے اتنی کمی برکت سے مسبب الاسباب
ہمکو اسکا نعم البدل عنایت کرے گا چنانچہ دھقان نے سو اشرفیاں جو باقی تھیں ہدیہ کے
طور پر چرواہے کے سامنے رکھ دیں چرواہا نہایت ممنون و مشکور ہوا اور اشرفیوں کو اٹھا کر
اپنے دل میں خیال کرنے لگا کہ یہ دولت و زکر کا مقدمہ ہی امید ہے کہ دوسو جو باقی ہیں بھی

مل جائیں گی اب ان سو کو تو لو اور بہت حفاظت سے رکھو تاکہ دوبارہ اطلح کے رنج و غم میں
 گرفتاری نہویں ایک موٹی لکڑی جس میں اندر سے کیس قدر رخول تھا اُسے چیر کر اس میں اشرفیاء
 رکھ دیں اور اُسی سے بکریاں چرایا کرتا تھا تاکہ کوئی شناخت نہ کر سکے ایک دن ایک نہر عین کے
 کنارے کھڑا تھا کہ وہ چوبدست نہر میں گر پڑی ہر چند اس نے کوشش کی کہ لکڑی پاوے
 مگر وہ کسی طرح مل سکی اتفاقاً وہی دہقان نہر کے کنارہ پر ایک جگہ غسل کر رہا تھا کہ اس نے
 دور سے لکڑی دیکھی جو ظالم سوار سے اسی کی طرف بہتی چلی آتی تھی آتے آتے وہ لکڑی مل سکے
 پاس آگئی دہقان نے لکڑی اٹھالی اور نہا کر اپنے سکا بنر چلا گیا اسکی عورت اسوقت روٹی
 پکا رہی تھی اور انڈھن کم ہو گیا تھا اسلئے دہقان نے اس لکڑی کو چیر ڈالا تاکہ روٹی پک جائے
 دیکھتا کیا ہو کہ اُس میں اشرفیاء ہیں اُسے نہا کر کیا تو پوری سوت اور مین تھیں
 شکر خلاق عالم بجالایا اور حسبِ قرار داد و عہد اسے دستِ کرم کشادہ کیا بعد چند روز کے چرواہا
 پھر دہقان کے مکان پر آیا بہ نسبت پہلے کے اسکا حال زیادہ اتر چکا تھا اٹنا و گنتا کو میں دہقان سے
 چرواہے نے اپنی لکڑی کے بے جانے کا حال اور سوا اشرفیاء کا تذکرہ بیان کیا دہقان نے پوچھا کہ
 صحیح طور پر بیان کر کہ پہلے جو تیرے پاس سے اشرفیاء گم ہو گئی تھیں وہ جھکو کیونکر ملی تھیں اور
 کس طرح جمع کی تھیں چرواہے نے دہقان کو اصل حال سے سن و سن مطلع کر دیا کہ فلاں وقت فلاں
 چشمے پر تھیلی ملی تھی جس میں تین سوا اشرفیاء تھیں اور یہ سوا اشرفیاء خود تم نے جھکو دی تھیں دہقان
 نے مسکرا کر کہا کہ اچھا چرواہے اس تھیلی کو چشمہ پر مین ہی بھول آیا تھا اور کنوین سے بھی مین ہی
 نے نکالی تھیں جس میں سے خرچ کر کے سوا اشرفیاء جو اُس وقت باقی رہ گئی تھیں
 تجھے دیدی تھیں اور پھر وہ تیری لاٹھی جس میں تونے سوا اشرفیاء رکھی تھیں وہ
 بھی مجھ کو نہر کے کنارے بہتی ہوئی ملی تھی جن کو ابھی تک میں خرچ کر رہا ہوں چرواہے کو

شکر نہایت حیرت ہوئی کہنے لگا کہ اس عجیب کیفیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی روزی کو دوسرا شخص ہرگز نہ کھا نہیں سکتا ہو۔ چھل اس داستان کا یہ ہو کہ آپ سب صاحب منزل قنات اور دائرہ توکل سے باہر اپنا قدم نہ رکھیں کیونکہ خداوند تعالیٰ رزاق حقیقی ہو وہ بغیر روزی کے کسی کو کچھ نہیں دیتا فرد۔

چمنان بہن خوان کرم گستر
کہ سیر مرغ رزاق قسمت خورد

الحاصل وہ دن اسی قیل وقال میں تمام ہو گیا دوسرے روز ہنگام سحر دمقان بجی اٹھا اور کہا کہ تم لوگ آرام سے بلجعی تمام بیٹھے رہو تاکہ میں اپنا تخم ہنر بون اور اسکے منہ سے آپ سب احباب کو فائدہ حاصل ہو جب کہ تم لوگوں پرست ماندگی سفر کی دور ہو جاگی تو پھر ہر شخص اپنے اپنے طریقہ پر مایحتاج کی فکر کرے گا کیونکہ یہ عالم اسباب ہو اور توکل کرنا ہر مقام پر بیکار ہو چنانچہ اسکے دستوں نے بھی اس تجویز کو پسند کیا پس ازان دمقان زادہ شہرین آیا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ آج کل اس شہر میں کس چیز کی زیادہ خواہش ہو لوگوں نے کہا کہ فی الحال یہاں لکڑی بہت گران ہو دو گنٹے ہنرم کے یہاں دس کو بکتے ہیں دمقان زادہ نے فی الفور جنگل کا رخ کیا اور دو گنٹے لکڑیوں کے جمع کر کے شہر میں باندھ لایا اور دس درم کو فروخت کیے اور لوازمات طعام اسکی قیمت سے خرید کر کے دستوں کے سامنے لاکر رکھ دیے جب ہ شہر میں آنے لگا تھا تو شہر کے دروازے پر لکھا یا تھا کہ ایک روز کی محنت کا نتیجہ دس درم ہو۔ الفصد اس روز رب ستون نے بہت خوشی کے ساتھ کھانے پینے سے فراغت حاصل کی دوسرے دن خوبصورت شخص سے کہا کہ آج تم اپنے حسن و جمال کے ذریعہ سے کچھ قوت لایموت پیدا

کر کے لاؤ تاکہ ضروریات خورد و نوش سے اطمینان ہو جو ان اٹھا اور شہر کی طرٹ کچھ تدبیر
سوچتا ہوا روانہ ہوا اسنے اپنے ذہن میں تصور کیا کہ مجھے کوئی ہنر تو آتا نہیں ہی اور
میں بے حصول مقصد ناکام واپس چلا آتا بھی معیوب جانتا ہوں پھر مجھے کیا کرنا مناسب
ہی اسی فکر میں وہ غلطان بچپان شہر میں داخل ہوا اور ایک کوچہ میں فکر مند ہو کر بیٹھ گیا
ناگمان ایک حسین عورت کا جو تمول بھی اسی طرف گزر ہوا اسکے حسن بے مثال کو دیکھ کر
والہ و شیدا ہو گئی اسنے اپنی کینز کو بھیجا اور کہد یا کہ ایسی کوئی تہ میر کہ کہ اس جوان کو
دام بین لاکر میرے پاس لے آئیں جو اس ماہر کے پاس آئی اور اسنے کہا کہ ای جوان
ہمارے بی بی نے بعد اظہار مراد ہمیں نیاز مندی کہا ہو کہ ظاہر اتم اس شہر میں مسافرانہ وارد
ہوے ہو اور اکثر مسافر پائیکستہ و خاطر افسردہ ہوا کرتے ہیں اور تمھارے بشرے سے بھی
آثار سراستگی ظاہر ہوتے ہیں میرا مکان نہایت راحت بخش و فرحت انگیز ہی اگر قدر مخم
فرمایے گا تو آپکے جمال جہاں آرا سے وہ روشن و منور ہو جائے گا اور مجھ کو بھی حیات تازہ و
مست بے اندازہ حاصل ہوگی آپ کا اس میں کوئی نقصان بھی نہیں ہی۔ جوان خوبہ و
اسکی درخواست کو منظور کیا اور اسکا ہمان ہوا تمام دن اسکے ساتھ رہا دوا عشرت و کامرانی
و تیار ہا قریب غروب آفتاب پہنچے ہمراہیوں کے پاس جانے کا ارادہ کیا عورت نے اسکو
سوا شرفیان دیکر بہت عذر کے ساتھ رخصت کیا۔ واپسی کے وقت جوان خوشرونے کل
سامان اکل شرب خرید کیا اور اپنے احباب کی واسطے عمدہ طور سے لیکر آیا شہر کے دروازہ
پر اسنے بھی لکھد یا کہ ایک دن کے حسن و جمال کی قیمت یہاں سوا شرفیان ہیں
اب تیسرا دن ہوا سو اگر بچہ سے ان سب نے کہا کہ آج کے روز تمھاری باری ہو آج تمھاری
عقل و کاروانی کے ہم مہمان ہیں اور یہی محک امتحان ہو اس نے قبول و منظور کیا اور

شہر میں آیا ناگاہ ایک جہاز نفائس گران قیمت اور اثیاء عمدہ و بیش بہا سے بھرا ہوا کنارہ دریا کے آگے لنگر انداز ہوا اہل شہر نے اسکی خریداری میں دانستہ تساہل کیا تاکہ بھاؤ اتنا بے اور کمی نرخ کی وجہ سے مال ارزان قیمت پر ملے سوداگر بچہ نے جہاز کا جہاز خرید کر لیا اور اسکے اسباب کو متفرق کر کے کئی حصہ کر دیے اور سب فروخت کر ڈالے اس وقت ہزار درم نفع کے ملے اور وہ سب لاکر اجاب بہرا میان کے سامنے پیش کر دیے جس سے کل ضروریات طعام وغیرہ بہت آسانی و عمدگی سے اجرا ہوئیں اور خوشی و دلچسپی سب نے رات بسر کی چوتھے روز سب نے لنگر شاہزادہ سے کہا کہ آپ اکثر توکل و قناعت کا دم بھرتے تھے اور سلیم درضا کے پیر کل مور کا دار و مدار کرتے تھے اگر آپ کو اس صفت سے کچھ بھی بہرہ مندی ہو تو مہربانی سے آج اسکا فائدہ دکھلائیے اور اسکے انتفاع کا جلوہ عرصہ طور میں لائیے ورنہ یہ دعویٰ سراسر لاف زنی پر محمول ہوگا شاہزادہ نے انکا کہنا قبول کیا اور عالی ہمتی کے ساتھ مرضی آئی پر توکل کر کے شہر کا عزم کیا نصرا اُسید اُس شہر کے بادشاہ نے انتقال کیا تھا تمام مخلوق یعنی رعایا براہ راست یا رُوسا و عائد و اہلکار و اہل حرفہ و مالکان شہر نامتداری اور سوگوار می میں مشغول گریہ و زاری تھے۔ شاہزادہ اپنی ذاتی اولوالعزمی سے اس حالت کے دیکھنے کے لیے در دولت شاہی پر چلا گیا اور قصر سلطانی کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا وہاں کا سب حال دیکھتا رہا ایک دربان نے دیکھا کہ سب لوگ غم و رنج میں آہ و زاری کر رہے ہیں مگر ایک شخص چپکا بیٹھا ہی اور ہم لوگوں کی مصیبت میں شریک نہیں ہوتا ہوا اسکے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ شاید کسی ملک کا جاسوس ہو جو خاموش بیٹھا ہوا سب حال بیان کا پوچھتا ہے دریا فت کرنے آیا ہوا اس خیال سے وہ اسکے پاس آیا اور سخت دُست کشنے لگا مگر شاہزادہ نے اپنے غصہ کو تحمل و رنج باری

مبدل کر دیا اور سکوت اختیار کیا جب لوگ جنازہ بادشاہ کا باہرے گئے اور تمام قصر شاہی خالی ہو گیا شاہزادہ اُسی مقام پر بیٹھا ہوا چار طرف نگہ ان رہا۔ دربان نے دوبارہ اسے آکر ماخوذ کیا اور زندان خانہ بھیج دیا جب ہمارے ہیون کو شاہزادہ کی خبر کچھ معلوم ہوئی تو آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ اُس بیچا رس نے اپنے کل کاموں کو توکل پر محول کیا تھا شاید اُس کی آزمائش سے کسی قسم کا فائدہ اُس کو نہیں حاصل ہوا اس وجہ سے وہ مارے شرم کے ہم لوگوں کی ہم صحبتی سے علیٰ یہ ہو گیا کاش پہلے ہی ہم کو یہ کیفیت معلوم ہو جاتی تو ہم کبھی یہ زحمت اُس کے لیے گوارا نہ کرتے الغرض وہ دن گزر گیا دوسرے روز اُس شہر کے عامل و رؤسا جمع ہوئے اور مجلس شوریٰ میں یہ بات قرار پائی کہ کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں عنان حکومت دی جائے جو کہ لائق سلطنت و جہانداری ہو اور ملک کا انتظام اور رعایا کی حفاظت و آرام باحسن وجوہ انصرام کر سکے اس وجہ سے کہ اُس شہر میں تخت و تاج کا وارث کوئی نہ تھا احتیاج سلطنت بے چراغ تھا۔ دربان نے کہا کہ یہ راز ہائے سلطنت ہیں ان کو باور بلندہ رافتا نکر و اہستہ آہستہ گفتگو کرنا مناسب ہے کیونکہ میں نے آج ایک جاسوس کو گرفتار کیا ہی کیا عجب ہو کہ اُس کا کوئی ہمارا اس مقام پر موجود ہو اور اس حال پر مطلع ہو کہ اپنے بادشاہ کو خبر کر دے جس سے کہ تمام ملک میں ایک شو رش پیدا ہو جائے چنانچہ دربان نے شاہزادے کی بے قصوری کی کیفیت اور اپنی جفا شعاری کا حال تفصیل حصہ مجلس کے سامنے بیان کر دیا۔ ارکان دولت نے شاہزادے کو محبس سے طلب کیا سب ضریح جلسہ نے اس کے جمال جہان آرا کو دیکھا تو کہا یہ جاسوس نہیں ہو اس کے بشرے سے آثار فروصوت شکوہ و عظمت کے نمایان ہیں یقیناً یہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے

غرض کہ سبھوں نے نہایت تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور شرائط عظمت و توقیر بحال لے اور
 مستفسر حال ہوئے شاہزادہ نے نہایت فصاحت و متانت سے برجستہ جواب دیے
 اور اپنے حسب و نسب اور باپ کے انتقال کا حال بھائی کے سلطنت پر قانع ہوئے
 اور اُس کے حق غضبہ کرنے کی کیفیت سب پر ظاہر کی حسب اتفاق چند بزرگان شہر
 جو اُس وقت اُس جلسہ میں موجود تھے اس شاہزادہ کے باپ کے عہد سلطنت میں اُس
 سرکار میں ملازم رہ چکے تھے انھوں نے پہچانا اور اعیان دولت سے شاہزادے کی
 علو ہمتی نیک بنیاد فیض و جلال شکوہ و جلال اور اُس کے باپ کے حالات سب
 مفصل بیان کیے اور بالاتفاق سبھوں نے کہا کہ اس ملک سلطنت و جہان بانی کے
 لائق یہی شخص ہی پس اُسی روز شاہزادہ کو سبھوں نے اپنا حاکم و فرمانروا بنالیا اور
 توکل کی برکت سے اسکو نعمت غیر متصورہ ملے اتنی ایسی وسیع سلطنت پائی کہ قدیم الایام
 سے اُس ملک کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ جس روز بادشاہ تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوتا
 تھا پہلے روز اسکو سفید ہاتھی پر سوار کر کے تمام شہر میں گشت کراتے تھے اُسی راج
 کے مطابق اس شاہ کے لیے بھی وہی رسم قدیم مرغی رکھی گئی چنانچہ شہر کے اطراف
 و جوانب سے پھرتی ہوئی جب سواری اسکی اُس روز پر پہونچی جسپر اسکے ہم سفر
 دوستوں نے عبارت لکھ دی تھی تو اُس نے اُس نوشتہ کے برابر اس مضمون کی تحریر
 کرنے کا حکم دیا کہ سب کمال اور عقل و جمال سے اُسی وقت فائدہ عائد ہو سکتا ہے
 جسوقت رضائے الہی اُسکے شامل حال ہو اور توکل شخص کا یہ حال ہے کہ اول دوزند
 بلا میں قید رہا دوسرے دن قصر سلطنت میں تخت زرنگار پر جلوس فرمایا یہ واقعہ عبرت
 کے لیے کافی ہو اور یقین کر سکتے ہیں کہ ارباب توکل کو کیسی کچھ نعمتیں منعم حقیقی کی

درگاہ عالی سے عطا ہوتی ہیں پس شاہزادہ تمام دارالسلطنت کی گشت کر کے ایران
شاہی مین داخل ہوا اور اپنے ہمراہی دوستوں کو طلب کر کے تاجر ذی شہر و دانش
کفایت شعار و ہنر پرور کو وزیر اعظم کا پیشدرست بنایا اور دہقان زادہ کو اسباب
والملک خاص کی داروغگی مرحمت کی اور صاحب حسن و جمال کو خلعت بیش قیمت اور
دافراں و دولت عطا کر کے فرمایا کہ ہر چند خالص دوست کی مفارقت سخت دشوار ہی
لیکن تیرا اس شہر مین رہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا اور سی مقام کا قصد کر تاکہ عورتین
تیرے حسن جمال کو دیکھ کر شبیہ و منتون نہوں اور فتنہ و فساد برپا کرنے سے محفوظ رہیں
بعد ازاں بزرگان مجلس کی جانب مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ میرے سبب ہمراہی احباب
کسب حصول محتاج کے پیدا کرنے مین سعی و کوشش کرتے تھے اور ہر ایک کو اس زائش
مین ایک سند حاصل ہو گئی تھی اور مین نے اپنے مقصد کو محض توکل و تسلیم و رضا کے سپرد
کر دیا تھا اور قضاے الہی پر راضی و شاکر تھا حاضرین مجلس مین سے ایک پیر خوش تقریر
نے اٹھ کر بعد ازاں دعا و ثنا شاہی کے نہایت فصاحت و بلاغت سے عرض کیا
کہ شہر یار کا نگار اس حقیر کی بھی قضا و قدر کے معاملہ مین ایک سرگزشت لائق سماعت ہی
اگر ارشاد عالی ہو تو عرض بیان مین لاؤں بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا بیان کر دو پیر نے کیا
حکایت مین اکثر ایک بزرگ کی خدمت مین رہا کرتا تھا سب بیکہ دنیا کی بے وفائی
معلوم ہوئی تو اس سے کنارہ کشی کر کے خلوص دل سے خدا سے برحق کی طرقت مانگے اور ایک روز
بازار مین دیکھا کہ ایک صیاد وہ مہم فروخت کر رہا تھا اور وہ دو تون باہم اپنا دروہ مین
کوٹے ہوئے اپنی خلاصی کے بارہ مین پیر و دو گار عالم سے التجا کر رہے تھے مجھ کو نکال حال
پیر ملال دیکھ کر رحم یا صیاد نے دو درم قیمت مانگی میرے پاس صرف چنی ہی رقم موجود تھی

اس لحاظ سے اسکے خراج کرنے میں پس و پیش کرتا تھا آخر کار تو کل اختیار کر کے دونوں پردوں کو مول لیلیا اور شہر لیا کر انکسور ہا کر دیا وہ دونوں پر دواز کے ایک دیوار پر جا بیٹھے اور گنگوڑی اور انیکے بعد گویا ہوئے کہ ہم تیرے احسان کے معاوضہ کرنے میں قاصر ہیں لیکن زیر دیوار ایک صندوق جو اہرات کا مدفون ہو اُسے کھود لیجیے مجھے اُنکے کلام سے تعجب ہوا اور کہا بڑی حیرت کا مقام ہو کہ زمین کے نیچے صندوق جو اہرات تو دیکھ لیا اور زیر بغار خفیہ جو دام پوشیدہ تھا وہ نہ معلوم ہوا ہر دہنے جو ابدیہ کہ فضل اُسی کا جب نزول ہوتا ہی تو دیدہ عقل خیرگی کرتا ہی اور روز روشن تیرہ نظر آتا ہی اُجھل میں نے زمین کھود کر صندوق جو اہر کا حاصل کیا اور وہ اب تک میرے یہاں بچسہ موجود ہی شہر بار کی خدمت میں ملتی ہوں کہ اسکی نسبت حکم دیجیے کہ خزانہ عامرہ سرکار میں داخل کر لیا جائے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تو نے تخم بویا تھا اُسکا ثمرہ حاصل کیا آئیں کسی کی شرکت نہیں ہو سکتی اور تو نے جو یہ جواہر آبدار عقل و حکمت کے ہماری مجلس پر نثار کیے ہیں ہمارے لیے صرف یہی کافی ہیں کیونکہ کوئی گوہر گران بہا کلام نیا کے بہتر و برتر سرا یہ نہیں ہو۔

جب کہ دانا دل بید پاس بر بہن نے راس دہلیم کے حضور میں یہ داستان بیان کی اور مضامین وصایا بادشاہ ہوشنگ کے ختم ہوئے تو اسے مدوح نے فرمایا کہ میں جو تحفہ بطریق خلوص عقیدت پیشکش کروں حکیم دانا دل اُسکو بطور ہدیہ نیاز مندانہ شرف قبول عنایت فرمائیں بر بہن نے کہا کہ اسی بادشاہ صمد دراز سے میں نے امور دینی سے بالکل دست بردار ہو کر گوشہ قناعت اختیار کیا ہی اور اسی گوشہ پر متوکل ہوں یہ تحفہ اور دیگر تحفہ جات مثل اسکے حضور والا کو مبارک ہوں اسی بادشاہ عالیجاہ اگر آپ قبول کر لیں گے اصرار فرمائے ہیں تو مقررہ ہوں کلاس دستہ العمل و انشوری کو جو اسوقت سلسلہ بیان

آئے ہیں مرتب کر کے رشتہ تالیف میں منسلک کرین تاکہ دولت مندوں کا رہنما اور بخیر فہم رہبر ہو اور شاید کہ اسکے باعث سے گوشہ خاطر عاطر سے فراوانش ہون اور خوشنودی مانع سے میرا عقدہ سر بستہ نکشف ہو جائے اور شاہد مقصود اصلی جلوہ گر ہو بس یہی تحف میرے لیے کافی و دافی ہو۔ چنانچہ اسے دہشلیم نے ان سخنانِ نادر کو قبول کیا اور رشتہ ہو کر اپنی دارالسلطنت کی طرف مراجعت کی عنایت آہی اور تائید غیبی سے بخیریت تمام اپنی دارالحکومت میں داخل ہوا اور جو اس حکمت و دانائی دستیاب ہوئے تھے ان کو رشتہ تالیف و تصنیف میں منعقد کر کے ایک کتاب مرتب کی اور ہمیشہ سفر و حضر میں اس کو اپنے ہمراہ رکھ کر ہر واقعہ اہم میں اُنہی کے نصائح پر عمل کرتا رہا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اُسکی دولت ظاہری و باطنی سے کل اہل عالم کو استفادہ حاصل ہوا اور دنیا میں اسکے فوائدِ صوری و معنوی سے انتظام و لہذیر ہو گیا جبکہ خجستہ اس نے اس افسانہ کو من اولہ الی آخرہ بیان کیا تو فرخ خاں نے شادمان و خورسند ہو کر وزیرِ دانا کو نوازش کیا خسروانہ سے معزز و ممتاز فرمایا اور خدا سے تعالیٰ کی جناب میں عہد و پیمان کر لیا کہ اس سے اس دستورِ عمل سے جو بمنزلہ ایک کارنامہ فرینش کے ہی ہرگز سرِ موجا و زنگر نہ لگا۔

الحاصل بعد اسکے فرخ خاں ام اسے دہشلیم کے دستورِ عمل کے مطابق کاروبارِ سلطنت کو سرانجام کرتا رہا اور روز بروز اس قدر یاست و جہان بینی سرسبز و شاداب ہوتے رہے جیسے تالان جو دہشلیم روئے و کارا گاہ ہونکا دیا چہ تصور کرنا چاہیے صفحہ روزگار پر یادگار اور قائم رہی نام نیک کی نسبت حکماء متقدمین نے حیات جاوید سے تعبیر کی ہر خلقِ ظالم زبان پر باقی رہ گیا ہے

نام نیک اُن کا زمانہ میں بابائی تھا اور نہ جو دیکھا سنا تھا گوش ز دافعا تھا

تقریظ عالی جناب محلی لوی سیّد امیر اللہ شاہ صاحب المخطب بہ نواب مقتضد جنگ بہادر جاسٹ سکرٹری فوج سرکار عالی

باوجود کم فرستی کے میں نے اس ترجمہ کے بعض مقامات پر مخالفانہ نظر سے
غور کیا۔ کوئی مقام ایسا نہیں پایا کہ جسکے ملاحظہ کے بعد مجزائے اسکے کہ کہا جائے کہ یہ ترجمہ
من حیث المجموع اپنا نظیر آپ ہی ہی۔ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اس میں کوئی شک
نہیں کہ اس ترجمہ کی صرف ترتیب مرغوب اور مضمون دلچسپ ہی نہیں ہے۔ بلکہ
یہ ترجمہ فروغ علم و دانش کے لیے ایک ناقص معلم کا کام دے سکتا ہے۔ اگرچہ
باوی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کے مدارج اسی ترتیب کے
محاط سے قائم کیے جاسکتے ہیں لیکن واقع میں ترجمہ کو تصنیف و تالیف پر بھی
ایک قسم کا تقدم حاصل ہے۔ گو تصنیف میں قوت و فکر یہ سے زیادہ حصہ لیا جاتا ہے
اور نتیجہ فکر ہی تصنیف کہلاتا ہے۔ تاہم تصنیف بہ معنی ایجاد و نہیں ہو سکتی کیونکہ
دنیا میں کوئی چیز ایجاد ہی نہیں ہے۔ چنانچہ منوکا قول ہے کہ آفتاب کے نیچے
کوئی چیز ایجاد ہی نہیں ہے۔ اور تالیف کے معنی بھی اجزائے خارجہ میں مناسبت
پیدا کرنے کے ہیں۔ جو یہ ایک امر بدیہیات سے ہے۔ اور اس کے لیے معمولی
لیاقت کافی ہو سکتی ہے۔ برخلاف اس کے ترجمہ ایک اہم کام ہے۔ اور ترجمہ
کے لیے دو مختلف قسم کے علوم میں کامل ہونا چاہیے۔ جب تک کہ کوئی شخص
دو مختلف قسم کے علوم میں کامل نہ ہو ممکن نہیں کہ وہ ترجمہ کے ادنیٰ زینہ پر بھی
قدم رکھ سکے۔ غرض اس قسم کی کتابوں کے ترجمہ میں بے شمار دقیقین حاصل

ہوتی ہیں خصوصاً اردو ترجمہ میں قطع نظر الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معنی ملحوظ رکھنے کے تائید و تذکیر کا لحاظ بھی ضروری ہوتا ہے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ مترجم نے اپنی خدا وادہانت اور جودت طبع سے ان تمام دقتوں کو مغلوب کر کے (گلزار دانش) کے نام سے ایک عمدہ درخت بار آور بویا، اس کے صفات غیرادی سے شائقین ہمیشہ منتفع ہوتے رہیں گے۔ اب میں حتماً اس لائق مترجم کی نسبت یہ کہہ سکتا ہوں کہ جو کچھ محنت اور عرق ریزی اتنی مجہد میں کی گئی، وہ قابل تعریف کے ہے۔ اور اس لائق مترجم کو اس فن کا ایک اعلیٰ درجہ کا مترجم قرار دیا جائے تو کوئی محل قبح کا نہوگا۔ فقط
(مقتضہ جناب)

تقریظ۔ عالم الہمی۔ ضائل نوذعی۔ علامہ عصر۔ فہامہ دہر۔ ادیب اربیب
عالی جناب ڈاکٹر شمس العلماء مولانا مولوی بیت علی صاحب۔ بلگرامی
بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ سابق مقیم تعمیرات و معر نیات و ڈاکٹر کسٹر
نظام ریلوے۔ نیپار سٹریٹ لا۔ وغیرہ وغیرہ

یہ سچ ہے کہ نصیحت ہمیشہ تلخ ہو کرتی ہے۔ مگر اس خود بینی کی جو بقاء
حیات کے لیے جزو لا ینفک ہو اصلاح اسی طرح ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے اعمال اور
افعال عادات اور اطوار کی تصویر ایسے آئینہ میں دیکھیں جس میں ہمارے
خوش کرنے کے لیے معائب کے اخفا اور محاسن کے اظہار کا بد نما و طیسرہ نہ ہو

اس لیے ان بزرگوں نے جنہیں قوم کی طرز معاشرت اور خلائق کی تمدنی حالت میں اصلاح کرنے کی ضرورت ہوتی ہو۔ یہ طریقہ رکھا ہی کہ وہ واقعات جو روزمرہ ہمارے سامنے ہمارے جنس سے یا خود ہم سے سرزد ہوا کرتے ہیں۔ ہمارے سامنے اس طرح پیش نظر کر دیتے ہیں کہ ہم ان کے حسن و قبح کو اگر چشم بصیرت رکھتے ہیں تو خود دیکھ لیں اور اگر غفلت کی تاریکی میں ہوں تو ان کی دوسو حسرت خود پیش نظر ہو جائے۔

(نگار دانش) اسی قسم کی کتاب ہی جس میں انسان اپنی روزمرہ زندگی کی ہو ہو تصویر مطالعہ کر سکتا ہو۔ اور اس کے محاسن و ذمائم سے سبق لے سکتا ہو۔ اس زمانہ میں جب کہ ہر دماغ میں ایک چھٹا حس آزادی کے نام سے پیدا ہو گیا ہو ناصح خواہ کیسا ہی شفیق کیون نہ ہو نفرت سے دیکھا جاتا ہو اور نصیحت گودہ کیسی ہی پر شفقت ہو کڑوی معلوم ہوتی ہو۔ ایسی کتاب نوجوانوں کی آنکھیں کھولنے میں اور اونچ نیچ سمجھانے میں بہت کارآمد ہو سکتی ہو۔ مگر السنہ مشرقی کے کس سپر ہی کے زمانہ میں فارسی کے سمجھنے والے کتنے ہونگے اس لیے نگار دانش کے قاصد زیبا پر گلزار دانش کی گل پیہنی کی بہت ضرورت تھی۔ اور یہ کام لائق ترجمہ نے جس عمدگی سے کیا ہو۔ اس کی داد دینا مجھے سبب ہو۔ ترجمہ کی خوبی کو اس سے زیادہ سلاست اور فصاحت کی خواہش نہ تھی۔ مگر بلاغت بھی کلام کے حق میں روح ہو۔ اور رنگین بیانی معانی کی جان۔ فقط

سید علی گلزاری

